محی السنۃ نمبر
ان الابرار لفی نعیم
ماہنامہ
آئینہ
مظاہر علوم
بانی:- فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسین نور اللہ مرقدہ
مظاہر علوم وقف کے مایہ ناز فرزند، وقف علی اللہ کے حامی، بزم اشرف کے آخری چشم و چراغ
محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق نور اللہ مرقدہ کی اتباع سنت سے بھرپور
حیات طیبہ پر مشتمل ایک حسین و دلآویز ممتاز دستاویز
زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ
Rs.20
دفتر آئینہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

کیا آپ جانتے ہیں ؟

آل انڈیا تنظیم تعلیم ودعوت کے اغراض ومقاصد

☆ ترتیل وتجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم اور احادیث نبوی کی ترویج واشاعت

☆ اہل سنت والجماعت کی فکر کی بنیاد پر صحیح اسلامی عقائد کا فروغ

☆ جدید تقاضوں کے پیش نظر دینی مدارس، علمی مراکز اور عصری مکاتب کا قیام نیز ضرورتمند علاقوں میں مساجد کی تعمیر کا انتظام

☆ مسلمانوں میں اعمال صالحہ واخلاق حسنہ کی تعلیم وتربیت اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے جدوجہد

☆ ضرورتمند علماء، نادار طلباء کی کفالت اور ان کے لئے وظائف کا انتظام نیز غریب وبے سہارا لڑکیوں کی شادی کا انتظام اور شدید ضرورتمندوں کے گھروں میں پانی کا انتظام

☆ یتیموں، بیواؤں اور مختلف آفات سے متاثر لوگوں کی اخلاقی ومالی مدد

☆ منصف مزاج برادرانِ وطن سے رابطہ اور ملک کے مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد ویکجہتی کی کوشش

برادران اسلام سے مخلصانہ اپیل

جو اہل خیر حضرات تنظیم کے ذریعہ غرباء ومساکین کی خدمت کرنا چاہیں وہ اصحاب اس تنظیم کے ذریعہ ان مقدس فرائض کو انجام دے سکتے ہیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی امانتوں کو پوری احتیاط کے ساتھ صحیح مصرف میں استعمال کیا جائے گا۔

رابطہ کا پتہ

مولانا عبدالآخر مظاہری

مکان نمبر 576 گلی نمبر 39 ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دہلی ـ 25 انڈیا

0121-2448007 (آفس) 011-55653869

9837141039 ـ 9810750051 (گھر)

محی السنۃ نمبر

مظاہر علوم (وقف) کا

علمی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

آئینہ مظاہر علوم

ماہنامہ

جلد نمبر ۱۴/۱۵ جمادی الاولیٰ تا رجب ۱۴۲۶ھ مطابق جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر ۱۱/۱۲/۱/۱

زیر سرپرستی

حضرت مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ

ناظم و متولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مظاہر علوم وقف کے مایہ ناز فرزند، بزم اشرف کے آخری چشم و چراغ محی السنۃ

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق نور اللہ مرقدہ کی پاکیزہ زندگی اور اتباع سنت

سے بھرپور حیات طیبہ پر مشتمل ایک حسین و دلآویز دستاویز

مرتب

محمد ریاض الحسن

معاون مدیر

ناصر الدین مظاہری

دفتر آئینہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

اس شمارہ کے کل یا جز کو بلا حوالہ شائع کرنے کی اجازت نہیں ہے

زیر سرپرستی
حضرت مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ

مدیر
محمد ریاض الحسن

معاون مدیر
ناصر الدین مظاہری

کمپوزنگ محمد عارف مظاہری
مطبع فاروقی پرنٹنگ پریس دہلی نمبر ۶

فی شمارہ ۱۰/روپے
سالانہ ۱۲۰/روپے

سارک ممالک کے لئے ۳۰۰/روپے
دیگر ممالک کے لئے ۲۵/امریکی ڈالر

اس شمارہ کی قیمت

Rs.20

بسم الله الرحمن الرحيم

إنا لله وإنا إليه راجعون

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۷
پیغام ۱۳
پیغام ۱۴
پیغام ۱۵
پیغام ۱۶
پیغام ۱۷
پیغام ۱۸
پیغام ۱۹
پیغام ۲۰
پیغام ۲۱
پیغام ۲۳
پیغام ۲۴
پیغام ۲۵
پیغام ۲۶
پیغام ۲۷
پیغام ۲۸
پیغام ۲۹

عنوان	صفحہ
پیغام	۳۰
پیغام	۳۱
مولانا شاہ ابرار الحق حقی	۳۳
ذکر ابرار	۳۵
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے	۳۸
شفقتیں ان کی یاد رہیں گی	۴۱
روحانی معالج	۴۴
وہی چراغ بجھا......	۴۶
کچھ یادیں کچھ باتیں	۵۴
کچھ یادیں کچھ تاثرات	۵۶
غم کے آنسو	۶۱
ان کی خوبیاں بیشمار	۶۵
خوبیوں کا مجموعہ	۶۸
اور بڑھی تاریکی	۶۹
نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز	۷۳
جو میں نے دیکھا	۷۵

عنوان	صفحہ
شاہ ابرار الحق مظاہری	۷۹
اصلاحی طریق	۸۴
آہ! حضرت ہردوئی	۹۰
محی السنہؒ اور فقیہ الاسلامؒ	۹۲
معراج اپنی اپنی	۹۸
ہردوئی تک	۱۰۵
آہ! وہ ہستی......	۱۱۲
فصل گل خوشیدہ شد اندر چمن	۱۱۵
مادہائے تاریخ وصال	۱۱۷
اے برار الحق چہ احساں کردہ	۱۲۰
کارواں کے سر سے میر کارواں جاتا رہا	۱۲۱
نذرانۂ عقیدت	۱۲۵
مرثیہ مولانا ابرار الحق	۱۲۶
تبرکات	۱۲۹
خلفاء ومجازین	۱۴۲
تاریخ وفات	۷۴

جائے کہ بود آں دلستاں با دوستاں در بوستاں

شد زاغ و کرگس را مکاں، شد مرغ و ماہی را وطن

۱۷ رجون ۲۰۰۵ء کو جس وقت عالم اسلام کا سب سے ممتاز عالم دین اور قوم وملت کا عظیم انسان دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر رہا تھا، اس وقت آئینہ مظاہر علوم کا تازہ شمارہ طباعت کے لئے پریس جا چکا تھا، اس لئے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں وقت کے سب سے بڑے محسن کے بارے میں کوئی مضمون پیش نہ کر سکے۔

دنیا رفتہ رفتہ ارباب علم وتقویٰ سے خالی ہوتی جا رہی ہے، ماضی قریب میں ہمارے ہاتھوں سے رہا سہا ذخیرہ بھی جاتا رہا اور ہم تہی دست ہو گئے جس پر جتنا بھی غم کیا جائے کم ہے، وقت مقررہ پر سبھی کو جانا ہے باقی رہنے والی ذات تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے جس پر کبھی فنائیت طاری نہیں ہو سکتی کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ. وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

انبیائے کرام ہوں یا اولیاء عظام ہر شخص کو ایک مقررہ وقت کیلئے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے، وقت موعود آ جانے پر ہر آنے والے کیلئے جانا یقینی ہے کل نفس ذائقة الموت ایک نا قابل انکار حقیقت ہے، جس سے فرار ناممکن ہے اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة۔

حضرت محی السنۃ بھی پچاسی / ستاسی سال کی عمر میں امت کو فیوض و برکات سے مالا مال فرما کر اپنے پروردگار سے جا ملے۔

ذھب الذین یعاش فی اکنافھم بقی الذین حیوتھم لا تنفع

آئینہ مظاہر علوم کے پچھلے شمارہ میں چند گرانقدر شخصیات پر مختصر شذرات سپرد قلم کئے گئے تھے، لیکن کے معلوم تھا کہ اگلا اداریہ ایک ایسی شخصیت کے بارے میں ہوگا جس کا وجود باجود امت اپنے لئے باعث افتخار اور

بسا غنیمت تصور کرتی تھی، جس کیلئے بزم کون ومکاں کی ہر چیز قربان تھی، جس کی صحبت کو پانے اور نصیحت کو سننے کیلئے دور دور سے عشاق پروانہ وار دوڑے چلے آتے تھے، یوں تو یہ حادثہ پوری ملت اسلامیہ کیلئے بڑا خسارہ ہے مگران کی مادر علمی مظاہر علوم وقف سہارنپور کیلئے بھی ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔

مدتوں رویا کریں گے جام وپیمانہ تجھے

حضرتؒ کے علوم ومعارف......سلوک واحسان، تزکیۂ نفوس......احیاء سنت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی داعیانہ صفات کا سارا زمانہ معترف تھا......ان کی فیض رساں طبیعت سے شاید ہی کسی کو نقصان ہوا ہو البتہ ان کے عظیم ترین مشن سے ہر کسی کو فائدہ ضرور ہوا......ایک بڑی تعداد جو جادۂ اعتدال بلکہ زاویہ مستقیم سے ہٹ چکی تھی راہ راست پر آگئی......منکرات کا خاتمہ تو نہیں البتہ اس میں حیرت انگیز کمی واقع ہوئی......نیکیوں کا چلن عام ہوا......برائیوں پر روک لگی......دین کا بول بالا ہوا......بددین صراط مستقیم پر گامزن ہوئے......گم کردہ راہوں کو توبہ واستغفار کے مواقع میسر آئے......طبقۂ علماء کو مفوضہ امور یاد آئے......اپنی ذمہ داریوں کا انہیں احساس ہوا......مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ......دینی تعلیمات کے لئے قرآنی مکاتب کا اجراء اور دعوت الحق کے پلیٹ فارم سے معروفات کا حکم......منکرات وفواحش، الحاد ولادینیت اور شیطانی دسیسہ کاریوں کی روک تھام کے لئے حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے وضع کردہ اصولوں کو اپنا کرنا قابل فراموش خدمات انجام دیں۔

ھردوئی کیا ھے؟

☆ صفہ کے طرز پر سنت نبوی کی ترویج واشاعت کا ایک چلتا پھرتا مدرسہ ہے! جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی عملی مشق ہوتی ہے۔

☆ مردہ قلوب کو زندگی وتابندگی اور روح کو جلا وتقویت پہنچانے کا ایک عظیم مستشفیٰ ہے! جہاں روح کے مریضوں کا تشفی بخش علاج ہوتا ہے۔

☆ سلسلہ تھانوی کا آخری دار السلطنت ہے! جہاں سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مریدین ومنتسبین کو اسلامی احکامات اور ہدایات پر چلنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

☆ دینی وشرعی باریکیوں، نکات آفرینیوں اور حساس وپیچیدہ مسائل کو سلجھانے کے لئے دار الشرع اور دار الشوریٰ ہے! جہاں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے لائحہ عمل تیار ہو کر پوری دنیا میں اس کا نفاذ ہوتا ہے۔

☆ واردین وصادرین کیلئے دار الضیف ہے! جہاں سنت نبوی کے مطابق ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔

☆ دور ودراز اور قرب وجوار کے طلبہ اور مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک شاندار علمی مرکز ہے!

جہاں لوگ دن رات علمی تشنگی بجھانے میں مصروف رہتے ہیں۔

☆مطالعہ کا ذوق وشوق رکھنے والے طلبہ، اساتذہ، اور عوام وخواص کیلئے باضابطہ دارالکتب اور دارالمطالعہ بھی ہے! تاکہ مطالعہ کے ذریعہ ذہن ودماغ کو روشنی بخشی جاسکے۔

☆غیر مستطیع غریب ونادار طلبہ کیلئے باقاعدہ مطبخ بھی ہے جہاں سے ان کو ناشتہ وکھانا فراہم کیا جاتا ہے۔

☆پوری دنیا میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے والوں کے لئے ایک عظیم تدریبی مرکز بھی ہے! جہاں ان کو درس وتدریس کی عملی مشق اور تربیت دی جاتی ہے۔

☆دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے والوں کے لئے مرکز دعوۃ الحق ہے جس کے راہنما اصول وقوانین اور ضابطہ وآئین باقاعدگی کے ساتھ مرتب ہیں ۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رہے گا رواں مگر
ہائے وہ میر کارواں نہ رہا

فضلائے مظاہر علوم نے دین کے تقریباً سبھی شعبہ جات میں نمایاں اور ممتاز خدمات انجام دیکر الحمدللہ مادر علمی کے وقار اور اس کی عظمتوں میں چار چاند لگائے ہیں لیکن دعوتی میدان میں بھی اس کے فضلا کی جو خدمات اور قربانیاں ہیں اس میں مظاہر علوم کو ہمیشہ اپنے فرزندوں پر فخر رہے گا، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد عبیداللہ بلیاویؒ، حضرت مولانا محمد ہارون کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد عمر پالن پوریؒ وغیرہ یہ وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے مظاہر علوم سے فراغت، فضیلت اور خوشہ چینی کے بعد دعوتی تحریک میں اسپرٹ پیدا کی اور اس میدان میں انہوں نے کارہائے نمایاں انجام دے کر مادر علمی کے تقدس میں اضافہ فرمایا۔

ماضی قریب میں عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ اور محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ نے اس عظیم درسگاہ سے فراغت پاکر اپنی پوری زندگی احیاء سنت اور دعوت وتبلیغ میں صرف فرمادی، اس کیلئے دن کے چین اور رات کے سکون کو خیر باد کہہ دیا۔

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
کیا طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

دین مبین کی حفاظت واشاعت کی خاطر ان دونوں حضرات نے جو غیر معمولی مشقتیں اور صعوبتیں برداشت کیں ان میں شاید ہی قیامت تک ان کا کوئی ثانی پیدا ہو۔

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ کے مشن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ان دونوں حضرات نے جس خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے اس سے حضرت حکیم الامتؒ کی روح یقیناً خوش ہوگی، چنانچہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ نے ایک بار حضرت تھانویؒ کو خواب میں دیکھا تو حضرت تھانویؒ نے ان سے فرمایا کہ

''میرے سلسلہ کے کام کرنے والوں میں سب سے زیادہ میں تم سے اور مولانا (ابرار الحق) سے خوش ہوں'' (تذکرۃ الصدیق ۵۲۰، جلد ۲)

حضرت محی السنۃؒ سے ان کی مادر علمی کا تعلق کہئے یا حضرتؒ کی روحانی وباطنی کشش کہ ٹھیک اسی روز جس دن مظاہر علوم وقف کا یہ عظیم فرزند ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا محمد سعیدی ناظم مظاہر علوم کی قیادت میں ایک قافلہ کشاں کشاں حضرت والاؒ کی خدمت میں ہردوئی پہنچ کر حضرتؒ کے علوم ومعارف سے دیر تک فیضیاب ہوا، حضرتؒ نے مادر علمی سے قلبی تعلق، اپنے استاذ خاص حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ کی نسبت اور حضرت فقیہ الاسلام مولانا مفتی مظفر حسینؒ سے دیرینہ خصوصی روابط کے باعث اپنے لطف وکرم اور انتہائی اعزاز واکرام کا معاملہ فرمایا، مظاہر علوم وقف کے حالات معلوم کرتے رہے، خوش بخت کاروان مظاہر کو ابتدائے علالت سے تجہیز وتکفین، آخری زیارت اور آئندہ روز تدفین وغیرہ میں بھی شرکت کی سعادت میسر آئی۔

عالم اسلام کا یہ عظیم محسن جو اپنی گوناگوں علمی دینی، عرفانی اور روحانی ضیافتوں سے لوگوں کو زندگی بھر مالامال کرتا رہا، چلتے چلتے بھی دنیا کو مادر علمی سے اپنی دیرینہ محبت وتعلق کا پیغام دیکر رخصت ہوا، حضرت محی السنۃؒ کی خدمت میں پہنچنے والے مہمانوں میں کاروان مظاہر آخری ''مہمان'' کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

ہماری دانست میں یہ شرف وامتیاز اہل مدارس میں سے صرف مظاہر علوم وقف کے حصہ میں آیا

وذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

وان کرہ الاعداء من کل حاسد

حضرت ناظم صاحب مدظلہ، کے قلم حقیقت رقم سے اس تاریخی سفر کی تفصیلات آپ آئندہ صفحات میں ''معراج اپنی اپنی'' کے زیر عنوان ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضرت محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور ان کی شخصیت پر مشتمل یہ شمارہ اگرچہ حضرت کی شایان شان نہیں ہے پھر بھی یہ عجالہ ان شاء اللہ قارئین کے لئے مفید اور نفع بخش ثابت ہوگا۔

☆☆☆

چراغ لاکھ ہیں لیکن کسی کے اٹھتے ہی
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

محی السنۃ نمبر......امتیازات وخصوصیات

آئینۂ مظاہر علوم کی طرح ملک و بیرون ملک کے نہ جانے کتنے اخبارات ورسائل حضرت محی السنۃؒ پر خصوصی نمبرات شائع کریں گے لیکن اس شمارے کی بعض خصوصیات اسکو دیگر اخبارات ورسائل سے ممتاز کرتی ہیں، مثلاً

☆ یہ وقیع شمارہ حضرتؒ کی مادر علمی سے شائع ہورہا ہے۔جوخود حضرت محی السنۃؒ کیلئے ایک زبردست اعزاز ہے۔

☆ محی السنۃ نمبر کو حشو وزوائد سے پاک اور مکررات سے محفوظ رکھا گیا ہے۔

☆ حضرت محی السنۃؒ کا پورا تعلیمی زمانہ چونکہ یہیں گزرا ہے اسلئے تعلیمی ریکارڈ بھی شائع کیا جارہا ہے۔

☆ حضرت محی السنۃؒ نے مادر علمی سے فراغت کے سال جو امتیازی نمبرات حاصل کئے ان کا ایک چارٹ، اساتذۂ دورہ حدیث شریف کے اسماء گرامی اور ممتاز رفقاء درس کے ناموں کو بھی شامل اشاعت کیا گیا ہے۔

☆ ۱۳۷۹ھ میں حضرت محی السنۃؒ نے اپنی سند حاصل کی تھی، اس کی نقل بھی شائع کی جارہی ہے، جو دفتر مظاہر علوم وقف میں موجود ہے۔جس پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ، محدث کبیر حضرت مولانا منظور احمد خانؒ اور دیگر اعیان علم وتقویٰ کے مبارک دستخط ثبت ہیں۔

☆ حضرت محی السنۃؒ نے مظاہر علوم کے چار دور نظامت دیکھے اور ہر دور کے ناظم سے برابر خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا، برکت کیلئے ہر دور کے ناظم کے نام ارسال کئے گئے مکتوب گرامی کی نقل بھی نذر قارئین کی گئی ہے، جس سے مادر علمی کے ساتھ حضرتؒ کے دیرینہ تعلق کا پتہ چلتا ہے۔

☆ مظاہر علوم وقف کے ناظم ومتولی حضرت مولانا محمد سعیدی مدظلہ کا مضمون ''معراج اپنی اپنی'' بھی شامل اشاعت ہے جو حضرتؒ کے انتقال پرملال سے چند گھنٹے پہلے زیارت وملاقات سے مشرف ہوئے تھے، اس مضمون میں حضرت محی السنۃؒ سے آخری گفتگو، زندگی کے آخری لمحات، اچانک علالت اور سانحۂ ارتحال کی پوری تفصیل نیز تجہیز وتکفین کا آنکھوں دیکھا حال موجود ہے۔

☆ دو صفحات پر مشتمل تاریخی شہ پارے بعنوان'' مادہائے تاریخ وصال سلطان زماں مولانا ہردوئی'' بھی نذر قارئین ہیں۔

☆ ملک وبیرون ملک کے مایہ ناز علماء اور اکابر کے پیغامات بھی شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔

☆ حضرت محی السنۃ کے جانشین وداماد جناب حکیم کلیم اللہ صاحب کا مختصر اور جامع مضمون بھی افادیت واہمیت کے پیش نظر خصوصیت کے ساتھ بحکم ناظم مدرسہ حضرت مولانا محمد سعیدی شریک اشاعت کیا گیا ہے۔تلک عشرۃ کاملۃ

آئینۂ مظاہر علوم کے خصوصی شمارہ "محی السنۃ نمبر" کیلئے ملک اوربیرون ملک سے جن ممتاز علمائے کرام اور معروف اصحاب قلم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنا بیش قیمت وقت صرف فرماکر پیغامات وفرامین یا مقالات ومضامین ارسال فرمانے کی زحمت گوارا کی ہے ،ہم ان کے بے حد ممنون وشکر گذار ہیں، پیغامات کی ترتیب میں تاریخ تحریر کو معیار بنایا گیا ہے۔

(ادارہ)

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی دامت برکاتہم

دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپائے کرم واخلاص محترم المقام حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب زیدمجدکم السامی، ناظم مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج اقدس! عافیت خواہ بعافیت ہے! گرامی نامہ شرف صدور ہوا، یہ اطلاع پاکر بے انتہا مسرت اور خوشی ہوئی کہ آپ کے مدرسہ کے ترجمان ماہنامہ ''آئینۂ مظاہر علوم'' کا خصوصی نمبر حضرت اقدس محی السنۃ شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ وبرد مضجعہ واعلی اللہ مراتبہ کے تعلق سے شائع کیا جارہا ہے، حضرت اقدس قدس سرہ' کا وصال عالم اسلام کیلئے جانکاہ صدمہ ہے اس غربت اسلام کے زمانے میں امت مسلمہ کے لئے ایک بڑی محرومی ہے۔

عجب ایک سانحہ سا ہوگیا ہے مصائب اور تھے پر دل کا جانا

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

حضرت اقدس اللہ کے ان مخصوص برگزیدہ بندوں میں تھے جنہیں ہمہ وقت اللہ کے بندوں کی ہمہ گیر اصلاح اور ہدایت کی فکر رہا کرتی تھی، وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کے عاشق زار تھے، وہ چاہتے تھے کہ سارے لوگ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں میں ڈھل جائیں، وہ بزم اشرف کے آخری چراغ تھے، ان کا مزاج ومذاق حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تعلیمات کا جیتا جاگتا نمونہ تھا، انہوں نے حضرت تھانویؒ کے وصال کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک مسلسل حضرت کے افکار وعلوم، ہدایات وتعلیمات کو عام کیا ہے۔

اصلاح منکرات، احیاء سنت، تصحیح تلاوت قرآن کریم، تصحیح واقامت نیز تصحیح صلاۃ (جو درحقیقت مذہب اسلام کی بنیادیں ہیں) یہ چیزیں حضرتؒ کی رگ رگ میں سرایت کرگئی تھیں۔ زندگی کے آخری لمحے تک وہ ان چیزوں سے غافل نہیں رہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کو اپنے قرب خاص کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں نیز ہم سب لوگوں کو ان کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین والسلام

ناکارہ عبدالحق غفرلہٗ

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۴۲۶/۵/۲۳ھ، جمعہ

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کراچی (پاکستان)

عزیز مکرم مولانا محمد سعیدی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا، محی السنۃ حضرت مرشدنا ومولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے دل صدمہ سے پاش پاش ہے، ہم سب یتیم ہو گئے، اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات بلند فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

احیاء سنت، قرآن پاک کی خدمت، تجوید وقرأت کی تصحیح اور تزکیہ واصلاح کا جو عظیم الشان کام اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی اور شاید اسی کی بشارت حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی کہ

"مولانا ابرارالحق صاحب سے اللہ تعالیٰ دین کا بہت بڑا کام لیں گے"

غرض حضرت کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے اس کے پر ہونے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کے حامی وناصر ہیں اپنے فضل سے حضرت والا کی ان خدمات کو قیامت تک جاری رکھیں خصوصاً قرآن پاک کے مکاتب کا جو جال حضرت والا نے پورے ملک میں پھیلایا ہے اور ملک وبیرونی ممالک میں حضرت کا جو فیض جاری ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے قیامت تک امت کو مستفید فرمادیں اور ہم سب کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم کے خصوصی نمبر کی خبر سے خوشی ہوئی، احقر کے داہنے ہاتھ پر فالج کا اثر ہے اس لئے مضمون لکھنے سے قاصر ہے لہٰذا اس خط کو ہی احقر کا مضمون شمار کرلیا جائے، خانقاہ کے ماہنامہ الابرار کا خصوصی نمبر بھی عنقریب شائع کرنے کا ارادہ ہے، اس سلسلہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلومات ومضامین اگر ارسال کریں تو احقر ممنون ہوگا۔

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

۲۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۷؍ رجولائی ۲۰۰۵ء

حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ محدث دار العلوم دیوبند

بنام

حضرت مولانا محمد سعیدی مظاہری ناظم ومتولی مظاہر علوم وقف سہارنپور

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی شخصیت ایک عہد ساز شخصیت تھی وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ تھا، تصانیف وتربیت کی راہوں سے آپ نے بڑا کام کیا ہے، آپ کی تیار کردہ شخصیات میں بہت سے آفتاب وماہتاب بن کر ابھرے ہیں ان میں ایک نمایاں شخصیت حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب حقیؒ کی تھی، آپ حضرت تھانوی کی خانقاہ کی آخری کڑی تھے، اور آپ سے بھی ایک دنیا نے فیض پایا ہے، آپ کی زندگی کا نمایاں کارنامہ قرآن کریم کی تصحیح اور سنت کا احیاء ہے، قرآن کریم صحیح پڑھنے کیلئے آپ نے دعوۃ الحق کا سلسلہ قائم فرمایا، برصغیر میں جگہ جگہ اس نام سے ادارے قائم ہیں جو قرآن کریم کی بہترین خدمت انجام دے رہے ہیں، آپ کے وطن ہردوئی میں آپ کا ادارہ اسی نام سے بہترین کام کررہا ہے اور ایک دنیا اس سے فیضیاب ہورہی ہے دور دور سے لوگ آتے ہیں اور نورانی قاعدہ پڑھ کر منور ہوتے ہیں، قرآن کریم کی تصحیح کرتے ہیں اور اس کا جذبہ لیکر مراجعت فرما ہوتے ہیں۔

اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ نے سنت کے احیاء کا خاص جذبہ عطا فرمایا تھا آپ واقعی محی السنہ تھے، اذان واقامت اور نماز کی سنتوں کی تصحیح اور ان کا احیاء آپ کا خاص مشن تھا اور اس سلسلہ میں آپ نے مبالغہ کی حد تک کام کیا ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ کا ایک جزئیہ ہے کہ قومہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے رکوع کی ہیئت پیدا کر کے نہیں جانا چاہئے ورنہ نماز میں ایک رکوع کا اضافہ ہوجائے گا جو موجب سجدہ سہو ہے، حضرتؒ اس جزئیہ کی خصوصی تلقین فرماتے تھے اور اپنے کسی خادم کے ذریعہ عملی مشق بھی کراتے تھے مگر میں نے دیکھا ہے کہ نمونہ پیش کرنے والا شخص حضرت قدس سرہ کی صحیح مراد نہیں سمجھتا تھا، وہ سیدھا لکڑی بنا ہوا سجدہ میں جاتا تھا حالانکہ حضرت کی یہ مراد نہیں تھی۔ میں نے خود ایک مرتبہ مدرسہ محمودیہ میرٹھ میں حضرت قدس سرہٗ سے پوچھا تھا کہ میں "بارے ڈوز" گیا تھا وہاں چند نوجوانوں کو عجیب طرح سے قومہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے دیکھا میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے آپ کا حوالہ دیا، اس مسئلہ کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "جس طرح مزدور پھاوڑا چلاتا ہے اس طرح سجدہ میں نہیں جانا چاہئے" یہ بات بالکل صحیح ہے کہ مزدور جب پھاوڑا چلاتا ہے تو آدھا جھک جاتا ہے، اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جاتے ہیں پس ایسی ہیئت پیدا ہوگی تو ایک اور رکوع ہوجائے گا پھر جب حضرت قدس سرہٗ نے مسجد میں بیان کیا تو یہی مسئلہ بیان فرمایا اور ایک خادم سے عملی نمونہ پیش کرنے کے لئے فرمایا اس نے اسی طرح لکڑی بن کر سجدہ کر کے دکھایا جب کہ حضرت قدس سرہٗ کی یہ مراد نہیں تھی۔

خیر یہ مسئلہ تو درمیان میں آگیا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا احیاء سنت کا ذوق بے مثال تھا، میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ماہنامہ "آئینہ مظاہر علوم" ایک یادگار نمبر نکال رہا ہے، مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی ضروری ہے کہ حضرت کے مشن کو زندہ رکھا جائے اور آپ کے کارناموں کا خوب چرچا کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس نمبر کو کامیاب فرمائیں اور امت کو اس سے فیض یاب فرمائیں۔ والسلام

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہٗ سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر

عزیز مکرم مولانا محمد سعیدی صاحب حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہوں!

خوشی ہوئی کہ آئینۂ مظاہر علوم کا ''محی السنۃ نمبر'' آرہا ہے، محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ؒ کا اسم گرامی سامنے آتا ہے تو اصلاح اور مسلسل اصلاح، سنت کا اہتمام، اکابر کی وضع کی پابندی، دینی روایتوں کا خاص اہتمام، قرآن مجید صحیح طریقہ پر پڑھنے کی فکر اور اس کی عملی جہت سامنے آجاتی ہے یہ ان کی زندگی کے چند عنوانات ہیں جن پر انہوں نے کام کیا جس کے ملک اور ملک سے باہر بھی گہرے اثرات صاف طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں کام کرنے کا جو حوصلہ، سلیقہ اور طریقہ انہیں عطا فرمایا تھا اس میں وہ اپنے عہد میں بہت ممتاز رہے ہیں اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ ان کے مرشد گرامی حکیم الامت حضرت تھانوی کی صحبت اور قربت کی ان پر گہری چھاپ تھی۔

اصلاح کی خاطر حق گوئی اور صاف گوئی ان کا ممتاز وصف تھا، زندگی گذارنے اور اداروں کو چلانے اور بڑھانے میں اصول پسندی ان کی نمایاں خوبی تھی، معمولات پر مداومت ان کا مزاج بن چکا تھا اور سب سے بڑھ کر جہت نمایاں قرآن پاک کی خدمت ہے، قرآن کو ٹھیک سے پڑھنا مخارج کا خیال رکھتے ہوئے تجوید کا اہتمام کرتے ہوئے قرآن پاک کو پڑھانا، پڑھانے والوں کو تیار کرنا ان کی مہم تھی، اس کے لئے ادارے قائم کرنا ان کی تحریک تھی، یہ پہلوان کی زندگی کا بڑا تابناک ہے اور اس کے اثرات بند آنکھوں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی صرف دینیات اور اسلامیات کی ترویج واشاعت کا گہوارہ ہی نہیں بلکہ روح اور روحانیت کو صیقل کرنے کا عظیم سرچشمہ ہے، اس سرچشمہ سے خدا معلوم کتنے بندوں نے رشد وہدایت کے ساتھ سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کی ہیں، جس کا سہرا حضرت مخدوم کے سر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کے ذریعہ حضرت تھانوی کے فیوض وبرکات کی ترویج واشاعت کا جو عظیم کام لیا ہے اس کیلئے ان کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے مرشد گرامی کے عکس جمیل تھے۔

اللہ تعالیٰ ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم کے خصوصی شمارہ ''محی السنۃ نمبر'' کو قبول فرمائے اور جس طرح حضرت محی السنۃ کی ذات گرامی بہت ممتاز تھی دعا گو ہوں کہ ان کے حالات ومعمولات، افادات وارشادات پر مشتمل یہ دستاویز بھی ممتاز سے ممتاز تر ہو جسے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے، توجہ سے پڑھا جائے اور صلاح واصلاح کا ذریعہ بنے، آمین یا رب العلمین۔ والسلام

محمد ولی

محمد ولی رحمانی

۳۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا حکیم محمد عبد اللہ صاحب مدظلہٗ مہتمم جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ میرٹھ

مکرم ومحترم جناب مولانا محمد سعیدی صاحب، ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئیؒ کی وفات ''موت العالِم موت العالَم'' کی مکمل تفسیر وتعبیر ہے، حضرت شاہ صاحب اکابر وشیوخ کی نشانی خصوصاً حضرت تھانویؒ کے خلفاء کی آخری کڑی تھے، حضرت کی وفات برصغیر کے مسلمانوں کا عظیم علمی عملی اور اصلاحی خسارہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی تعلیم وتربیت مظاہر علوم کے اکابر وشیوخ بالخصوص حضرت الحاج مفتی قاری سعید احمدؒ اجراڑوی کی زیر نگرانی ہوئی ، جس کا تذکرہ آپ برابر فرماتے تھے ، اسی تعلق کا اظہار آپ فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور کے ساتھ تاحیات فرماتے رہے۔

جس وقت مرشدی حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ہردوئی کا اشارہ فرمایا تو میں ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں لکھنؤ سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت شاہ صاحب نے میرے ساتھ جس درجہ غیر معمولی محبت وشفقت اور خورد نوازی کا مظاہرہ فرمایا وہ لمحات میرے لئے انتہائی سعادت مند تھے ، اپنی کبر سنی اور انتہائی نقاہت کے باوجود دو گھنٹہ تک میرے ساتھ رہے اور کرسی پر بیٹھ کر انتہائی خوشی ومسرت کے ساتھ اپنے ادارہ کی ایک ایک چیز دکھاتے رہے اور آخر میں یہ فرمایا کہ ''عبد اللہ! میں اپنے معمولات کے خلاف تمہارے ساتھ یہ عمل اس لئے کر رہا ہوں کہ تم میرے مشفق ومربی اور استاذ حضرت مولانا قاری سعید احمد اجراڑویؒ کے اس مدرسہ کے نگراں اور ذمہ دار ہو جس کے وہ پہلے شاگرد تھے ، آج بھی میں اسی تعلق کی بنیاد پر حضرت مفتی مظفر حسین صاحب مظاہری جو ایک عالم باعمل شخصیت اور اکابر مظاہر علوم کے روایات کے امین ہیں ان سے غیر معمولی محبت رکھتا ہوں۔''

حضرت کے نرم اور گرم معمولات اور احیاء سنت کی تحریک سے برصغیر کے لاکھوں افراد کو راہ اعتدال ملی ہے جو مذہب اسلام کی نمایاں خصوصیت اور تعلیمات نبوی کی روح ہے ، حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے رشد وہدایت کے عمل اور ریاضت ومجاہدات سے ہردوئی کی سرزمین کو عالمی شہرت عطا کی اور مجلس ''دعوۃ الحق'' کے ذریعہ برصغیر میں اپنی تحریک تعلیم وتربیت واصلاح عملی شکل میں چھوڑی جس کے تابندہ نقوش رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔ ان شاء اللہ!

حضرت والا مرحوم کی ذات عوام وخواص میں بڑی مقبول اور پرکشش تھی ، آپ نے اس دور الحاد اور دین سے بے رغبتی کے ماحول میں احیاء سنت کیلئے کلیدی کردار پیش کیا اور کبھی دین میں مداہنت کو برداشت نہیں کیا ، ہردوئی سے سہارنپور اور سہارنپور سے تھانہ بھون پہنچ کر حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی خدمت وتربیت میں رہ کر کندن بننے والا یہ انسان شیخ وقت اور اسم بامسمّیٰ محی السنۃ ثابت ہوا۔

آپ کی حیات اور دینی علمی واصلاحی خدمات کو اجاگر کرنے کیلئے مظاہر علوم وقف کے ناظم ومتولی جناب حضرت مولانا محمد سعیدی مدظلہ العالی نے مظاہر علوم وقف کے ترجمان ''آئینۂ مظاہر علوم'' کا خاص شمارہ محی السنۃ نمبر نکال کر حضرت والا کی مظاہر علوم وقف سے وابستگی اور محبت کا حق ادا کیا ہے۔........ میں اس موقع پر حضرت ناظم صاحب دامت برکاتہم اور خاص شمارہ کے مرتبین محبین اور اساتذہ کرام کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت شاہ صاحبؒ کی حیات وخدمات اور معمولات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت شاہ صاحب کو ان الابرار لفی نعیم کا حقدار بنا کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مراتب نصیب فرمائے۔ آمین۔ والسلام

عبد اللہ مغیثی
مہتمم جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ میرٹھ

۲۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۷؍ جولائی ۲۰۰۵ء

حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی مدظلہٗ ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

بنام

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

احمدہٗ واصلی علی رسولہ الکریم !

راقم الحروف کو یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ماہنامہ ''آئینۂ مظاہر علوم'' اپنا ''محی السنۃ نمبر'' نکال رہا ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اس کی مستحق ہے کہ ان کی باکمال شخصیت کے مختلف اہم اور امت کیلئے مفید تر پہلو سامنے لائے جائیں تاکہ اس سے عام مسلمان، مشائخ اور علماء سب ہدایت حاصل کرسکیں اور ان کی زندگی کو مشعل راہ بنا کر بالخصوص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے صبر آموز سبق کو یاد کرسکیں جس کو موصوف نے زندہ کیا اور ان کی کوئی مجلس اس سے خالی نہ تھی۔

یہ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ مولانا موصوف کو اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آئینۂ مظاہر علوم کی اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔ والسلام

سید ارشد مدنی

خادم دار العلوم دیوبند

۱۴۲۶/۶/۲ھ

شیخ الاسلام حضرت مولانا عبد اللطیف صاحبؒ نے جناب محمود الحق صاحب ایڈوکیٹؒ سے پوچھا کہ آپ کا ایک بیٹا انگریزی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور دوسرا بیٹا یہاں مظاہر میں زیر تعلیم ہے دونوں میں آپ کو کچھ فرق محسوس ہوا؟...... ایڈوکیٹ صاحب نے فرمایا ہاں! اتنا فرق ضرور ہے کہ جب میں صاحب بہادر سے جوتے مانگتا ہوں تو نوکر کے ہاتھوں بھی بھجوا دیتے ہیں اور مولوی ابرار الحق خود ہی لے کر آتے ہیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و نائب مہتمم دار العلوم دیو بند

مولانا محمد سعیدی صاحب! ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم ہو کر نہایت خوشی اور مسرت ہوئی کہ آپ حضرات ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم کا خصوصی شمارہ ''محی السنۃ نمبر'' شائع فرما رہے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ تھانوی کے آخری چشم و چراغ اور سنت رسول اللہ کا مستحکم ستون تھے، آپ کی وفات سے عالم اسلام بالخصوص تھانوی برادری یتیم ہوگئی ہے۔

انہوں نے اپنی پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں صرف فرما کر ایک طرف اپنے مرشد حضرت حکیم الامتؒ کی روح مبارک کو مسرور کیا تو دوسری طرف اپنی مادر علمی مظاہر علوم کا نام نامی پورے عالم میں روشن فرمایا، ان کی خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہیں جو رہتی دنیا تک تشنگان علم دین کو سیراب کرتی رہیں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی قحط الرجال کے اس دور میں بسا غنیمت تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ تھکنے والا ذہن و دماغ عطا فرمایا تھا، ان کی پاکیزہ ذات گرامی پر ''خصوصی شمارہ'' کی اشاعت لائق تحسین و آفرین ہے۔ مظاہر علوم سے حضرتؒ کی وابستگی اور اس کے نتیجہ میں وفات سے پہلے آپ کی وہاں حاضری اور حضرت سے عین وفات کے روز اکتساب فیض آپ پر حق تعالیٰ شانہ کے فضل خاص کا نتیجہ ہے جو آپ کی سعادت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی تعلیمات کو عام و تام فرمائے اور آپ کی مساعی کو شرف قبول سے نوازے۔

نصیر احمد

نصیر احمد

۱۵/ ج۔ ۱۴۲۶/۱ھ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

مفتی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت المحترم ناظم صاحب مظاہر علوم وقف سہارنپور سلام مسنون

یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ آپ حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ پر خصوصی نمبر شائع کر رہے ہیں یہ بڑی سعادت کی بات ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اس زمانہ میں حضرت تھانویؒ کی زندہ یادگار کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے نقش قدم کے سچے پیرو کار تھے، اتباع سنت میں بے مثال تھے، اپنے حلقہ میں انہوں نے ان تمام سنتوں کو زندہ کر رکھا تھا جو آج کل مٹتی جا رہی ہیں، رعایت اس باب میں قطعاً نہیں تھی بلکہ سخت مشہور تھے، اب ایسے افراد امت میں نایاب ہیں، حضرت جہاں پہنچتے تھے، لوگوں کی بھیڑ ہوتی تھی، خاص و عام بہت اطمینان سے آپ کی باتیں سنتے، اور سننے والے سن کر بیخود ہوتے تھے، آپ کی مجلس میں شریک ہونے والوں میں ایک زندگی پیدا ہو جاتی تھی اور پھر ان کے ذریعہ سنت کی ترغیب ہوا کرتی تھی، خاکسار کی ملاقات دو چار دفعہ کی ہی تھی مگر آپ سے کافی عقیدت و محبت رکھتا تھا، ان شاء اللہ آپؒ ان الابرار لفی نعیم میں داخل ہوں گے آپ سے محبت و عقیدت رکھنے والے محروم نہ رہیں گے۔

رب العالمین اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں گے۔

والسلام طالب دعا:

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مفتی دار العلوم دیوبند

۲/ جمادی الاخری ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا سید محمد رابع الحسنی الندوی مدظلہٗ العالی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

بنام:۔ حضرت مولانا محمد سعیدی مظاہری ناظم ومتولی مظاہر علوم وقف سہارنپور

برصغیر ہند و پاک میں جو کہ آج سے ۵۷ سال قبل ایک ہی ملک تھا، ایسے ایسے بندگان خدا پیدا ہوئے کہ جن سے اس عظیم ملک میں بزرگوں کا ایک عظیم سلسلہ قائم ہوا جن کے اخلاص عمل، راہ خدا میں قربانی، ذاتی زندگی میں تقویٰ واحتیاط اور خشیت الٰہی کے حالات اور واقعات خود ان کے زمانوں میں اور بعد میں آنے والے وقتوں میں مرد مومن کی زندگی کا اسوہ بنے اور اس ربانی اور روحانی سلسلہ کی برکت سے سب کو فیض پہنچا اور پہونچ رہا ہے، اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق حقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ جن کو محی السنۃ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حکیم الأمت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے گزشتہ صدی میں تجدید واحیاء سنت وشریعت کا بڑا کام انجام دیا تھا اور اس کام میں اپنے خلفاء کی ایک خاصی تعداد چھوڑ کر رخصت ہوئے تھے ان کے سب سے کم عمری میں ہونے والے خلیفہ تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم القدر شیخ کے بعد خاصی مدت ۶۲/۶۳ سال تک خدمت دین وشریعت کے کام کے لئے باقی رکھا تھا، خدمت دین وشریعت کے کام میں وہ اپنے رفقاء کے یکے بعد دیگرے رخصت ہونے پر مرجع خلائق بنتے چلے گئے اور ان سے اس برصغیر کے طالبان کو اصلاح کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا رہا وہ بھی گزشتہ دنوں (۹/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ کی شب کو تقریباً ۸۷ سال کی عمر میں) اپنے بے شمار معتقدین اور مریدین کو غمزدہ چھوڑ کر اپنے خالق ومالک سے جا ملے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

وہ متعدد سالوں سے کچھ علالت کی حالت میں تھے لیکن دین کی تقویت اور اصلاح وتزکیہ کا کام اسی شغف اور توجہ سے انجام دیتے رہے تھے، اور اس کا انہوں نے شروع سے اہتمام رکھا اور باوجود معذوریوں کے وہ سفر بھی کرتے رہتے تھے، لوگوں کو اتباع سنت اور دین کے صحیح احکام پر عمل کرنے کی

شدت سے تلقین کرتے تھے اور اپنا سارا وقت اسی میں لگاتے تھے لوگوں سے ملاقاتوں میں، اپنی مجلس میں برابر ان دینی کمزوریوں کی طرف توجہ دلاتے جو مسلمانوں میں بلکہ دینداروں میں بھی بے خیالی کے سبب پھیل گئی ہیں، اصلاحی کام میں اپنی خاص توجہ میں دوسروں سے کہیں زیادہ فکر واہتمام کرنے والے تھے، اس طرح ان کمزوریوں کا ازالہ بہت سے لوگوں سے ان کے ذریعہ انجام پایا، ان کے فیض صحبت سے بہت لوگوں کو دینی اصلاح اور احکام شریعت پر پوری طرح عمل کرنے کے کام کا حوصلہ ملا اور ان کے کاز کو ان کے خلفاء اور مریدین نے اختیار کیا جس کے ذریعہ ان کا فیض بالواسطہ الحمد للہ جاری ہے۔

انہوں نے اپنے اصلاحی مقصد کے لئے جگہ جگہ مکاتب بھی قائم کئے اور ان مکاتب کو چلانے کیلئے ادارے قائم کئے جو ''مجلس دعوۃ الحق'' کے نام سے کام کررہے ہیں، اور اپنے وطن ہردوئی میں ایک بڑا مدرسہ ''اشرف المدارس'' کے نام سے قائم کیا جو تعلیم دین کے مختلف شعبوں پر مشتمل ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کی تصحیح کے کام واہتمام میں وہ اپنی خاص شہرت بھی رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو امت اسلامیہ کی طرف سے بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنتوں کا عظیم صلہ عطا کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اخلاف کو ان کا بدل بنائے، خاص طور پر ان کے جانشین محترمی جناب حکیم کلیم اللہ صاحب کو جو ان کے داماد بھی ہیں ان کے سلسلۂ اصلاح وتربیت کے ان کے جاری کردہ نظام کی تقویت کا ذریعہ بنائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۳؍جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ م ۱۰؍جولائی ۲۰۰۵ء

نزہۃ الابرار تفسیر کی ایک کتاب ہے، جس کو بہت سے لوگ حضرت محی السنۃ مولانا ابرار الحق صاحب کی تصنیف سمجھتے ہیں یہ غلط ہے، حضرت کی تصانیف میں نزہۃ الابرار نامی کوئی کتاب نہیں ہے۔

حضرت مولانا فضیل احمد قاسمی مدظلہ، جنرل سکریٹری مرکزی جمعیۃ علماء ہند

برادر محترم مولانا محمد صاحب سعیدی زید لطفہ ناظم ومتولی مظاہر علوم وقف سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں! آپ نے اُحب الصالحین کا عملی نمونہ پیش کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور حضرت ہردوئی کی حیات وخدمات پر مشتمل ''آئینۂ مظاہر علوم'' کی خصوصی اشاعت منظر عام پر لارہے ہیں، اس خبر نے ہمیں بہت مسرور کیا، مظاہر علوم وقف جیسے بین الاقوامی ادارہ کی جانب سے ایک بین الاقوامی روحانی پیشوا کی زندگی کے مثالی نمونوں کو نئی نسل کے لئے پیش کرنا چراغ روشن کرنا ہے اور فبھداھم اقتدہ کی دعوت دینا ہے، قرآن کریم نے انبیاء کی زندگی کو واقعات وقصص کی شکل میں گلدستہ بنا کر پیش کیا اور گل چینی کی دعوت فبھداھم اقتدہ کے عالی فرمان کے ذریعہ دی ہے۔

اولیاء اللہ کی زندگیاں انبیاء کی پیروی واتباع میں گزرتی ہیں، اسلئے سیرت رسول کے بعد خاموش مربی بزرگوں کی سوانح عمریاں ہیں، ابھی کچھ دن پہلے جب ہماری نگاہیں پورے برصغیر میں کسی بزرگ کو ڈھونڈتیں تو حضرت ہردوئی پر جاکر ٹک جاتیں، افسوس اب نگاہوں کا ایسا کوئی مرکز نہ رہا، ہمیں امید ہے کہ حضرت کی خصوصیات وخدمات اور اعلیٰ صفات کا تذکرہ آپ کے خصوصی نمبر میں پڑھنے کو ملے گا، ہمارے تو وہ سرپرست تھے، ہر موقع پر انہوں نے ہمیں یاد رکھا، آج ہم ان کے دکھائے ہوئے راستے پر چلنے میں کوشاں ہیں۔

حضرت کی بڑی خصوصیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھی وہ اس معاملہ میں کسی کی رعایت نہ فرماتے، دعوت ان کی پر حکمت ہوتی، دل کی دنیا بدل جاتی، کیفیات قلب میں تلاطم پیدا ہوتا اور قلب جاری ہوجاتا، میں تو خردوں کا خرد ہوں مجھ پر بھی بڑی عنایات رہتیں، حضرت والا ہردوئیؒ جب دہلی تشریف لاتے تو شفقت فرماتے، فون کرواتے اور ہم دعا کے لئے، خدمت بابرکت میں حاضر ہوجاتے۔

اللہ غریق رحمت کرے ہمیں ان کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے، آپ کی مساعی کو قبول فرمائے اور اس خصوصی اشاعت کو شرف قبولیت ومقبولیت سے نوازے۔ لعل اللہ یرزقنا صلاحا

والسلام

فضیل احمد

فضیل احمد قاسمی

جنرل سکریٹری مرکزی جمعیۃ علماء ہند

۳؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

بنام

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ، ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہ جیسی عبقری شخصیت کے متعلق مجھ جیسے علم وعمل سے بے بضاعت کے لئے ان کے شان عالی کے مناسب لکھنا ذرہ بے مقدار کا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے مگر آپ کی فرمائش پر یہ چند کلمات سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

درحقیقت حضرت مولانا قدس سرہٗ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ کی خدمات دینیہ ساری امت میں اظہر من الشمس ہیں اور صحیح معنوں میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب اور وارث تھے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمودہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد حسنہ یعنی تلاوت کلام اللہ اور تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفوس کی خدمات پوری زندگی انجام دیتے رہے نیز حدیث جبرئیلؑ میں حضور اکرمؐ کے بیان فرمودہ اعمال اسلام اور صفات ایمان اور نسبت احسان کے معنی ومفہوم کی توضیح وتشریح بلکہ ان حقائق سے اتصاف کی طرف ترغیب وتحضیض فرماتے رہے جو حضرات ان کی خدمت بابرکت میں آمد ورفت رکھتے تھے ان پر یہ باتیں عیاں ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ ان کے مرشد مجدد الملت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ یہی خدمت اپنی حیات طیبہ میں انجام دیتے رہے۔

اس سلسلہ میں ہزاروں کتابیں تصنیف فرمائیں اور ہزار ہا ہزار اشخاص کو دین حنیف کے رنگ میں رنگ کر اور دلوں پر کتاب وسنت کی عظمت ورفعت کو بٹھلا کر اور سیکڑوں خلفاء اور مجازین کو اپنی تعلیم وتربیت کے ذریعہ کامل ومکمل فرما کر دنیا سے تشریف لے گئے جو اپنی اپنی جگہ پر آفتاب ومہتاب کا درجہ رکھتے تھے خصوصاً اس حقیر نے حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ اور حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کی خدمت میں رہ کر ان کی تعلیم وتربیت کی شان وکمال کو عیاناً دیکھا گویا حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے تجدیدی کام کی تکمیل فرمائی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

مگر افسوس صد افسوس کہ ابھی چند ہفتے ہوئے کہ بزم اشرف کے آخری چراغ کی روشنی سے بھی ہم محروم ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حقیقت یہ ہے کہ شخصیات اصل نہیں ہوتیں بلکہ ان کی تعلیمات اصل وقابل اقتداء ہوتی ہیں جو ابھی بھی الحمدللہ ان کے رسائل میں اداروں بلکہ سینوں میں محفوظ ہیں ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ان سے اپنے کو آراستہ کر کے پوری امت کو ان تعلیمات وہدایات سے روشناس کرائیں اور حضرت مولانا کی روح پرفتوح کو شاد کریں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین واللہ الموفق والھادی الی الھدیٰ والرشاد۔

محمد قمر الزماں الہ آبادی

محمد قمر الزماں الہ آبادی
۳ر جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ م ۱۰ر جولائی ۲۰۰۵ء
مکتبہ دار المعارف ۶۳۹/بی وصی آباد الہ آباد یوپی

Maktaba Darul Maarif
639/B, Wasibad Alld.(U.P.)
Pin: 211003

حضرت مولانا ریاست علی ظفر بجنوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

مکرمی جناب مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بعافیت ہوں!

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی مشہور اور مایۂ ناز شخصیت کے مالک تھے، ان کی زیارت وملاقات اور اکتساب فیض کے لئے لاکھوں لوگ بے قرار رہتے تھے۔

حضرت کی حیات مبارکہ تطبیق شریعت واتباع سنت سے عبارت تھی، آپ قرآن مقدس کی تعظیم ومحبت کے سلسلہ میں نرالی شان رکھتے تھے، احیاء سنت اور قرآن واذان کی اصلاح کے بارے میں آپ کا مبارک شغف پوری امت کیلئے قابل تقلید اور مثالی عمل ہے۔

رجال سازی کی بھی ایسی صلاحیت آپ کو عطا ہوئی تھی کہ آپ کی نگاہ مؤمنانہ سے بے شمار لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوا وہ جادۂ حق کے راہی بنے اور کتنے ہی لوگ مرشد ومصلح، داعی ومبلغ اور ہادی ورہبر بن گئے۔

حضرت محی السنۃ جیسی شخصیت بہت کم نصیب ہوتی ہے، ان کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کے فیوض وبرکات جو پاکیزہ اخلاق، مواعظ وملفوظات اور تعلیم وتربیت وتزکیۂ نفس کے نظام کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں وہ مشعل راہ کا کام کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔

یہ بات بہت قابل مبارکباد اور خوش آئند ہے کہ مظاہر علوم وقف کا دینی دعوتی واصلاحی رسالہ ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم حضرت کی حیات طیبہ کے روشن پہلوؤں کو امت کے سامنے پیش کرنے کی سعی میمون کرتے ہوئے ان پر خصوصی شمارہ شائع کر رہا ہے جس میں اس بات کا بھی خیال رکھا جارہا ہے کہ حضرت کی تعلیمی زندگی کے وہ گوشے بھی منظر عام پر آجائیں جو صرف مظاہر علوم وقف کے ریکارڈ اور دفتری دستاویزات سے ہی مستفاد ہو سکتے ہیں مثلاً مدرسہ کی طرف سے حضرت کو دی گئی سند فراغ کی نقل وغیرہ، اس سے حضرت کی سوانح پر کام کرنیوالے حضرات کو بڑی رہنمائی ملے گی۔

یہ معلوم ہو کر مزید خوشی ہوئی کہ حضرت محی السنۃ کے سانحہ ارتحال والے دن آپ ان کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے اور مرض الوفات لاحق ہونے سے پہلے حضرت نے آپ سے وفور بشاشت اور کمال انبساط کے ساتھ تفصیلی گفتگو فرمائی تھی، اپنی دعاؤں اور مواعظ ونصائح سے نوازا تھا، حضرت کی مبارک زندگی کے یہ آخری لمحات آپ کیلئے بیش قیمت سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ آپ کو استقامت اور بلندیٔ اقبال سے نوازے، حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے اور اس خصوصی محی السنۃ نمبر کو شرف قبول عطا فرمائے۔

ریاست علی ظفر بجنوری

خادم دار العلوم دیوبند

۵ رجمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ العالی صدر جمعیۃ علماء ہند

بنام

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہٗ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

مکرم ومحترم زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم کے خصوصی شمارہ ''محی السنۃ نمبر'' کی اطلاع ملی بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ''محی السنۃ نمبر'' کے ذریعہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ کے حالات طیبات کو تمام مسلمانوں تک پہنچانے کا بہترین سبب بنائے۔

خیر اندیش

اسعد مدنی

اسعد مدنی

صدر جمعیۃ علماء ہند

حضرت مولانا مفتی عبداللہ مظاہری مدظلہ، ناظم جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ، بھروچ (گجرات)

بنام

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

گرامی قدر زید مجدہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملت اسلامیہ کیلئے جن علماء ومشائخ کی بابرکت ہستیاں سہارا بنی ہوئی تھیں اور روئے زمین پر جن کا وجود مسعود رحمت الٰہی کیلئے ورود کا ذریعہ ہوا کرتا تھا، انہی نفوس قدسیہ میں محی السنۃ مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی قدر تھی، آپ کی زندگی اتباع سنت سے عبارت تھی، اٹھتے بیٹھتے ایک ہی فکر اتباع سنت کی دعوت، احیاء سنت کیلئے ہمہ وقتی وہمہ جہتی فکر، امت کیلئے عظیم نمونہ تھا، بغیر مداہنت وبلاخوف لومۃ لائم حق گوئی آپ کی امتیازی شان تھی، آپ کی گرانقدر تعلیمات کی اشاعت اور سنت وشریعت سے ہم آہنگ زندگی ہی ہم چھوٹوں کی طرف سے حضرت والا کیلئے خراج عقیدت ہے۔

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ ''مجلّہ آئینۂ مظاہر علوم'' سہارنپور حضرت والا کی حیات طیبہ پر خصوصی شمارہ شائع کر رہا ہے، حضرت والا مظاہر علوم وقف کے فیض یافتہ اور اس کے عظیم سپوت تھے، مادر علمی کی طرف سے اپنے عظیم فرزند کے حوالے سے خصوصی اشاعت یقیناً ایک بہترین خراج عقیدت ہے، میں اس مستحسن اقدام پر مادر علمی مظاہر علوم کے ذمہ داران اور مجلّہ کے مدیر ومنتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت والا کو اپنی خصوصی جوار رحمت میں جگہ دیں، آمین۔ فقط والسلام مع الاحترام

عبداللہ مظاہری
بانی وناظم جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات
۱۱ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

حضرت الحاج مولانا ابرارالحق صاحبؒ

حضرتِ حکیم اُمتِ بیضا کے فیض سے
تھے اہل دل حضرتِ ابرار ارفع حال
تھے حاملِ محاسنِ شرع و سلوک و دیں
اور اپنی ذاتِ عالی میں وہ پیکر جلال

(حضرت مولانا) انعام الرحمٰن صاحب تھانوی ناظم شعبۂ نشر واشاعت مظاہر علوم وقف سہارنپور

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ مظاہری مدنی مدظلہٗ

(خادم خاص وخلیفۂ اجل شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً

عزیز گرامی قدر جناب مولانا محمد سعیدی صاحب، حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کی ذات گرامی پر ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم کے ''خصوصی شمارہ'' کی اطلاع سے انتہائی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس گرانقدر خدمت کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت محی السنۃؒ کو شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ سے نہ صرف اکتساب فیض اور آپؒ کے دربار گہربار سے خوشہ چینی کا خوب خوب موقع ملا تھا بلکہ حضرت شیخ الحدیثؒ سے متوسطات کے علاوہ بخاری شریف اور ابوداؤد شریف بھی پڑھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ سے حضرت محی السنۃؒ نے صرف تلمذ کا رشتہ ہی نہیں رکھا بلکہ آپؒ کی عرفانی وملکوتی شخصیت سے اپنی روحانیت کو بھی تسکین بہم پہنچاتے رہے، ایک بار حضرت شیخؒ نے ابوداؤد شریف کے درس میں فرمایا تھا کہ

''طالب علم اگر طالب علمی ہی کے زمانے میں صاحب نسبت نہ ہوا تو کچھ نہ ہوا، مولانا ابرار الحق صاحب کو اللہ پاک نے طالب علمی ہی کے زمانہ میں یہ دولت عطا فرمائی تھی''

حضرت شیخؒ کا معمول تھا کہ وہ محنتی طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے تھے ان کو ان کی کتابی محنت پر اپنی طرف سے خصوصی انعامات سے بھی نوازتے، چنانچہ جب حضرت مولانا ہردوئیؒ اپنی جماعت دورۂ حدیث شریف میں سب سے امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے تو حضرت شیخؒ نے دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے ''بذل المجھود'' کا مکمل سیٹ بھی عنایت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ''فقیہ الاسلام نمبر'' کی طرح ''محی السنۃ نمبر'' کو بھی قبولیت ومقبولیت سے نوازے اور اس نمبر کو حضرت محی السنۃؒ کی تعلیمات کے فروغ کا بہترین ذریعہ بنائے۔

خصوصی اشاعت کیلئے ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ والسلام

حبیب اللہ مظاہری

مدینۃ منورۃ زادھا اللہ شرفاً

۱۵/جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب لوہاروی مدظلہٗ

شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ کھروڈ گجرات

گرامی قدر حضرت مولانا محمد صاحب دامت برکاتہم، ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور کے توسط سے ہمیں یہ خوش خبر پہنچی کہ قدوۃ الصالحین شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) کی شخصیت پر آپ حضرات کام کر رہے ہیں اور حضرت والا ذات ستودہ کی زندگی کے اہم اور خاص خاص گوشے جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعی بلیغ فرما رہے ہیں۔

اولاً میں تمام مخلص کارکنان (جو اس کام میں بھی کسی بھی طرح شریک ہیں) کو از تہہ دل مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ایک بہت ہی اہم اور ضروری کام کا بیڑا اُٹھایا ہے، اللہ اسے مبارک فرمائے۔

جو حضرات حضرت والاؒ کی صحبت اور مقاربت میں رہ چکے ہیں وہ بخوبی اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت والا کی زندگی کے ہر ہر لمحے سے دریائے شوق اور حب رسول علیہ السلام میں اگر تلاطم نہیں تو تموج ضرور پیدا ہو جاتا تھا اور یہ کوئی معمولی بات بات اور کوئی ارزاں اور حقیر یافت نہیں، اس کے بغیر دل ویران اور زندگی سونی ہے اور اگر کوئی طویل وقت اس لذت وعزت کے بغیر گذر جائے تو وہ عمر شمار ہونے کے قابل نہیں۔ امیر خسروؔ نے اسی حقیقت کو اپنے خاص انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

ناخوش آں وقتے کہ بر زندہ دلاں بے عشق رفت
ضائع آں روزے کہ بر مستاں بہ ہشیاری گذشت

ایسی مغتنم اور نادرۂ روزگار شخصیت پر قلم اٹھانا حقیقت میں علماء امت کی طرف سے ایک فریضے کو ادا کرنا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بے حد شرف قبول عطا فرمائے اور اس کے فیض کو عام اور تام فرمائے اور ان مضامین سے امت کو زیادہ سے استفادہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

فقط والسلام

محمد حنیف لوہاروی

مولانا محمد حنیف لوہاروی

۱۵ رجمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ　　جامعہ قاسمیہ عربیہ کھروڈ ضلع بھروچ

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب دیولوی مدظلہ، ناظم جامعہ علوم القرآن جمبوسر، بھروچ (گجرات)

مکرم ومحترم جناب مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی کہ آپ حضرات ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم کا خصوصی شمارہ ''محی السنۃ نمبر'' شائع فرمارہے ہیں، جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء.

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کی پوری زندگی اتباع سنت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اشاعت اسلام میں صرف ہوئی، آپ کی ذات سے پوری ملت اسلامیہ کو عمومی نفع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے درجات بلند فرمائے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔

آپؒ کی ذات گرامی کو سنوارنے اور نکھارنے میں یوں تو دیگر اہل اللہ کی کرم فرمائیاں شامل حال تھیں ہی لیکن فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی تربیت کا خصوصی دخل تھا، یہی وجہ تھی کہ حضرت مفتی صاحبؒ مولانا ابرارالحق صاحبؒ کو اپنا بیٹا فرماتے تھے، بلکہ بعض مجالس میں فرمایا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے گا کہ ''کیا لائے ہو؟ تو مولانا ابرارالحق صاحب کو پیش کردوں گا''

قرآن کریم کی تلاوت صحت لفظی کے ساتھ مخارج کی پوری رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کی جائے اس پہلو پر حضرت محی السنۃؒ کی بھرپور توجہ رہی ہے، علاقہ گجرات میں ان کی تعلیم وتربیت کا خاص طور پر جگہ جگہ جلوہ نظر آتا ہے، الحمد للہ یہاں مدرسہ علوم القرآن میں بھی نورانی قاعدہ کی تعلیم حضرت محی السنۃؒ کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق ہوتی ہے اور اس کا خاطر خواہ فائدہ بھی نظر آتا ہے۔

مظاہر علوم وقف حضرت علیہ الرحمۃ کی مادر علمی ہے اس کی طرف سے خصوصی شمارہ کی اشاعت پر آپ حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ محی السنۃ نمبر کو قبول فرمائے، آپ حضرات کو اس خدمت کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور اس ''خصوصی نمبر'' کو ماہنامہ آئینۂ مظاہر علوم کی مقبولیت کا ذریعہ بنائے۔

العبد احمد دیولوی

خادم جامعہ علوم القرآن جمبوسر، بھروچ، گجرات

۱۷ ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی محدث دارالعلوم کراچی، سابق چیف جسٹس (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم جناب مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا گرامی نامہ باعث مسرت وافتخار ہوا اور یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ ماہنامہ "آئینہ مظاہر علوم" کا ایک "خصوصی نمبر" ...رت مولانا ابرارالحق صاحب قدس سرہ کے تذکرے کے لئے شائع فرما رہے ہیں۔

حضرتؒ کا وجود اس آخری دور میں پوری امت کے لئے ایک عظیم سرمایہ تھا، حضرت کی تعلیمات وہدایات کا فیض بحمد اللہ دنیا بھر میں ...ا ہے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ قدس سرہٗ کے آخری خلیفہ ہونے کی حیثیت سے آپ کے دم سے ...اہ اشرفی کا نور پوری امت کے لئے باعث طمانینت تھا اور آپؒ کا سانحہ ارتحال امت کے لئے ایک عظیم حادثہ ہے لیکن یہ حضرات دنیا ...جانے سے قبل اپنے جو فیوض چھوڑ جاتے ہیں وہ امت کیلئے بڑا ڈھارس کا سامان ہوتے ہیں اور امت کو ان فیوض سے متعارف ...نے کا ہر اقدام امت کے لئے ایک نعمت ہے لہٰذا امید ہے کہ انشاء اللہ یہ خصوصی نمبر اس ضرورت کو بحسن وخوبی پورا کرے گا۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مبارک مقصد میں کامیاب فرمائیں، اس راہ کی مشکلات کو دور فرمائیں اور اس اشاعت کو ...کے صحیح مزاج ومذاق کی تشریح وتفسیر کرنے کی سعادت عطا فرمائیں، آمین۔

بندہ بوجوہ اس وقت کوئی مفصل مضمون لکھنے سے قاصر ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ چند سطور بطور پیغام شائع فرماسکتے ...، جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔ والسلام

بندہ محمد تقی عثمانی

۱۴۲۴/۶/۲۰ھ

"حضرت محی السنہؒ نہ صرف میرے محسن ومربی اور پیر مغاں تھے بلکہ میری ہر الجھن کو سلجھانے والے، ہر درد وکرب کا ادراک کر کے اس کا ...رج بتانے والے اور دین وشریعت کے مطابق آداب زندگی سکھانے والے تھے، اب کس کے پاس جائیں؟ کس سے قرآن کریم کی تعلیم کا مطلب جانیں؟ ...س سے لہجۂ داؤدی سیکھیں؟ کس سے زہد وتقویٰ کی عملی مشق سیکھیں؟ کس سے امت کے غم میں تڑپنا سیکھیں؟ علاج بتانے والے، درد بانٹنے والے ...رامت کے غم میں تڑپنے والے خود ہی تڑپا کر چلے گئے، ایسا خلاء پیدا کر کے چلے گئے جس کا پُر ہونا بظاہر بہت مشکل معلوم ہو رہا ہے۔

روحانیت کی وہ فضا جو ان کے دم سے قائم تھی، تقویٰ وطہارت کی وہ مجلس جو ان کے زہد وعمل سے روشن تھی، شوق عبادت کی وہ کرن جو ...ں کے روشن چہرے سے پھوٹتی تھی، اخلاص وللّٰہیت کی وہ ضیاباریاں جو ان کی زندگی کا حصہ تھیں، وہ یک لخت مدھم پڑ چکی ہیں، ایسا محسوس ...تا ہے کہ ایک پوری دنیا اجڑ چکی ہے، ایک عہد کا خاتمہ ہو چکا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بزم اشرف کے اس روشن چراغ کے گل ہونے ...ے ساتھ ہی ایک عہد کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب حقیؒ اپنے اکابر کے پرتو اور نمونہ تھے، علمیت، عقلیت اور روحانیت کا وہ امتزاج جو ان کی شخصیت کا ...یازی وصف تھا، جہاں اکابر واسلاف کی یادیں تازہ ہو جاتیں اور مقناطیس کے مانند اپنی طرف کھینچتی تھیں" (مفتی محمد میاں قاسمی بریلی)

اے برار الحق چہ احساں کردۂ
ماہ جانم را چہ تاباں کردۂ

مولانا حکیم محمد اختر پرتاپ گڑھی (کراچی)

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حقی رح

حضرت حکیم محمد کلیم اللہ صاحب (جانشین و داماد محی السنۃ)

آپ کا نام نامی ''ابرار الحق'' تھا، والد ماجد محمود الحق صاحب تھے، جن کا شمار ہردوئی کے مشہور و معروف وکیلوں میں ہوتا تھا اور حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ سے مجاز صحبت تھے۔

آپ کی ولادت ۲۰ ردسمبر ۱۹۲۰ء کو ہوئی، تاحیات ہردوئی میں قیام رہا، حضرت والا محی السنۃؒ کی زندگی از ابتدا پابند شریعت تھی، آپ نے ۲۱ سال کی عمر میں حضرت مولانا تھانویؒ سے مجاز بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کا آپ کے متعلق ارشاد ہے کہ ''آپ طالب علمی کے زمانے سے صاحب نسبت تھے''

حضرت محی السنۃؒ نے ۱۹۴۲ء میں اشرف المدارس کا سنگ بنیاد رکھا، جمعہ کے دن مسجد میں اعلان کروادیا کہ

''مدرسہ کا آغاز ہورہا ہے جو حضرات اپنے بچوں کو بھیجنا چاہیں وہ بھیجیں ان پر کوئی مالی بار نہیں پڑے گا''

پہلے ہی دن مسجد کے صحن میں چارپائی ڈلوادی، ہردوئی کے دو طالب علم شروع دن میں ہی آئے، اس طرح سے مدرسے کا آغاز ہوا جو تادم تحریر جاری ہے۔

دعوۃ الحق کا قیام ۱۹۵۰ء کو ہردوئی میں عمل میں آیا، ۱۹۵۳ء میں آپ نے مکاتب کا اجراء فرمایا، ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ کو پہلا مکتب ''اسہی'' اعظم پور میں قائم کیا، وہاں کے پہلے مدرس منشی احمد صدیق تھے جو موضع رسول پور آنٹھ میں بھی کام کرتے تھے۔

ضلع ہردوئی کی چاروں تحصیلوں میں کل ۴۴ مکاتب ہیں، دیگر صوبہ جات میں ۲۷ ہیں اور تا مرگ وفات حضرت محی السنۃؒ کے ۹۶ مکاتب زیر نگرانی تھے۔

محی السنۃؒ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے مجاز بیعت وخلافت تھے، پیر و مرشد کی وفات کے بعد خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے وابستہ رہے، ان کے بعد شاہ عبدالغنیؒ پھولپوریؒ سے انتساب بیعت کیا، پھر قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے تعلق رہا، ان کے وصال کے بعد مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ سے فیض اٹھاتے رہے، ان کے یہاں بہت اہتمام سے جاتے تھے۔

حضرت محی السنۃؒ کی پوری زندگی نمونہ اسلاف تھی، سادگی، بے ساختگی، اصلاح امت کی فکر، سیاست اور کسی بھی سیاسی جماعت سے کوئی ربط و تعلق نہ تھا، ہر خاص و عام سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے ہر اس شخص کا درد دل میں رکھتے جس کو تکلیف و پریشانی ہو، خاص بات یہ تھی کہ پریشان و مضطرب شخص بھی حضرت سے مل کر قلبی سکون پاتا تھا، اس کی پریشانی کے حل کی صورتیں نکلتی تھیں، پرتکلف غذائیں پسند نہیں فرماتے تھے، ہر چیز میں نظم پسند فرماتے تھے، خلاف اصول کاموں کو برداشت نہیں فرماتے

تھے،خلاف شریعت بات پر بروقت اور برجستہ وبرموقع نکیر فرماتے تھے،اس میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے ،رضائے الٰہی کا جذبہ ہر وقت پیش نظر رہتا تھا،اصلاح معاشرہ،سنت نبوی ﷺ کی ترویج واشاعت،دینی تعلیم کا فروغ،قرآن شریف کی عظمت ومحبت ساری امت کے دلوں میں پیدا کرنے ،سنت کے مطابق تلاوت کرنے کی اہمیت دلانے میں پوری حیات صرف فرمادی۔ اکابرین واسلاف سے ملاقات کا اہتمام فرماتے تھے ،بیماروں کی عیادت کے لئے ہدایت فرماتے تھے چنانچہ خاص طور پر حضرت مولانا علی میاںؒ کی عیادت کے لئے دوبار تشریف لے گئے جس پر حضرت والاؒ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا تھا۔

حضرت مولانا علی میاںؒ کے بعد حضرت مولانا رابع صاحب ندوی سے بیحد محبت وعقیدت فرماتے تھے خاص طور پر جب حیدر آباد میں مسلم پرسنل لابورڈ کا صدر کا انتخاب ہورہا تھا تو حضرت محی السنۃؒ نے بورڈ کے لئے اور مولانا رابع صاحب کیلئے دعائیں کیں تھیں ،نیز کئی مرتبہ حضرت محی السنۃؒ نے مولانا رابع صاحب کو اپنے مدرسہ اشرف المدارس کے جلسے میں مدعو فرمایا اور تقریر کروائی۔

حضرت محی السنۃؒ کا جب بھی لکھنؤ سے علی گڑھ وبمبئی جانا ہوتا تھا تو حضرت محی السنۃؒ کے سامنے ندوہ کی بات رکھی جاتی تھی تو حضرت والاؒ نہایت خوشی سے قبول فرمالیتے تھے اور جب بھی ندوہ تشریف لے جاتے تو پہلے ہی بذریعہ فون حافظ مصباح الدین سے اطلاع کرواتے پھر ندوہ جاکر طلبہ واساتذہ سے اصلاحی وتربیتی خطاب فرماتے۔حضرت مولانا رابع ندوی بھی بغرض ملاقات ودعا ہردوئی آیا کرتے تھے اور حضرت والا کے تمام اہل خانہ حضرت مولانا علی میاںؒ ندوی کو اپنا بڑا تسلیم کرتے تھے ،نیز مولانا رابع صاحب بھی حضرت محی السنۃؒ کو اپنا رہبر وسرپرست گردانتے تھے ،فرد خانہ کی حیثیت سے آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت محی السنۃؒ کے دو طرح کے خلفاء ہیں (۱) مجازین بیعت (۲) مجازین صحبت۔مجازین بیعت کی تعداد ۱۰۳ ہے اور مجازین صحبت ۳۶ ہیں۔مجازین بیعت ہندستان میں ۶۰ پاکستان میں ۶ ،انگلینڈ میں ۱ ،امریکہ میں ۱ ،افریقہ میں ۳ ،سعودی عرب میں ۵ ،اور بنگلہ دیش میں ۲۷ ہیں جن میں حکیم محمد اختر صاحب (کراچی) مفتی عبدالرحمٰن صاحب (بنگلہ دیش) مولوی ایوب صاحب (انگلینڈ) مولوی یحییٰ بھام صاحب (افریقہ) مولوی سلیمان صاحب (ڈھانچی) عبدالحق صاحب ڈیسائی (افریقہ) جدہ میں مولانا عبدالرحمٰن حیدر آبادی اور انوار الحق صاحب اور اعجاز صاحب حیدر آبادی مدینہ طیبہ میں جناب منصور علی خان صاحب اور مکہ مکرمہ میں جناب خلیق اللہ صاحب ہیں اور بھی دیگر خلفا ہیں جن کا ذکر اس مختصر تحریر میں اختصار کے پیش نظر ترک کردیا گیا ہے۔

حضرت والاؒ کے کل پانچ بھائی اور ایک بہن تھیں ،دو بھائی حیات ہیں ایک پاکستان میں اور ایک علی گڑھ میں حضرت کی اہلیہ محترمہ ودختر نیک صالحہ حیات ہیں ،حضرت والا کے ۳ نواسے اور ۳ نواسیاں ہیں،جن میں حضرت کے نواسے علیم الحق سلمہ مجاز بیعت ہیں ،حضرت کے صاحب زادے حافظ اشرف الحق ۲۸ سال کی عمر میں ۱۹۷۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے آپ نہایت متقی وپرہیزگار وزیرک تھے۔......... حضرت والاؒ نے اخیر وقت میں مراد آبادی مضمون کی تقسیم واشاعت کا بہت خاص اہتمام فرمایا اور زبانی بھی اس کی تقسیم کی ترغیب دیتے تھے۔

ذکرِ ابرار و تذکرۂ ابرار مقدسین

حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہٗ

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ وفات ایک یادگار تاریخی دور کا خاتمہ ہے یہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہٗ کے آخری خلیفہ تھے، جن کو حق تعالیٰ نے بفیضانِ حکیم الامتؒ ''شوق عبادت'' اور ''ذوقِ خدمت خلق'' سے نوازا تھا، اول الذکر شوق عبادت کی تکمیل کے لئے حضرت موصوف نے اتباع سنت کے اہتمام کو اپنایا اور ثانی الذکر ذوق خدمت خلق کے لئے ''تعلیم قرآن'' کو منتخب فرمایا، مخلصانہ عبادت رب کریم کی برکات نے تعلیم قرآن کریم کے طرز مخصوص کو قبولیت عامہ اور قبولیت تامہ عطا فرمائی، چنانچہ جتنے مدارس حضرت مرحوم نے قائم فرمائے، ان سب کا عملی طرۂ امتیاز براہِ راست معلمین میں اور بواسطہ معلمین، متعلمین میں بیشتر زندگی کے اعمال میں اتباع سنت کا اہتمام بنا جس کی آج کے بے لگام دور میں غیر معمولی کامیابی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمال اخلاص کے علاوہ کسی اور چیز کو قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے ان کے مدارس سے قرآن کریم پڑھ کر نکلنے والوں میں اس اتباع سنت کے ماحول میں وقت گزارنے کی وجہ سے دینی ذوق بہر حال راسخ نظر آتا ہے۔

راقم ناکارہ کو حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ سے جس زمانہ میں شرف تلمذ حاصل ہوا، اس سے کچھ عرصہ قبل ہی حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ کو باوجود نوعمری کے خلافت سے نوازا گیا تھا، حضرت حکیم الامۃ کو دار العلوم دیوبند کے عہد اول کے حضرات اکابر رحمہم اللہ سے خدمت خلق کے باب میں ذوقی عالمگیری حاصل ہوئی تھی کہ بانی دار العلوم دیوبند حجۃ اللہ فی الارض حضرت الامام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے متوارثاً چلی آرہی تھی لیکن حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کا دائرہ خدمت میں، ترتیلاً تعلیم القرآن کے محدود طریق کو اپنانے کی بظاہر وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کے عالمگیر طرز تربیت سے مکمل استفادہ کا مولانا ہردوئی کو بوجہ نوعمری اور پھر کچھ ہی عرصہ میں بوجہ وفات حکیم الامت، اتنا حصہ ذوق اشرفی سے نہ مل سکا جتنا کثیر و عمیق بصیرت مندانہ حضرت حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو، مفتیٔ اعظم فقیہ الامت حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ کو، حضرت اقدس مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ کو، حضرت مولانا وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ کو، حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوریؒ کو، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب

امرتسریؒ کو، حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کو، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کو، حضرت مولانا ادریس احمد صاحب کاندھلویؒ کو اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب وغیرہ رحمہم اللہ کو حاصل ہوا اور ان سے عالمگیر فیض پہنچا ان حضرات مذکورین کے پرواز تربیت میں اور طرز خدمت میں حضرت حکیم الامت کی علمی اور عملی اشرفی عالمگیری غیر معمولی طور پر کارفرما نظر آتی ہے، ان حضرات مذکورین کی زیارت کا شرف اور ان کی خدمات میں بار بار حاضری کی سعادت جو میسر آئی وہی احقر ناکارہ کی زندگی کی متاع ثمین ہے جہاں پر یہ ہے وہیں اس کے اظہار میں احقر کو ذرہ برابر تامل نہیں ہے کہ۔

تہیدستان قسمت را، چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

حضرت حکیم الامت کا غالباً عصر رواں میں شرف تلمذ سے مشرف آخری یہ ہی احقر کفش بردار ہے اور یہی سعادت تلمذ احقر کے لئے کرم ربانی کا محور امید ہے۔

اس ذکر ابرار اور دیگر ابرار مقدسین کے ذکر کی برگزیدگی کا سر منشاء حضرت اقدس حکیم الامت قدس سرہٗ کا اپنے اکابر رحمہم اللہ سے معتقدانہ عشق و محبت جس بے مثل تاریخی واقعہ سے متعلق ہے، اس بے مثل تاریخی واقعہ کا تذکرہ ہی اس ذکر مبارک کے اختتام کا متقاضی ہے اور وہ حضرت حکیم الاسلام نور اللہ مرقدہٗ سے مختلف مجالس میں احقر نے سنا لیکن کہیں مطبوعہ تا حال نظر نہیں آیا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت والد ماجد حکیم الاسلام مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ حضرت حکیم الامتؒ سے والہانہ تعلق تھا جس کی وجہ سے ہر ہفتہ دو ہفتہ بعد تھانہ بھون تشریف لے جایا کرتے تھے، اسی کے مطابق تشریف لے گئے، حضرت حکیم الامتؒ اس وقت مرض الوفات میں تھے، ضعف و نقاہت بھی انتہائی تھی، حضرت والد صاحبؒ نے دو روز تھانہ بھون میں قیام فرمایا تیسرے دن ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ حضرت آپ کے پاس سے جانے کو دل تو قطعاً نہیں چاہتا لیکن کل دار العلوم میں مجلس شوریٰ ہے اس کی وجہ سے مجبور ہوں، حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ آپ کا جانا بوجہ ذمہ دار ہونے کے ضروری ہے، میرے پاس رہنا ضروری نہیں۔

حضرت حکیم الامتؒ نے یہ فرما کر حضرت والد صاحبؒ کو مزید اپنے قریب بلایا اور ضعف کثیر کے باوجود خود ہاتھ بڑھا کر حضرت والد صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور پھر اسے کئی بار چوما، حضرت والد صاحب اس غیر معمولی اور حیرتناک عمل کی وجہ سے فرط ندامت سے آبدیدہ ہو گئے اور اظہار ندامت کے لئے قوت گویائی نے ساتھ نہیں دیا، اس کے بعد خود حضرت حکیم الامتؒ نے آبدیدگی کے

ساتھ حضرت والد صاحبؒ کی کیفیت ندامت دیکھ کر فرمایا کہ

"میرے عزیز بیٹے! تمہارا ہاتھ نہیں چوما بلکہ اپنے اس آخری وقت میں اپنے تمام اکابر رحمہم اللہ کے مبارک ہاتھ چومے، سر پر رکھے اور سینے سے لگائے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمہاری ذات میں اپنے تمام بزرگوں کی علمی ار عرفانی نسبتوں کو جمع فرمادیا ہے"

یہ فرماتے ہوئے حضرت حکیم الامتؒ بھی رو رہے تھے، حضرت والد صاحبؒ بھی رو رہے تھے اور دو تین حضرات تیمار دار بھی رو رہے تھے، چند لمحے بعد حضرت حکیم الامتؒ نے دیوبند جانے پر اصرار فرما کر الوداعی مصافحہ فرمایا اور حضرت والد صاحبؒ نے کافی دیر تک حضرت حکیم الامتؒ کے ہاتھوں پر اپنا منہ رکھ کر روتے ہوئے دست بوسی کی اور واپس ہوئے۔

اگلے روز دارالعلوم دیوبند میں مجلس شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا، اجلاس کے دوران ہی حضرت حکیم الامت کی وفات حسرت آیات کی اطلاع آئی جس نے دارالعلوم ہی نہیں ملک بھر میں وابستگانِ بارگاہِ اشرفی کو سراپا ماتم بنادیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ارکان شوریٰ نے فوراً اجلاس ملتوی کیا اور سب حضرات بعد اد کثیر طلبہ بلا تاخیر تھانہ بھون روانہ ہوگئے جہاں نماز جنازہ میں بے شمار خلق خدا کے ساتھ شریک جنازہ ہوئے اور بعد تدفین واپسی ہوئی۔

☆☆☆

مولانا غلام محمد وستانوی مظاہری رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کنواں، مہاراشٹر

اس جہانِ فانی میں کس کو دوام ہے اور کون یہاں باقی رہنے کے لئے آیا ہے، بس رہے نام اللہ کا! یہاں تو سبھی کا وجود بساط عالم پر ایک چراغ شب کی مانند ہے جو اپنی عمر طبیعی کے سحر ہونے تک ٹمٹماتا رہتا ہے اور پھر اپنی طبیعت سے گل ہوتا نہیں بلکہ قدرت کے ہاتھوں گل کر دیا جاتا ہے۔

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
اُسے ہنس کر گزار یا روکر گزار دے

تاہم کوئی کوئی ایسا چراغ بجھتا ہے کہ اس سے اٹھنے والا دُھواں اس کے سوز دروں کی علامت ہوجاتا ہے اور باطنی سوز کے متوالے اپنے شوق جنوں کو مہمیز کرنے کی اس سے راہ پاجاتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی بھی بزم اشرف کے ایسے ہی آخری چراغ تھے جو اپنی حیات میں بساط بھر چراغ مصطفوی بن کر شرار بولہبی، رسم وریتی، بدعات وخرافات اور جاہلیت ومداہنت کے طوفان سے نبرد آزما رہے اور رہروانِ شوق کو راہ دکھلاتے رہے آج وہ چراغ بجھ گیا مگر اس سے اٹھنے والا دُھواں اس کے سوز دروں کا پتہ دیتا ہے اور باطل کی ظلمتوں سے ٹکرانے والے جیالوں کو دم بھر آگے ہی بڑھتے رہنے کا حوصلہ فراہم کرتا ہے اللہ پاک ایسے چراغ سے چراغ جلاتا رہے۔ آمین۔

۷ارمئی ۲۰۰۵ء مطابق ۹ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ کی ابتدائی شب ہے، مغرب، عشاء کا درمیانی وقت ہے بلکہ عشاء کی اذان ہوا چاہتی ہے کہ یکایک صحن جامعہ میں فون کی بیل بجتی ہے اور اوائل شب کی یہ ظاہری تاریکی ایک معنوی اور روحانی تاریکی کا پیغام لاتی ہے پورے جامعہ برادری میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں صف ماتم بچھ جاتی ہے اور چہار دانگ عالم کا سارا ماحول سوگوار ہوجاتا ہے۔

"مدرسہ عمر بن خطاب گنج کھیڑا" کے سکریٹری عزیزم صالح بھائی بندۂ ناچیز راقم الحروف کو فون پر ایک دل خراش اطلاع دیتے ہیں کہ برکت ہندوستان، سرمایہ ملت اسلامیہ، سرتاج اولیاء، جیلانیٔ وقت، جانشینِ اشرف، سراپا بر وصلاح

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی اس دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

یہ دنیا فانی ہے اور اس کی ہر شئے بھی فانی، باقی تو صرف خدا کی ذات ہے **کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام** جب سے دنیا قائم ہے تب سے لے کر اب تک اس آسمان نے نہ جانے کیسے کیسے واقعات کو دیکھا ہوگا اور کتنے مصائب وحادثات کا سامنا کیا ہوگا اور نہ معلوم اس فرش خاکی نے کتنے جبال العلم اپنی آغوش میں چھپالئے، کتنے اصحاب سلطنت، اصحاب جاہ ومرتبت نگل گیا اور کتنے ہی اصحاب وثروت کو اپنے سینۂ گیتی میں دفن کرلیا، جن کی تاریخ طویل بھی ہے اور تلخ وشیریں بھی ؎

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

لیکن اسلام کے مزاج اور انسان کے صحیح مذاق کی خاصیت یہ نہیں کہ کون کیسی صورت کا مالک تھا؟ کس منصب پر فائز تھا اور کتنی دولت رکھتا تھا؟ بلکہ اسلام یہ دیکھتا ہے کہ جانے والا کس سیرت کا حامل تھا؟ اس نے کیسے اخلاق وکردار اپنائے؟ اور اپنے اخلاف کے لئے کیا کیا نشانِ راہ چھوڑے؟ اس لئے ایک سمجھدار انسان کے لئے سیرتِ نبیؐ، احوال صحابہ اور سوانح اولیاء اس حیثیت سے مشعل راہ ہوتے ہیں کہ وہ علوم نبویہ کو عمل کے قالب میں ڈھال کر افراد امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

جانشینِ اشرف علی حضرت ہردوئیؒ جنہیں آج رحمۃ اللہ علیہ لکھنے پر قلم مجبور ہے، اصحاب قلوب اور انفاس قدسیہ کے سلسلۃ الذہب کی وہ قیمتی کڑی ہیں، جن کی ولادت ۹ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء بروز پیر شہر ہردوئی میں ہوئی، سلسلۂ نسب شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ سے جاملتا ہے اور سلسلۂ روحانی میں آپ کے والد ماجد حضرت محمود الحق صاحب قدس سرہٗ، حضرت تھانویؒ کے مجاز صحبت تھے غرض آپ وطناً ہردوئی، نسباً حقی علماً مظاہری اور مشرباً تھانوی تھے۔

ابھی عمر عزیز کی آٹھ ہی بہاریں دیکھی تھیں کہ حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو گئے اور ۱۳۵۵ھ میں ہندوستان کی عظیم بافیض دینی درس گاہ "مظاہر علوم وقف" سے فنون متداولہ کی تکمیل فرمائی اور اپنے جبال العلم والعمل اساتذہ سے خوب خوب اکتساب فیض کیا اور بہت بہت دعائیں لیں، زمانۂ طالب علمی ہی میں راہِ سلوک طے کرنے کیلئے شاہ راہِ تھانویؒ سے وابستہ ہو چکے تھے اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی نظر جوہر شناس نے انہیں نور فراست سے کم عمری ہی میں منور فرما کر بہ زمانہ قیام "فتح پور" ۱۳۶۱ھ میں اجازت بیعت دے کر خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمادیا، حضرت ہردوئیؒ کو حضرت تھانویؒ کی کیمیا اثر نظر نے ایسا بنادیا کہ حضرت مرحومؒ جہاں اکابر کی نظروں کے تارے تھے، وہیں ہم عصروں کے دل کے دلارے اور اصاغر کے حق میں بااصول معلم ورہنما تھے، بقولِ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری کہ "حضرت ابرار اپنے وقت کے اسمٰعیل شہید ہیں" اور بقول حضرت مولانا علی

میاں ندوی کہ ''حضرت مولانا ابرار الحق صاحب بڑے صاحب عزیمت داعی الی اللہ شیخ ہیں''۔

حضرت مرحوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ بافیض تھے، ایک مرتبہ کچھ احباب نے حضرت مفتی صاحب درخواست کی کہ حضرت ہردوئی صحت اذان، صحت اقامت اور صحت قرآن کے سلسلہ میں شدت کے ساتھ بہت اصولی گرفت فرماتے ہیں، آپ کے شاگرد ہیں، آپ تخفیف کی فہمائش کریں تو بہتر ہوگا اس پر حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھائی! سب ٹھیک ہے مگر ان کی پیشانی پر تقویٰ کا ایسا نور جھلکتا ہے کہ کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوتی، کسی نے کہا اور بجا کہا کہ ؎

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

حقیقت ہے کہ حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے ان کے اکابر کی توجہ، عشق مع القرآن اور اتباع سنت کے صدقہ میں با اصول زندگی، بارونق بود و باش اور بارعب و باوجاہت چہرے کے ساتھ ساتھ باثر ملفوظات و مواعظ سے ایسا حصۂ وافر عطا فرمایا تھا کہ ہر وقت علم و حکمت کے چشمے آپ کی لسانِ ترجمان رسالت سے جاری رہتے اور اس طرح حضرت مولانا کی حیات، قرآن مقدس کی آیت ''وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کا آئینہ دار تھی، چنانچہ حضرت کے ملفوظات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو حرف بہ حرف اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

حاصل یہ کہ اللہ نے آپ کو بافیض شخصیت بنایا تھا، ایسی شخصیت کا دنیا سے اٹھ جانا حقیقتاً ''موت العالِم موت العالَم'' کا مصداق ہے بلکہ بطور نیک فالی کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم اس دور کے مجدد اور محی السنۃ تھے، نہ معلوم کتنی مردہ سنتوں کو زندہ کیا اور اللہ پاک سے امید ہے کل محشر میں بہ فحوائے حدیث ''من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید'' کے مطابق ان شاء اللہ شہداء حکمی کے زمرے میں اٹھائے جائیں گے۔

جامعہ میں اطلاع ہوتے ہی طلبہ نے قرآن خوانی کا اہتمام کیا اور بندۂ ناچیز نے ہر طالب علم کو ایک ایک قرآن پڑھ کے ایصالِ ثواب کی تلقین کی اور پھر بڑے صبر و ضبط کے ساتھ مرحوم کے محاسن اور خوبیوں کا ذکر خیر کیا نیز بڑی دل سوزی اور تضرع سے ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا مانگی، اللہ پاک بال بال مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆

شفقتیں ان کی یاد رہیں گی

مفتی عبداللہ مظاہری، مظہر سعادت ہانسوٹ، گجرات

"کل نفس ذائقة الموت" ایک اٹل حقیقت اور فیصلۂ خداوندی ہے، دنیا میں جو بھی آیا جانے کیلئے آیا ہے، باقی رہنے والا وہ رب ذوالجلال ہے جو موت وحیات کا خالق اور قادر ومختار ہے، لیکن کچھ جانے والے اپنے کارنامے، تعلیمات، ارشادات اور جاں سوزی اور دیدہ وری کے ایسے نقوش ثبت کر جاتے ہیں کہ وہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں جن کے سانحۂ ارتحال پر دل سے اٹھنے والی ٹھیسیں دیر اور دور تک محسوس کی جاتی ہیں میرے شیخ ومرشد، مخدوم عالم، محی السنۃ، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ کا سانحۂ ارتحال بھی اس نوع کا ہے۔ ۱۰/اور ۱۱/ربیع الثانی کے درمیانی شب کو جوں ہی اطلاع ملی کہ حضرت نہیں رہے قلب پر ایک بجلی گری لیکن ظاہر ہے کہ تقدیر کے فیصلے کو بدلا نہیں جاسکتا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

حضرت شاہ صاحب کو اللہ پاک نے خصوصی کمالات اور امتیازات سے نوازا تھا اللہ پاک نے آپ سے فتنوں کے اس دور میں اتباع سنت، صحت کے ساتھ تعلیمات قرآنی کی اشاعت اور اصلاح ظاہر وباطن کے حوالہ سے تجدیدی کام لیا ہے، اتباع سنت آپ کی زندگی کا ایسا نمایاں وصف تھا کہ شخصیت کے تصور کے ساتھ ہی لازمی طور پر اس وصف کا بھی تصور ہوتا بظاہر چھوٹی چھوٹی سنتوں کے احیاء اور رواج دینے کے لئے آپ نے جس طرح جاں سوزی کے ساتھ قابل قدر خدمات انجام دی ہیں وہ یقیناً آپ کی زندگی کا نمایاں باب اور ذخیرۂ آخرت ہے، سنت سے واقفیت اور ان پر عمل کیلئے آپ نے آسان عملی شکلیں امت کے سامنے رکھیں، ایک منٹ کا مدرسہ، اذکار مسنونہ وغیرہ اس سلسلہ میں الحمد للہ اہم رول ادا کیا، مزاج میں فطری طور سے نظم وضبط کی پابندی، ڈسپلن نظافت ونفاست کا اعلیٰ ذوق شروع سے بخوبی نمایاں تھا، عین عالم شباب میں ہی مرشد کامل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی نگاہ عارفانہ اور نظر کیمیا اثر نے آپ کی خداداد صلاحیتوں کو تاڑ لیا اور خلعت خلافت سے نواز کر اپنے اعتماد کی مہر لگادی۔

حضرت مولانا نے ۱۳۵۶ھ میں مظاہر علوم وقف سہارنپور سے سند فراغ حاصل کیا، اکابر واساتذہ عظام کے ہمیشہ منظور نظر رہے، حضرت نے دنیا سے بے رغبتی اور محض آخرت کو پیش نظر رکھ کر پوری استقامت کے ساتھ اپنا

اصلاحی مشن جاری رکھا اوران جلیل القدر مصلحین وعلماء ربانیین کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی تھے جن کے انفاس قدسیہ کے اس عالم رنگ وبو میں توحید وسنت کے چراغ جلتے ہیں، مصلحتوں کی دبیز چادروں کی آڑ میں نہی عن المنکر جیسے فریضہ سے امت کی غفلت اور بے حسی کا حضرت والا کو سخت قلق اور افسوس تھا، آپ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہمیشہ تلقین کی اور زندگی بھر عملاً اس کو برتتے رہے۔

حضرت والا کی زندگی کا ایک نمایاں باب تصحیح قرآن کے حوالہ سے ہونے والی انتھک اور بے پناہ کوششیں ہیں حضرت نے اس کو ایک مشن اور تحریکی انداز میں بڑے پیمانے پر انجام دیا جس میں اللہ نے کامیابی عطا فرمائی، اللہ پاک نے آپ کو ہر کام میں ایک خاص قسم کی بصیرت عطا فرمائی تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اس کام کو نچلی سطح سے شروع فرمایا اور اس تصور کو ختم فرمادیا کہ صرف رسمی قاری صاحب ہی قرآن کریم صحیح پڑھ سکتے ہیں اور عام لوگوں کے لئے یہ مشکل ہے نہایت آسان اور سہل انداز میں نورانی قاعدہ کی اشاعتِ نو کے ذریعہ تصحیح کی جو ایک مہم چل پڑی ہے اس میں شبہ نہیں کہ تجوید وقرأت کے بڑے بڑے ادارے مل کر بھی شاید یہ کامیابی حاصل نہ کرپاتے اور چونکہ قرآن کریم کو صحیح پڑھنا واجبات میں سے ہے اس لئے خواہ کوئی شیخ طریقت ہو یا شیخ الحدیث سب کو اس جانب متوجہ فرماتے۔

ہمارے ملک میں جہاں کہ طبقہ علماء وخواص میں بھی مقدس کلام ربانی کو فارسی لب ولہجہ میں پڑھا جاتا ہو اس طرح کی کوششیں یقیناً حد درجہ قابل تقلید بلکہ واجب التقلید ہیں۔

حضرت والا قرآن مقدس کی صرف اس صوتی درستگی وادائیگی پر ہی توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ قرآن مقدس کی عظمت اور وقعت، عامۃ الناس طلبہ اور اساتذہ کے قلوب میں راسخ ہو اس کی بھی نہایت اہتمام کے ساتھ کوشش فرماتے تھے، اسباب زوال امت میں سے ایک سبب اسے بھی قرار دیتے، حقیقت یہ ہے کہ خواہ ہم اس کو مانیں یا نہ مانیں کہ کلام اللہ کی ظاہراً وباطناً ہمارے دلوں میں جو عظمت ہونی چاہیے وہ کب کی رخصت ہو چکی ہے۔

حضرت والا کی اصول پسندی، حق گوئی اور حقیقی قدر شناسی، خلق خدا کی ایذا رسانی سے حد درجہ اجتناب کی کوششوں اور اپنے مرشد کامل کی طرح صحیح اصلاحی معاشرتی اصولوں کے برتنے کو عام حضرات نے سختی ودرشتی کا نام دے رکھا تھا حالانکہ حضرت والا حد درجہ شفیق اور رقیق القلب تھے کسی ادنیٰ تکلیف سے بھی بے چین ہوجاتے تھے مہمان کے اکرام میں معمولی کوتاہی ناقابل برداشت جرم تھا، آپ کی نرم خوئی، خوش اخلاقی، وسعت ظرفی، خورد نوازی کا اندازہ صحیح معنوں میں انہی حضرات کو ہوسکتا ہے جنہیں آپ کی ملاقات اور صحبت رہی اور آپ کے تعلقات سے ان کی معلومات محض سننے سنانے تک محدود نہیں، ہم چھوٹوں پر اس طرح شفقت کا معاملہ فرماتے کہ بعض اوقات ندامت سے گردنیں جھک جاتی تھیں۔

آپ کی زیارت اور ملاقات کا شرف یوں تو طالب علمی سے ہی حاصل رہا لیکن ۱۴۰۵ھ میں جب جامعہ مظہر سعادت کا داعیہ پیدا ہوا تو بطور خاص رائے عالی معلوم کرنے اور دعاؤں کے اصول کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضرت والا نے غیر معمولی ذرہ نوازی فرمائی، اپنی دعاؤں اور تائید سے نوازا اور عشاء کے بعد کافی دیر تک مظاہر علوم سہارنپور کے قضیہ نامرضیہ کے تعلق سے جو تازہ تازہ پیش آیا تھا گفتگو فرماتے رہے۔

جامعہ مظہر سعادت کے قیام کے بعد حضرت والا کی ترتیب پر نورانی قاعدہ کی ترتیب شروع ہوئی اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً حاضری ہوتی رہی، ۱۹۹۸ء میں صدیق ملت حبیب اللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ہی سے جامعہ کے اساتذہ وطلباء کا اصلاحی تعلق قائم ہوا جو بفضلہٖ تعالیٰ اخیر تک باقی رہا، عرصہ سے میری اور اساتذہ وطلبہ کی دلی خواہش تھی کہ حضرت والا تشریف لائیں اور اہالیان جامعہ آپ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہوں چنانچہ ۳/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ ممبئی سے جہاں حضرت والا ان دنوں مقیم تھے، تشریف لائے، آپ کے ہمراہ نواسۂ محترم اور دیگر متوسلین وخدام تھے، حضرت والا میں چونکہ ضعف ونقاہت تھی اور ٹرین جس سے تشریف لا رہے تھے وہ بھروچ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک کے بجائے تین پر آیا کرتی ہے لیکن اللہ پاک نے حضرت کی برکت سے یہ مسئلہ بھی حل فرما دیا اور ذمہ داروں سے بات کرکے اس دن خصوصی حکم کے تحت ٹرین پلیٹ فارم نمبر ایک پر رُکی۔

اسٹیشن پر مختصر خطاب ہوا، جامعہ تشریف لائے، شام سے صبح تک قیام فرمایا اس دوران مغرب تک تفصیلاً اور فجر کے بعد مختصراً خطاب ہوا جس میں سنتوں کی عظمت اور اساتذہ وطلباء کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا، مدرسہ کا معائنہ کرکے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دعاؤں سے نوازا۔

یہ حضرت کا آخری سفر گجرات تھا، اس کے بعد بھی حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضری ہوتی رہی، ضعف ونقاہت کا سلسلہ یوں تو عرصہ سے تھے تاہم جب ۹-۱۰/ربیع الثانی کی شب کو جب مجھے یہ روح فرسا اطلاع دی گئی تو سکتہ میں آ گیا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، قلب ودماغ پر خاصا اثر پڑا کوشش کی گئی کہ کسی طرح حضرت والا کی تدفین میں شرکت ہو جائے، مگر بوجہ بعد مسافت ممکن نہ ہو سکا۔ ۵/بجے شام کو ہردوئی حاضری ہوئی، حضرت والا کی قبر پر حاضری دی گئی، حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب اور دیگر اقارب اور حضرت مولانا امیر حسن صاحب مدظلہ کی خدمت میں تعزیتی کلمات کہے گئے، اشرف المدارس کا نظام معمول کے مطابق نظر آیا لیکن چمن کی اصل زینت اور روح ہی غائب ہو جائے تو اس کا احساس تو یقیناً ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت والا کروٹ کروٹ سکون عطا فرمائے اور ہمیں بھی اتباع سنت کی توفیق ومعرفت الٰہی کا حصہ وافر عطا کرے (آمین)

مسلمانوں کے روحانی سفیر ومعالج

مولانا اسرار الحق قاسمی

محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا شمار کرنا تو ممکن نہیں مگر نونہالانِ ہند کیلئے ''نورانی قاعدہ'' کی تصحیح اور اس کو عام آدمیوں تک پہنچانے کی خدمت ملت اسلامیہ کبھی فراموش نہیں کرسکتی جس سے بچوں کیلئے صحیح قرآن مجید پڑھنا آسان ہوگیا۔شاہ صاحب کا سانحۂ ارتحال بلاشبہ ملت اسلامیہ کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے ان کی وفات ایک عہد کا خاتمہ ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب کی زندگی سیرت پاک کا عملی نمونہ تھی، حضرت ہردوئیؒ پابند شریعت، متبع سنت، حق گو، دین کے داعی، مبلغ اور بہترین معلم، مربی ومصلح تھے، ان کی دینی وعلمی اور روحانی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا وہ اتباع سنت میں اسلاف کا نمونہ تھے، آپ نے قرآن کریم کی تعلیم وتحفیظ خاص طور سے نورانی قاعدہ پر غیر معمولی محنت وتوجہ فرمائی اور ملک گیر سطح سے اوپر اٹھ کر اپنے محبین ومخلصین کے ذریعہ عالمی سطح پر تعلیم قرآن کے عظیم الشان مراکز قائم کئے جانے کی عملی کوششیں فرمائیں جہاں آج الحمدللہ صحیح مخارج وتجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دی جارہی ہے۔

ان کے رشد وہدایت سے لاکھوں افراد فیضیاب ہوئے ، وہ ایشیائی ، یورپی اور افریقی ممالک میں ہندوستان کے روحانی سفیر اور مسلمانوں کے روحانی معالج تھے ان کے انتقال سے ملت اسلامیہ ایک عالم برحق اور مرشد کامل سے محروم ہوگئی ہے۔

محی السنۃؒ کی وفات سے عالم اسلام کی کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جو نم نہ ہوئی ہو، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دنیا اللہ والوں سے خالی ہوتی جارہی ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی اللہ والے کا انتقال ہوتا ہے تو زمین کے وہ حصے روتے ہیں جہاں پر وہ سجدہ کیا کرتے تھے اور عرش کے وہ حصے بھی روتے ہیں جو ان کے اعمال کے گواہ ہوتے تھے، اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب پچاس سے زیادہ مرتبہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی زیارت کا شرف عطا فرمایا اور پچیس سے زائد ممالک میں انہوں نے اسلام کی اشاعت کو فروغ دیا وہ دین کا ایسا دریا تھے کہ جس نے ہمیشہ دین کو سیراب اور ملت اسلامیہ کو فیض یاب کیا۔

حضرت مولانا ہردوئیؒ دینی حمیت رکھنے والے شخص تھے اس لئے وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور سنت کی احیاء کے لئے ہمیشہ سرگرم رہتے تھے ان کی عظیم المرتبت شخصیت دوسرں کو فائدہ پہنچانے والی تھی ، آپ کو

اسلامی شریعت کو امتیاز حاصل تھا اس کی گواہی ان کی عملی زندگی اور ان کی تصانیف خود دیتی ہیں۔

حضرت شاہ صاحب نے اتباع سنت کا کام بڑے توازن کے ساتھ انجام دیا، وہ ہمیشہ مثبت انداز میں تربیت فرماتے تھے، گفتگو میں نرمی اور والہانہ کیفیت تھی، ان کی تربیت سے ایمان میں تازگی اور اللہ تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہوتا تھا، ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی تلقین اور خیر کی بات کرتے تھے، خاص طور پر اذان دینے کے طریقہ کی اصلاح اور اس کی تربیت کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

آج سے تقریباً ۷۰ سال قبل حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت شاہ صاحب کو خلافت بیعت سے نوازا تھا، آپ سنت رسول کے سچے عاشق تھے، اللہ رب العزت انہیں غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ہمیں امید ہے کہ ان کے مریدین اور فیض یافتگان مولانا مرحوم کے دینی و تبلیغی مشن کو اسی طرح جاری وساری رکھیں گے جس طرح مرحوم کی زندگی میں یہ کام چل رہا تھا اور جس کے لئے انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کررکھی تھی۔

نادر معلومات

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ پاکستان میں	حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری (م۔۱۴۱۲ھ)
حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ ہندوستان میں	حضرت مولانا ابرار الحق صاحب حقی (م۔۱۴۲۶ھ)
حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے آخری شاگرد رشید	حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہٗ دیوبند
حضرت محی السنۃ کے آخری استاذ	حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی (م۔۱۴۱۷ھ)
حضرت تھانویؒ کے آخری دس سالہ امام	حضرت مولانا امیر احمد مظاہری للیانوی مدظلہٗ
مظاہر علوم میں حضرت تھانوی کے آخری صحبت یافتہ	حضرت مولانا انعام الرحمٰن تھانوی مدظلہٗ
حضرت محی السنۃ کے آخری مرشد گرامی	حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی (م۔۱۴۱۲ھ)
حضرت محی السنۃ کے آخری مہمان (اہل مدارس میں)	حضرت مولانا محمد سعیدی ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور
حضرت محی السنۃ کی زبان سے نکلنے والے آخری کلمات	اللہ اللہ اللہ
حضرت محی السنۃ کی آخری آرام گاہ	گورستان ''خطہ صالحین'' ہردوئی

(مرسلہ: مولانا محمد مشیر قاسمی مرزاپور ضلع لکھیم پور کھیری)

گزشتہ چند سالوں میں علماء حقہ اس تیزی اور برق رفتاری سے ہم سے جدا ہوئے ہیں جیسے کسی تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو اور یکے بعد دیگرے تسبیح کے سبھی دانے گرنے لگے ہوں۔

یوں تو اس دنیا میں جو بھی آیا ہے سو وہ جانے ہی کے لئے آیا ہے لیکن بعض کے جانے سے دنیا اطمینان کا سانس لیتی ہے تو بعض کے جانے سے پوری انسانیت پر حزن وغم اور رنج والم کا سماں طاری ہو جاتا ہے۔

ماضی قریب میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید علی میاں ندویؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، حضرت مولانا سید احمد ہاشمیؒ، فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہریؒ، حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ، پیر طریقت حضرت مولانا شاہ قاری عبد الرحیم بجنوریؒ، حضرت مولانا قاری شریف احمد گنگوہیؒ اور ملت اسلامیہ ہندیہ کیلئے دھڑکتا دل رکھنے والے جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ جیسی ہستیوں کی جدائی پر عالم اسلام سسکیاں ہی لے رہا تھا کہ ایک اور حادثہ فاجعہ پیش آ گیا یعنی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے ممتاز فاضل وعالم...... سلوک واحسان اور تزکیہ وعرفان کے ناخدا، علوم آلیہ وعالیہ کے شناور...... حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے کسبی اور وہبی علوم کے امین...... دین وملت کے مخلص، فعال اور جفاکش خدمت گار...... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں اپنی مثال آپ...... تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت، صفائی ونفاست، نظم وانتظام، اصول پسندی، اتباع سنت، اصلاح وتربیت، وعظ وارشاد، پند وموعظت اور احقاق حق وابطال باطل میں ممتاز...... منکرات پر روک ٹوک، اپنے تمام معاصرین میں سب سے اعلیٰ سب سے برتر...... سیکڑوں دینی مدارس ومکاتب کے بانی وناظم...... مکاتیب اسلامیہ کے سلسلہ میں سب سے پہلے سب سے آگے...... تجوید وقراءت اور اسلام کی کلیدی وبنیادی تعلیم کیلئے دن کے اجالے اور رات کی تاریکی دونوں میں فکر مند...... سلوک واحسان، تزکیہ وتجلیہ میں ہمہ دم اور ہمہ وقت کوشاں رہنے والے...... عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن اور سیکڑوں علماء وصلحاء کے پیر ومرشد...... حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق حقیؒ بھی گزشتہ ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء بروز منگل رات ۹ بجے عمر عزیز کی ۸۷ بہاریں دیکھ کر مولائے حقیقی سے جاملے۔

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ابتدائی حالات :۔ حضرت محی السنۃؒ کا آبائی وطن پلول ہے لیکن آپ کے والد ماجد جناب مولوی محمود الحق حقی صاحبؒ جو حضرت تھانویؒ کے گہرے عقیدت مند اور مجاز صحبت تھے انہوں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور ہردوئی کو اپنا مسکن بنایا وہیں ۲۰ دسمبر ۱۹۲۰ء (۱۳۳۹ھ) کو آپؒ کی ولادت ہوئی، آپ کا سلسلۂ نسب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ سے جا ملتا ہے اسی لئے اس خانوادہ کے حضرات برکت کے لئے اپنے اپنے ناموں کے ساتھ "حقی" کی نسبت لگاتے رہے ہیں۔

تعلیم :۔ حضرت میاں اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ نے آپ کو سب سے پہلے بسم اللہ پڑھا کر تعلیم کا آغاز کرایا پھر عربی فارسی اور اردو کی تعلیم گھر پر حاصل کی، کچھ عرصہ تک انجمن اسلامیہ ہردوئی میں حضرت مولانا انوار احمد صاحبؒ انبیہٹوی مظاہری سے بھی تعلیم حاصل کی، پھر شوال المکرم ۱۳۴۹ھ م ۱۹۳۱ء میں دنیائے اسلام کے معروف ادارہ مظاہر علوم (وقف) کا رخ کیا اور یہاں داخلہ لے کر درج ذیل کتب پڑھیں۔

کافیہ، شرح مأۃ عامل، نحومیر، دستور المبتدی، کبریٰ، مفید الطالبین، تیسیر المنطق، قال اقول، ہدایۃ النحو مذکورہ کتابوں کو جس محنت اور دلجمعی کے ساتھ پڑھا اس کا اندازہ مظاہر علوم (وقف) کے تعلیمی ریکارڈ سے ہوتا ہے کہ شروع کی چھ کتابوں میں کل بیس نمبرات میں سے بیس اور بعد کی دو کتابوں میں انیس اور مؤخر الذکر کتاب میں ساڑھے سترہ نمبرات حاصل کئے تھے۔

مدرسہ کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق آپ نے کل ۹ سال تعلیم حاصل کی چنانچہ سن وار کتابوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱۹۳۲ء: نفحۃ الیمن۔ قدوری۔ منیۃ المصلی۔ بحث فعل۔ نور الایضاح۔ تہذیب۔ مرقات۔ کافیہ۔ شرح تہذیب

۱۹۳۳ء: اصول الشاشی۔ بحث اسم۔ کنز الدقائق، میر قطبی۔ تلخیص المفتاح۔ قطبی تصدیقات

۱۹۳۴ء: مختصر المعانی۔ سلم العلوم۔ شرح وقایہ۔ نور الانوار۔ ہدیہ سعیدیہ

۱۹۳۵ء: ہدایہ۔ مشکوٰۃ شریف۔ جلالین شریف۔ مقدمہ مشکوٰۃ، نخبۃ الفکر، رشیدیہ

۱۹۳۶ء: مظاہر علوم کی روداد کے مطابق اس سال بخاری اور نسائی کا امتحان دے کر آپ بیمار ہوگئے، جب کہ مدرسہ کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ بخاری، ترمذی اور ابوداؤد کا امتحان دیکر بیمار ہوئے، باقی کتابوں کا امتحان نہ دے سکے، اس لئے اہل مدرسہ نے آپ کے لئے تجویز کیا کہ

"جو کتابیں باقی ہیں ان کی تکمیل ضروری ہے، تمام کتب دورۂ حدیث شریف میں امتحان دینا ہوگا"

چنانچہ ۱۹۳۷ء کو پھر مدرسہ میں داخل ہو کر بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف ابوداؤد شریف، نسائی، طحاوی، شمائل ترمذی، مؤطا امام محمد، مؤطا امام مالکؒ اور ابن ماجہ شریف پڑھیں۔

اس سال دورۂ حدیث شریف میں آپ اول نمبرات سے کامیاب ہوئے اور مبلغ دس روپے نقد اور درج ذیل کتب بطور انعام حاصل کیں۔

انہاء السکن۔ احیاء السنن۔ استدراک الحسن۔ اعلاء السنن۔ اشرف السوانح۔ تشکیل سندات البخاری، مغلظات مرزا۔ ایجاز القواعد۔ سامان عاجز۔ پہاڑہ اردو۔ (دورۂ حدیث شریف کے نمبرات کا چارٹ اسی شمارے میں موجود ہے)

فراغت کے بعد مزید دو سال تعلیم حاصل کی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۹۳۸ء: بیضاوی شریف۔ رسم المفتی۔ ترمذی شریف۔ شمائل ترمذی۔ مدارک التنزیل۔ سراجی شریف

۱۹۳۹ء: اقلیدس۔ تصریح۔ متنبی۔ خلاصۃ الحساب۔ صدرا۔ شمس بازغہ، توضیح وتلویح۔ شرح چغمینی، سبع شداد۔ عروض المفتاح۔ مسلم الثبوت۔ دیوان حماسہ۔

یہاں تعلیم کے دوران خارج میں بھی ماہر اساتذہ سے تعلیم کے حصول کا مبارک سلسلہ جاری رکھا چنانچہ ایک طرف تجوید وقرأت میں تخصص وامتیاز کے لئے حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ امام جامع مسجد سہارنپور کا انتخاب کیا تو دوسری طرف مدرسہ کے دیگر اساتذہ سے بھی خارج اوقات میں خارجی کتب پڑھنے کا شرف حاصل کیا چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے الفوز الکبیر، لمعات، سطعات، ہوامع، شمس بازغہ، قاضی مبارک پڑھنے کے علاوہ نصاب کی کتب میں المختصر القدوری، مختصر المعانی (فن ثالث) وغیرہ ساری کتابیں خارج اوقات میں پڑھیں، حضرت مفتی محمود حسنؒ نے مختصر المعانی کا فن ثانی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحبؒ سے پڑھنے کا مشورہ دیا، حضرت مولانا ابرارالحقؒ نے حضرت ناظم صاحبؒ کے سامنے اپنی درخواست پیش کی، حضرت نے فرمایا کہ تہجد کے بعد پڑھا سکتا ہوں، حضرت مولانا ابرارالحقؒ نے حضرت مفتی محمود حسنؒ کو حضرت ناظم صاحبؒ کی شرط سے آگاہ کیا، تو حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ منظور کرلو اور یہ شرط کرلو کہ تہجد کے وقت اٹھانا آپ کی ذمہ داری ہوگی، اس طرح خارج میں حضرت مولانا عبداللطیفؒ سے مختصر المعانی کا باب ثانی پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۴۳ء میں جس وقت آپ یہاں تیسری جماعت میں زیر تعلیم تھے آپ کی فطری اور خوابیدہ صلاحیتوں میں کس قدر نکھار پیدا ہو چکا تھا، اس کا اندازہ دارالافتاء مظاہر علوم وقف کے اس ریکارڈ سے ہوتا ہے جہاں آپ کے علمی استفتاء موجود ہیں جو آپ نے مستفتی کی حیثیت سے کئے تھے، چنانچہ بطور "مشتے نمونہ از خروارے" ایک سوال جو داڑھی کے دھونے اور مسح سے متعلق ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

"کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسح لحیہ فرض ہے یا غسل لحیہ ہر دو صورت میں ربع ہے یا ثلث ہے یا کل؟ یا مسح مایلاقی البشرۃ ویا غسلہ اور اس میں اگر اختلاف ہے تو مع ادلہ اور قول مختار کیا ہے تحریر فرمائیں۔

ابرارالحق، متعلم مدرسہ ہذا ۱۳۶۲/۱۱/۲۵ھ

اہل علم حضرات بخوبی واقف ہیں کہ اس قسم کا علمی تحقیقی اور اختلافی سوال وہی کر سکتا ہے جس کی متعلقہ مسئلہ پر گہری نظر ہو ورنہ داڑھی کا دھونا یا اس پر مسح کرنا ربع، ثلث اور کل کی قید، مسح مایلاقی البشرۃ پر نظر، اختلاف الائمہ مع ادلہ اور قول مختار (مفتیٰ بہ) کا سوال ایک عام شخص اور کم پڑھا لکھا طالب علم نہیں کر سکتا۔

حضرت محی السنۃ کی تعلیمی محنت، خداداد صلاحیت اور اساتذہ کرام کے فیضانِ نظر کی بدولت آپ شروع ہی سے مظاہر علوم میں مخصوص پہچان بنا چکے تھے، اساتذہ اور ارباب مدرسہ کو ان سے لگاؤ تھا۔

اس علمی استفتاء کا محققانہ جواب حضرت مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ نے تحریر فرمایا جس پر تائیدی اور توثیقی دستخط استاذ الکل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف پور قاضویؒ نے ثبت فرمائے۔ جواب درج ذیل ہے۔

"حامداً ومصلیاً ومسلماً! غسل لحیہ میں فقہاء احناف کے اقوال مختلف ہیں تقریباً آٹھ اقوال ہیں (۱) مسح کل (۲) مسح ربع (۳) مسح ثلث (۴) مسح مایلاقی البشرۃ (۵) غسل ربع (۶) غسل ثلث (۷) غسل کل (۸) عدم غسل ومسح۔ لیکن لحیہ کثہ غیر مسترسل میں صحیح اور مفتی بہ روایت یہ ہے کہ تمام کو دھویا جائے علاوہ ازیں تمام روایات مرجوح عنہ ہیں جیسا کہ بحر الرائق، بدائع الصنائع، درمختار میں ہے وغسل جميع اللحية فرض يعني عملياً ايضاً على المذهب الصحيح المفتى به المرجوح اليه وما عدا هذه الرواية يجب غسله ولا مسحه بل يسن وان الخفيفة التى ترى بشرتها يجب غسل ما تحتها.

لحیہ خفیفہ کا دھونا واجب ہے اور مسترسل کا دھونا مسنون ہے۔

سعید احمد ۲۶/ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

صحیح عبداللطیف عفا اللہ عنہ۔ ۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

درس نظامی سے فراغت کے بعد یہیں مظاہر علوم میں معین مدرس ہو گئے اور فارسی کتب کا درس آپ سے متعلق کیا گیا کچھ عرصہ بعد اپنے پیر و مرشد حضرت تھانویؒ کے حکم وایماء پر مدرسہ جامع العلوم کانپور میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے پھر حضرت تھانویؒ کی حسب ایماء مدرسہ اسلامیہ فتح پور ہنسوہ پہنچے اور وہاں بھی مختصر عرصہ تعلیمی خدمت انجام دی۔

۱۳۶۲ھ میں حضرت تھانویؒ کے حکم پر ہردوئیؒ میں مدرسہ اشرف المدارس قائم کر کے طویل زمانہ تک درجات ابتدائی اور اوسط کی تعلیم دیتے رہے اور تاحیات اس مدرسہ کی خدمت انجام دی، اخیر میں تو دورۂ حدیث کا باقاعدہ آغاز فرما دیا تھا۔

مظاہر علوم میں دورانِ تعلیم اپنی متواضعانہ اور منکسرانہ طبیعت اور کتابی دلچسپیوں کے باعث یہاں کے اساتذہ واکابر کی نظروں میں خصوصی مقام بنا لیا تھا۔

پروفیسر احمد سعید صاحب نے بزم اشرف کے چراغ میں لکھا ہے

"دوران طالب علمی آپ نے اپنی صالح اور ملکوتی زندگی کو اس طرح پیش کیا کہ مدرسہ کے اساتذہ

اور طلبہ آپ کی طرز زندگی سے بہت متاثر ہوئے''

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ جس سال یہاں مظاہر علوم میں دورہ حدیث شریف میں شریک تھے، اس سال حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ نے ابوداؤد شریف کے سبق میں فرمایا تھا کہ

''طالب علم اگر طالب علمی کے زمانے سے صاحب نسبت نہ ہوا تو کچھ نہ ہوا، مولانا ابرارالحق صاحب کو اللہ پاک نے طالب علمی ہی کے زمانے میں یہ دولت عطا فرمائی تھی''۔ (تذکرۃ الصدیق ص ۴۶۰ ج ۲)

یہاں قیام کے دوران آپ نے اپنا اصلاحی وروحانی تعلق حضرت حکیم الامتؒ سے استوار کیا اور ہر ہفتہ تھانہ بھون جانے کا معمول بنالیا، والد ماجد کا حضرت تھانویؒ سے قدیم تعلق تو تھا ہی، خود مظاہر علوم میں آپ کے اساتذہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ اور حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ کا بھی حضرت تھانویؒ سے اصلاحی وروحانی تعلق تھا اس کے علاوہ حضرت تھانویؒ مظاہر علوم کے سرپرست بھی تھے اور یہاں اکثر وبیشتر حاضری ہوتی رہتی تھی پھر مظاہر علوم کے علمی وروحانی ماحول نے بھی آپ پر بہت اثر کیا، ان حالات کی مناسبت سے حضرت محی السنۃؒ کشاں کشاں سلسلۂ تھانوی سے قریب تر ہوتے چلے گئے اور بالآخر صرف ۲۲ رسال کی عمر میں بارگاہِ تھانوی سے خلعت خلافت حاصل کرلی۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

آپ کی پوری تعلیم یہیں مظاہر علوم میں ہوئی ہے، آپ کے ابتدائی اساتذہ میں حضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجبار اعظمیؒ، حضرت مولانا نور محمدؒ، حضرت مولانا عبدالشکورؒ، حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ، حضرت قاری مفتی سعید احمد اجراڑویؒ، حضرت مولانا محمد زکریا قدوسی گنگوہیؒ اور حضرت علامہ صدیق احمد کشمیریؒ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ نے بخاری شریف جلد اول اور ابوداؤد شریف مکمل شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ سے، بخاری شریف جلد ثانی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف پورقاضویؒ سے، مسلم شریف اور نسائی شریف حضرت مولانا منظور احمد خانؒ سے، ترمذی شریف وطحاوی شریف حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

زمانہ طالب علمی سے ہی استاذ الکل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیفؒ ناظم مدرسہ سے خصوصی مناسبت رہی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بھی رہے۔

سند حدیث کا مبارک سلسلہ استاذ محترم حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ سے ہوتا ہوا حضرت مولانا خلیل احمد

محدث سہارنپوریؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری، حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے ہوتا ہوا مسند الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے جاملتا ہے۔

مظاہر علوم میں اپنے دیگر اساتذہ کرام بالخصوص حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہؒ، قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور مفتیٔ اعظم حضرت مفتی سعید احمد اجراڑیؒ سے خصوصی تعلق رکھا اور فراغت کے بعد دعوتی سلسلہ میں جب کبھی مغربی یوپی آنا ہوا تو مادر علمی مظاہر علوم وقف میں ضرور تشریف لاتے، مدرسہ کے حالات معلوم کرتے، کبھی مؤذن کو بلا کر اذان کی تصحیح فرماتے، تو کبھی امام کے سلام اور تکبیر وغیرہ کو درست فرماتے۔

آپ نے اپنی مادر علمی مظاہر علوم وقف سہارنپور کے چار دور نظامت کو دیکھا (۱) استاذ الکل حضرت مولانا سید عبد اللطیف پورقاضویؒ (از ۱۳۴۷ھ تا ۱۳۷۳ھ) (۲) حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رامپوریؒ (از ۱۳۷۴ھ تا ۱۳۹۹ھ) (۳) حضرت مولانا مفتی مظفر حسین اجراڑویؒ (از ۱۴۰۰ھ تا ۱۴۲۴ھ) (۴) حضرت مولانا محمد سعیدی مدظلہ (از ۱۴۲۴ھ تا حال) مذکورہ بھی حضرات سے تعلق رکھا۔

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا بہت احترام فرماتے تھے، ہمیشہ مکاتبت اور مراسلت رہی، مدرسہ اشرف المدارس کے نظم کے سلسلہ میں حضرت مفتی صاحبؒ سے معلوم کرتے رہے کہ اس سلسلہ میں مظاہر علوم میں ہمارے بزرگوں کی کیا روایت رہی ہے، مظاہر علوم (وقف) کا اس سلسلہ میں کیا قانون ہے؟ کیا اصول ہیں؟ مشاہرہ جات کا کیا معمول ہے؟ اس قسم کے بہت سے مسائل میں برابر رجوع فرماتے رہے۔

منکرات کے سلسلہ میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی خوش سلیقگی کے ساتھ منکرات ومنہیات پر روک ٹوک کا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ مخاطب کو پشیمانی نہیں ہوتی تھی، ان کی پوری زندگی اتباع سنت محمدی ﷺ کے سانچے میں ڈھل گئی تھی، ان کو دیکھ کر اللہ کی یاد آتی تھی، جس بات کو کہتے بڑے اچھے انداز میں کہتے کہ مخاطب پر فوری اثر ہوتا تھا، اصول پسندی میں وہ اپنے مرشد حضرت حکیم الامتؒ کا پرتو تھے تو نظم وانتظام میں اپنے استاذ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف پورقاضویؒ کا عکس جمیل تھے، سوز دروں میں اپنے استاذ حضرت مولانا عبد الرحمٰن کامل پوریؒ تھے تو جذب ومعرفت میں حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب غوریؒ نظر آتے تھے، اخلاص وفنائیت میں حضرت مولانا شاہ عبد الغنیؒ پھول پوریؒ تھے تو علوم وفنون اور سلوک وطریقت میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی نظیر اور تواضع وانکساری میں عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھیؒ محسوس ہوتے، انہوں نے بزرگوں کی روایات اور ان کے قائم کردہ خطوط ونقوش پر چل کر دکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

قرآن کریم کو تصحیح لفظی کے ساتھ پڑھنا اور پڑھانا ان کی زندگی کا اہم خاصہ تھا، ان کا مرتب کردہ قاعدہ نورانی (ہردوئی والا) جس قدر مقبول ہوا اور مدارس و مکاتب میں جس قدر پذیرائی ہوئی اس سے حضرت ہردوئیؒ کے خلوص اور جذب دروں کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت ہردوئیؒ بہت اصول پسند تھے ان کے مدرسہ اشرف المدارس اور آپ کے زیر انتظام دیگر مدارس اور شاخوں میں جتنے اساتذہ کا تقرر ہوتا تھا چاہے کسی بھی عہدہ پر ہو اس کے لئے قاعدہ نورانی کا امتحان اور مشق ضروری تھی اس سے دو بڑے فائدے تھے ایک تو مدرس صاحب کو قرآن کریم صحیح قواعد کے ساتھ پڑھنا آجاتا تھا اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ نفس مرجاتا تھا، خاکساری و تواضع کی صفات پیدا ہو جاتی تھیں، غرور و تکبر، انانیت اور نفس پرستی کا دور دور تک شائبہ نہیں رہتا تھا۔

آپ کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ اساتذہ و مدرسین کا کسی نہ کسی بزرگ شخصیت سے تعلق اور روحانی و اصلاحی رابطہ ضرور ہو کہ ایسے حضرات کی ذات سے مدرسہ کے اصول و قانون کے خلاف کسی بات کے سرزد ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے پھر جب استاذ کے اندر خشیت وللّٰہیت ہوگی تو شاگردوں کو بھی اس سے سبق ملے گا اور پوری جماعت سلوک و احسان کے رنگ میں رنگتی چلی جائے گی اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ خلاف قانون کسی امر کے سرزد ہونے پر براہ راست پیر و مرشد سے رجوع کر کے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے۔

نظم و انتظام کے ساتھ ساتھ اپنے ماتحتوں کی ضروریات کا خیال، ان کے مشاہرہ جات میں حسب ضرورت اضافہ، صفائی و ستھرائی پر بھی خصوصی توجہ دیتے تھے، صفائی و ستھرائی کے معاملہ میں تو ان کے بہت سے واقعات ہیں کبھی کسی مدرسہ میں پہنچے تو بلا اطلاع مطبخ، غسل خانوں اور بیوت الخلاؤں کا چکر لگایا تا کہ پتہ چلے کہ مدرسے والے کہاں تک صفائی پسند ہیں۔

بندیل کھنڈ کے ایک بڑے مدرسہ میں بلا اطلاع پہنچ کر سیدھے مطبخ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ طباخ حضرات نیکر پہن کر روٹیاں لگا رہے ہیں، رانیں کھلی ہوئی ہیں، اہل مدرسہ پر بہت بگڑے کہ جب اس لباس میں روٹیاں پکائی جائیں گی اور ان کو طلبہ کھائیں گے تو ان کے اندر کہاں سے برکت پیدا ہوگی؟۔

ایک بڑے مدرسہ پہنچے اور ناظم مدرسہ کو حکم دیا کہ اذان سنائیں ایک اہم مفتی کو سورہ فاتحہ سنانے پر مامور فرمایا اذان میں غلطیاں بتائیں، سورہ فاتحہ کی قراءت میں خامیاں نکالیں، لیکن کسی نے اپنی کسر شان نہیں سمجھی۔

قصبہ لہر پور، ضلع سیتاپور کے ایک بڑے مدرسہ میں سالانہ اجلاس میں شرکت اس شرط کے ساتھ منظور فرمالیا کہ اشتہار میں میرا نام نہیں ہوگا لیکن اہل مدرسہ نے نام لکھ دیا جس کی وجہ سے حضرتؒ جلسہ میں تشریف نہیں لائے، منتظمین نے بڑی منت سماجت کی، حیلے بہانے تراشے، پریس کی غلطی بتلائی، کاتب کو خاطی ٹھہرایا، لیکن حضرتؒ یہی فرماتے رہے کہ آج کل علماء وعدہ خلاف ہو گئے ہیں، جب یہی حضرات عہد و پیمان کو توڑنے لگیں گے تو

پھر وعدوں کو کون پورا کرے گا۔

آپ ایسے جلسوں اور اجتماعات میں کبھی شرکت نہیں فرماتے تھے جہاں ضرورت سے زائد بجلی وروشنی کا نظم ہو، قمقموں کی جگمگاہٹ، غیر ضروری سجاوٹ اور اسٹیج کی پر تکلف بناوٹ پروہ بہت برافروختہ ہوتے تھے اسی طرح جہاں فوٹو کھینچے جارہے ہوں، اسراف ہورہا ہو وہاں بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

سیتاپور میں آپ کے ایک معتقد نے اپنی بیٹی کے نکاح میں مدعو کیا نکاح پڑھانے کی درخواست کی، درخواست منظور ہوگئی، وقت مقررہ پر پہنچ کر نکاح پڑھایا اور واپس چلنے لگے، داعی نے عرض کیا کہ حضرت کھانا بالکل تیار ہے، کوئی تکلف نہیں ہے، کھانا تناول فرمالیجئے، فرمایا صرف نکاح پڑھانے کی بات کی تھی سو وہ ہو چکا ہے کھانے کی کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی اس لئے کھانا نہیں کھاؤں گا، داعی صاحب مزاج آشنا تھے، اس لئے خاموش ہوگئے اور حضرتؒ واپس تشریف لے آئے۔

دوران تقریر آپ کا معمول تھا کہ آپ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے دائیں اور بائیں بٹھاتے تھے اور بڑے حضرات کو سامنے بٹھاتے تھے اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ یہی بچے آگے چل کر قوم کے داعی اور خدمت گار بنیں گے، دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مقررین کو دیکھنے کے لئے یہ بار بار اٹھنے اور اچک اچک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ قریب ہونے کی وجہ سے سوئیں گے نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ چین نصیب فرمائے، بڑی خوبیوں کے مالک تھے، موت تو ہر ایک کو آنی ہے، لیکن آپ کی رحلت اس معنی کر بہت اہم ہے کہ آپ حضرت حکیم الامتؒ کے آخری خلیفہ تھے، جن کی ذات گرامی سے پوری دنیا روشنی حاصل کرتی تھی، افسوس کہ ۸ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ منگل کے دن رات ۹ بجے سلسلہ تھانوی کا وہ ستارہ بھی غروب ہوگیا۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

☆☆☆

جیسا ایمان ویسی چائے

حضرت محی السنۃؒ ایک بار کہیں سفر میں تھے، کسی ریلوے اسٹیشن پر احباب نے چائے کی پیش کش کی، حضرتؒ نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا، چائے پینے کے بعد ازراہ محبت کسی معتقد نے پوچھا کہ ”حضرت چائے کیسی تھی؟ مسکرا کر فرمایا کہ ”ٹھیک تھی! جیسا ہمارا ایمان ویسی چائے“

حضرت محی السنۃ

کچھ یادیں — کچھ باتیں

مولانا احمد نصر بنارسی مظاہری

محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی قحط الرجال کے اس دور میں بہت غنیمت تھی، اخلاق واصلاح، دعوت وتبلیغ، سلوک وطریقت اور تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں انہوں نے مرشد گرامی حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔

ناکارہ نے سب سے پہلے حضرت والا کو الہ آباد میں اس وقت دیکھا تھا جس وقت میں وہاں زیر تعلیم تھا، حضرت شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور زیارت کے لئے حضرت محی السنۃ تشریف لائے، فجر کے وقت بیدار ہونے پر مسجد کی طرف جاتے ہوئے ایک خوبصورت بزرگ کو سیڑھی کے نیچے چبوترہ پر تشریف فرما دیکھا، حضرت شاہ صاحب جو مسجد تشریف لے جارہے تھے انہوں نے بھی چبوترہ پر تشریف فرما بزرگ کو غور سے دیکھا اور کسی سے دریافت کیا کون صاحب ہیں؟ عرض کیا گیا! مولانا ابرار الحق صاحب ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے بڑے تپاک سے سلام کیا، ملاقات اور معانقہ کے بعد فرمایا کس وقت تشریف لائے، مولانا نے عرض کیا کہ تین بجے حاضر ہو گیا تھا، کسی کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے مولانا ابرار الحق صاحبؒ کا سامان اٹھوا کر قیام گاہ پہنچوایا اس وقت اپنی نوعمری کے باوجود دونوں بزرگوں کے درمیان ملاقات اور عقیدت واحترام کے وہ قابل رشک مناظر اب بھی ذہن میں تازہ ہیں، دونوں حضرات ایک ہی پیر کے خلیفہ اور حضرت ہردوئی آل رسول مگر دوسرے اکابر سے استفادہ کی نیت سے حاضری ان کے تواضع وللہیت اور فروتنی پر دال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ضیافت اور مہمان نوازی کا خاص جذبہ عطا فرمایا تھا، ایک بار عشا کے وقت حاضری ہوئی ملاقات کے بعد فرمایا کہ آرام کیجئے، صبح گفتگو ہوگی فجر سے پہلے خادم آگیا اور اس نے اطلاع دی کہ حضرت یاد فرماتے ہیں، جلدی سے باوضو ہو کر حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ پرتکلف ناشتہ تیار ہے، فرمایا! کہ مجھے فجر بعد ایک جگہ جانا ہے، ناشتہ کرلو اگر واپسی ہوگئی تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ آپ اپنے نظام الاوقات کے مطابق تشریف لے جانا، دورانِ ناشتہ نصیحت آمیز گفتگو فرماتے رہے اور پھر حضرت گنج مراد آباد تشریف لے گئے اور خوش قسمتی

سے جلد ہی تشریف لے آئے، راقم کو ایک وظیفہ عطا فرمایا جس میں تحریر تھا

درود شریف	۳ مرتبہ۔	سورہ فاتحہ	۳ مرتبہ۔	آیۃ الکرسی	۳ مرتبہ
سورہ فلق	۳ مرتبہ۔	سورہ ناس	۳ مرتبہ۔	درود شریف	۳ مرتبہ

نوٹ:۔ کم از کم تین مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ پڑھ کر دم کرنا اور جو نہ پڑھ سکے ان پر دوسرا دم کرے اور پانی پر دم کر کے ہر نماز کے بعد یا صبح و شام مریض کو پلانا۔

وقت کی قدر دانی، معاملات کی صفائی اور اصولوں پر عمل درآمد آپ کا امتیاز تھا، ایک بار سرائے میر ایک جلسہ میں تشریف لائے، وہاں سے بنارس آنا تھا اور حاجی اکرام مرحوم سابق ناظم جامعہ مطلع العلوم کے یہاں ان کا قیام طے تھا، حاجی صاحب مرحوم نے احقر سے فرمایا کہ تم سرائے میر جا رہے ہو، واپسی میں حضرت کے ساتھ ہی آجانا اور یہ کہہ کر کار سے واپسی کا کرایہ بھی پیش کیا جلسہ سے فراغت پر بنارس کے لئے روانہ ہوئے حضرتؒ تلاوت قرآن اور ذکر و اذکار میں مصروف رہے، بنارس پہنچنے پر کار سے اترے اور احقر سے فرمایا کہ حاجی صاحب کو رقم واپس کر دو ان سے میں حساب کر لوں گا۔

اس واقعہ سے وقت کی قدر دانی، معاملات کی صفائی اور تعلقات کو نبھانے کی پاکیزہ صفات ظاہر ہیں۔

انتقال پر ملال سے تقریباً پچاس دن پہلے حاضری ہوئی، ایک اطلاعی پرچے پر لکھ کر بھیجا کہ احمد نصر بنارس سے برائے ملاقات و زیارت حاضر ہوا ہے، فوراً بلا لیا لیٹے لیٹے مصافحہ فرمایا، کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے، مغرب کے بعد پھر حاضری ہوئی، خادم نے پہلے ہی کہہ دیا کہ صرف مصافحہ ہی کریں بات نہ کریں لیکن ملاقات ہونے پر حضرت والا نے خادم سے فرمایا کہ ذرا تکیہ لگا کر مجھے بٹھا دو، حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت آرام فرمائیں اٹھنے کی زحمت نہ فرمائیں، فرمایا کوئی بات نہیں، میرے داماد مولوی سید معین الدین جامی سلمہٗ ساتھ تھے، ان سے بھی حضرت والا محو گفتگو رہے، چلتے وقت مطبوعہ مضامین عطا فرمائے۔

۱۹۹۴ء میں بندہ سفر حج کے لئے جا رہا تھا، حضرت والا نے اپنے الطاف کریمانہ سے مکتوب گرامی تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ ارکان کی ادائیگی اور حق تعالیٰ کا استحضار نیز مدینہ پاک کی حاضری پر وہاں کے خصوصی ادب و احترام اور اہتمام سے مسجد نبوی میں نماز باجماعت کا خیال رکھنا، آج جب حضرت ہمارے درمیان نہیں ہیں تو ان کی محبتیں اور شفقتیں یاد آ کر قلوب کو رنجیدہ اور آنکھوں کو نمدیدہ کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور پوری امت کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔

☆☆☆

حضرت محی السنۃ

کچھ یادیں ○ کچھ تأثرات

مولانا محمد کلیم صدیقی، جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت

ایک ہفتہ میں تین ایسے متدین لوگوں سے جو راقم سطور کے گمان میں بہت ثقہ سمجھے جاتے ہیں جن کو خواب وغیرہ بہت کم دکھائی دیتے ہیں دو تین روز کے وقفہ سے یہ بات سنی کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا ہے ایک جم غفیر آپ کی تدفین میں شریک ہے، ۱۷ مئی کو یہ حقیر گنگوہ میں تھا، ان میں ایک صاحب نے جو قرآن حکیم کے عاشق ہیں انہوں نے ادھیڑ عمر میں قرآن حکیم حفظ کیا ہے اور قرآنی فہم اور اسرار وعلوم کے دہانے اللہ نے اپنی محبوب کتاب سے عشق کی وجہ سے ان پر کھول رکھے ہیں، مجھے بتایا کہ میں نے آج دوپہر کو قیلولہ میں یہ خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا وصال ہوگیا، میں نے جسد مبارک کو دیکھا اور دیکھا کہ ازدحام آپ کی تدفین میں شریک ہے، تینوں حضرات کے خواب کے بعد اس حقیر کو یہ خیال ہوا کہ یہ وارث نبی، عالم دین کے انتقال کی خبر ہے اور اپنی دانست میں ایک عالم ربانی جو ایک زمانہ سے بہت علیل ہیں ان کی طرف سے فکر پیدا ہوئی، رات ہونے کے بعد اچانک عزیزی حافظ ادریس کا فون آیا کہ محی السنۃ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کالج کی زندگی سے مدرسہ کے سایہ میں آنے تک بلکہ اس سے کچھ پہلے سے اس حقیر کی زندگی میں حضرت مولانا اسعد اللہؒ، ناظم مظاہر علوم سے لے کر اس حادثۂ عظیم تک کتنے اکابر اور سرپرستوں کے وصال کے واقعات پیش آئے، جن سے نہ صرف یہ کہ اس حقیر کو نیازمندانہ اور عقیدت مندانہ تعلق تھا بلکہ ایک خادم اور عقیدت مند کی حیثیت سے یہ اکابر اس حقیر کو جانتے تھے، حضرت مولانا اسعد اللہؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ اور حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خاںؒ، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا محمد احمد پرتاپ گڑھی، حافظ عبدالستار نانکویؒ، شیخ محمد حسن علوی مالکیؒ، فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ وغیرہ حضرات تو کم از کم اس حقیر کے ساتھ اپنے ایک خادم اور مرید کی طرح تعلق اور شفقت فرماتے تھے، اس کے علاوہ بھی دنیا کے بہت سے مشائخ اور مشاہیر کی وفات کے حادثے سننے کو ملے۔

دینی قائدین اور علماء ربانیین کے لئے جو بھی بڑے سے بڑا لقب اہل تصوف، عارفین، اولیاء اور مصلحین کیلئے کتابوں یا لغات میں ملتا ہے وہ حضرت والا شاہ ابرار الحق پر سو فیصد برمحل نظر آتا ہے، بقیۃ السلف ان کو نہ کہا جائے تو کس کو؟ کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ جن کے دیکھنے والے خال خال دنیا میں رہ گئے ہیں، حضرت تھانویؒ کے وہ نہ صرف آخری خلیفہ مجاز تھے بلکہ حکیم الامتؒ کے اصول وضوابط اور طریق تعلیم وتربیت کو اصل مزاج کے ساتھ اوڑھ کر اس کی ترویج واشاعت کرنے والے ہیں، قدوۃ السالکین ان کو نہ کہا جائے تو کس کو کہا جائے کہ؟ برصغیر میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر آباد بر

اعظم میں اصلاح وتربیت اور سلوک وتصوف کے سلسلہ میں ان سے ان کے مسترشدین سے بیعت واصلاح کا تعلق رکھنے والے شاید کروڑوں تک پہنچ رہے ہوں۔ زبدۃ العارفین ان کو نہ کہا جائے تو کس کو کہا جائے؟ کہ دنیا میں ۱۰۳ مجازین بیعت اور ۳۷ مجازین صحبت ہیں۔ جن کو راہ معرفت میں اعتماد کی سند اپنی سخت پرکھ کے ساتھ انہوں نے خود دی ہے اور ان کے خلفاء کے خلفاء کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک اجل خلیفہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کے صرف بنگلہ دیش میں خلفاء ۱۰۰ سے متجاوز ہیں، حامی سنت ان کو نہ کہیں گے تو کس کو کہیں گے؟ کہ تین چوتھائی صدی تک صرف مزاج سنت کو پرکھ کر ایک ایک سنت کو دنیا میں پھیلانا ان کا خاص شعار رہا، جن کی اس خصوصیت کی وجہ سے بالاتفاق، خواص امت نے ان کا لقب بھی محی السنۃ رکھا اور گویا یہ لقب ان کے نام کا جزء بن گیا، ان کو ماحی بدعت نہ کہیں تو کس کو کہیں گے؟ سنت کے خلاف پھیلی نہ جانے کتنی رسموں کو جو دین سمجھ کر لوگ کر رہے تھے اور لوگوں کی نگاہیں ان تک نہیں جاتی تھیں حضرت والا نے کھل کر ان کے خلاف آواز لگائی اور معاشرہ سے ان کو صاف کیا، اس کے علاوہ شیخ المشائخ، قطب الاقطاب شیخ القراء، سرخیل اولیاء، عارف کامل، عالم ربانی جیسا ہر لقب نہ صرف ان کی شخصیت پر سجتا تھا بلکہ برمحل نظر آتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ولی کی معرفت اللہ کی معرفت سے مشکل ہے، اولیاء کے مقام اور مرتبہ کو اولیاء ہی جان سکتے ہیں، علم وعمل سے یہ عاری یہ کھوٹا اور چھوٹا حضرت محی السنۃؒ کے بارے میں کیا کچھ لکھ سکتا ہے۔

اس حقیر نے ۲۵ رسالہ نیاز مندانہ اور عقیدت مندانہ تعلق اور حضرت والا کی طرف سے ایک بے حقیقت دیہاتی پر شفقت اور عنایت کے رشتہ کے بعد اس حادثۂ عظیم پر اپنے دل کی تسکین کیلئے قلم اٹھایا ہے کہ کچھ یادیں قلم کی زبان سے نقل کر کے کچھ احسان شناسی کا مظاہرہ ہو جائے ورنہ اہل ودانش اور ارباب ادب وقلم رہتی زندگی تک حضرت کے فضائل اور مناقب بیان کرتے رہیں گے اور اس موضوع کا حق ادا کرنا انہیں کو زیب دیتا ہے۔

نبی رحمت ﷺ کے سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے سلسلہ میں یہ بات تواتر کے ساتھ لکھی ہے کہ آپ کی شفقت وعنایت کسی خاص فرد یا جماعت کے لئے مخصوص نہ تھی بلکہ آپ کی شفقت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ ہر صحابی کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ مجھ ہی سے شفقت ومحبت فرماتے ہیں، ایک حقیقی وارث نبی کی حیثیت سے یہ بات حضرت محی السنۃ کے ہر خادم کو محسوس ہوتی تھی یہ حقیر حضرت والا سے باضابطہ رسماً اصلاحی تعلق نہیں رکھتا تھا اور باوجود حد درجہ مناسبت اور تعلق کے اپنے مشاغل اور بعض دوسرے اعذار کے سبب بہت زیادہ حاضری بھی حضرت والا کی خدمت میں نہیں دے پاتا تھا مگر جب بھی یہ حقیر حاضر خدمت ہوتا تھا تو اس کو واپسی پر اس طرح لوٹنا ہوتا تھا کہ یہ خیال ہوتا کہ حضرت والا دنیا میں سب سے زیادہ مجھ ہی سے شفقت اور تعلق کا اظہار فرماتے ہیں یہ احساس نہ صرف یہ کہ اس حقیر کو ہوتا تھا بلکہ ہمارے وہ تمام رفقاء جو وقتاً فوقتاً اس سیہ کار سے تعلق کے واسطہ سے حضرت کی خدمت میں ملاقات کیلئے جاتے تھے وہ بھی یہ بات محسوس کرتے تھے کہ حضرت والا ہم لوگوں سے والہانہ شفقت فرماتے ہیں۔

یوں تو اس حقیر کی پہلی ملاقات حضرت محی السنۃؒ سے سہارنپور میں حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کے یہاں ۱۹۷۷ء میں ہوئی تھی، یہاں دار جدید میں حضرت آکر رمضان میں قیام فرماتے اور یہ حقیر بھی مرشدی حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ یکم رمضان سے حاضر ہوکر حضرت کے ساتھ دار جدید میں ہی قیام کرتا تھا مگر ہردوئی حضرت والا کے یہاں پہلی حاضری غالباً ۱۹۸۰ء کے آخر میں ہوئی، جہاں یہ حقیر اپنے بہنوئی جناب سید قمر الاسلام کی موٹر سائیکل پر (جو محمدی ضلع لکھیم پور میں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں مقیم تھے) محترم قاری صبیح الدین کے ساتھ محمدی سے ہردوئی حاضر ہوا، جاکر عصر کی نماز پڑھی، نماز سے پہلے حضرت سے ملاقات ہوئی، مصافحہ معانقہ فرمایا اور فوراً نظم معلوم کیا عرض کیا کہ صرف ملاقات کیلئے حاضر ہوئے ہیں، ملاقات کے بعد فوراً واپسی کا ارادہ ہے حضرت نے فرمایا کہ نماز کے بعد اتنا وقت تو ہوگا کہ چائے پی لیں ہم لوگوں نے کہا کہ حضرت کے یہاں چائے پینا ہمارے لئے سعادت کی بات ہوگی، نماز کے بعد مہمان خانہ میں آکر حضرت والا کے ساتھ ہم لوگ بیٹھ گئے، ریکسین کا دسترخوان تھا، جو ذرا موٹا تھا اور رول کی وجہ سے مڑسا گیا تھا دسترخوان کو بار بار سیدھا کیا جاتا تھا مگر وہ پھر رول ہو جاتا تھا، حضرت والا دسترخوان پر چارزانو بیٹھ گئے ، یہ حقیر کیونکہ کالج کی زندگی سے آنے والا نیا نیا ملاّ تھا دل میں اشکال پیدا ہوا کہ اتنے بڑے شیخ اور دسترخوان پر چارزانو بیٹھ گئے، یہ سنت کے مطابق نشست نہیں ہے، بزرگوں کی ایک کرامت یہ بھی سنی تھی کہ ان کو کشف ہوتا ہے چنانچہ حضرت کے یہاں اس کا مشاہدہ بھی ہوا، چائے آنے سے پہلے حضرت نے فرمایا جب کوئی چیز الٹی مڑ جائے اور بہت زمانہ تک مڑی رہے تو اس کو سیدھا کرنے کیلئے الٹا موڑنا پڑتا ہے تب جاکر وہ سیدھی ہوتی ہے یہ دسترخوان الٹا مڑا رکھا رہا اب بار بار اس کو سیدھا کیا جاتا ہے پھر رول ہو جاتا ہے اب اس کو سیدھا کرنے کیلئے الٹا موڑنا پڑے گا اس حقیر کی طرف ایک ایسی نگاہ ڈالی کہ اس حقیر کو لگا کہ حضرت میرے وسوسہ کو پڑھ کر فرمارہے ہیں فرمایا کہ جب مستحب کو واجب سمجھا جانے لگے تو اس کا ترک واجب ہو جاتا ہے، چائے آئی اور چائے پر بھی حضرت چائے اور دسترخوان پر رکھی چیزوں کے حوالہ اور روزمرہ کی مثالوں سے اصلاح وتزکیہ کے معارف ارشاد فرماتے رہے۔

آپ کی مشفقانہ گفتگو سے محظوظ ہونے کے بعد اجازت لے کر رخصت ہونے لگا، قاری صاحب نے موٹر سائیکل نکالی تو چلتے چلتے حضرت والا نے موٹر سائیکل اور اس کے پرزوں سے انسانی زندگی اور زندگی کے سفر کے سلسلہ میں بڑی حکیمانہ باتیں ارشاد فرمائیں فرمایا کہ میں موٹر سائیکل سے مسلمان کی زندگی کی مثال دیا کرتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے دو پہیوں پر زندگی کا سفر ہوتا ہے، پہلا پہیہ اخلاص اور دوسرا اتباع، اگلے پہیہ سے پیچھے کا پہیہ اور اہم ہے اس پر چین اور فرائے ویل ہوتی ہے پھر چین اور فرائے ویل کے لئے بھی کوئی بات فرمائی جو اس وقت یاد نہیں پھر فرمایا میں لائٹ سے علم کی روشنی مراد لیتا ہوں، مین لائٹ اور ڈیم لائٹ سے علم ظاہر اور علم باطن مراد لیتا ہوں اگر لائٹ خراب ہوگی تو موٹر سائیکل کہیں بھی ٹکرا جائے گی۔ اسی طرح اگر علم صحیح نہ ہوگا تو زندگی کی گاڑی کہیں بھی ٹکرا جائے گی اسی طرح خوف کے بریک اگر نہ ہوں تو گاڑی خطرہ میں ہے، اسی طرح

خوف خدا نہ ہو تو زندگی خطرہ میں ہے اسی طرح تعلق مع اللہ کا پیٹرول نہ ہو تو ایک ایمان والے کی گاڑی ذرا آگے نہیں بڑھے گی اس کے علاوہ بھی اور بہت سے پرزوں کی مثالیں دیں آج تک اس حقیر کو اس ملاقات اور ان نصیحتوں کی لذت یاد ہے۔

ایک بار حاضری ہوئی تو ہمت کر کے ایک سوال عرض کیا کہ مدت سے ایک اشکال ذہن میں آتا ہے، حضرت کے علاوہ کوئی اس کا شافی جواب نہیں دے سکتا اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟ حضرت نے فرمایا ضرور! میں نے عرض کیا کہ سنت پر عمل اور احیاء سنت کی اہمیت، ضرورت اور فضائل جو حضرت والا ارشاد فرماتے ہیں یہ فضائل اور اہمیت صرف عادی سنتوں کی ہے یا سنت مقصودہ کے احیاء کے سلسلہ میں بھی (حضرت والا اس حقیر سے اس نسبت سے خوب متعارف تھے کہ یہ غیر مسلموں میں ایمان کی دعوت کو ملت کے تمام مسائل کا حل اور مسلمانوں کا فرض منصبی کہتا ہے) حضرت والا یہ سوال سن کر تقریباً پانچ منٹ خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ مولانا صحیح فرماتے ہیں، مولانا بالکل صحیح فرماتے ہیں، حضرت اس حقیر کے سوال سے اس قدر منشرح ہوئے کہ بہت سے اہل تعلق گجرات، بنگلہ دیش اور بمبئی کے علماء کو حکماً پھلت بھیجا کہ جا کر کام سیکھو اور اپنے اپنے علاقہ میں کام کرو۔

حضرت والا ایک ایسے مشفق طبیب حاذق تھے جس کی انگلیاں ملت کی نبض پر رکھی ہوں اور وہ نباض طبیب امراض کی تشخیص اور علاج اپنی بصیرت سے کر رہا ہو اور جس کے دل میں ملت کے لئے ۷۰ رماؤں سے زیادہ مامتا چھلک رہی ہو، حضرت جب انفرادی یا اجتماعی طور پر بات فرماتے تو ہاتھ کے اشارے سے چہرے کے تأثرات سے، حضرت کی امت کے امراض کی فکر مندی اور حد درجہ دردمندی وشفقت ٹپکتی تھی اور اس شفقت اور محبت کی وجہ سے ان پر امراض کی حقیقت اور علاج بھی کھول دیا گیا تھا حضرت والا ملت کے تمام مسائل کا علاج، قرآن حکیم سے ملت کو جوڑنے میں سمجھتے تھے اس لئے قرآن حکیم سے انہیں والہانہ تعلق تھا اور یہ تعلق ان کو وراثت نبوت میں ملا تھا۔

سنت یا شریعت کے خلاف کوئی بات بڑے سے بڑے قائد سے ہوتے دیکھ کر وہ نکیر فرماتے، ملت میں پھیلی منکرات سے زیادہ اس بات کے لئے فکر مند تھے کہ منکر کو روکنے والی جماعت کوئی نہیں، امر بالمعروف کرنے والی جماعتیں تو ہیں حالانکہ نہی عن المنکر کرنے والی جماعت بنانا بھی فرض کفایہ ہے، راقم سطور نے ایک بار حضرت کے تاکید فرمانے کے بعد پھلت میں آ کر نہی عن المنکر کمیٹی تشکیل دی اور اصلاح معاشرہ کا کام شروع کیا، اگلے سفر میں اس کی کارگذاری سنائی تو حضرت والا حد درجہ خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔

وصال سے ایک ہفتہ قبل اس حقیر نے فون پر بات کی اور اگلے ہفتہ حاضری کا ارادہ ظاہر کیا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا آپ کے آنے سے خوشی ہوگی مجھے بھی کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں اس سے پہلے کہ یہ سیہ کار حاضر ہوتا، حضرت والا اپنے محبوب رب کے جوار رحمت میں چلے گئے۔

ان کی ذات گرامی ایک چلتی پھرتی خانقاہ تھی جس سے نہ جانے معرفت وہدایت کے کتنے پیاسے سیراب

ہوتے تھے اور کتنے روحانی مریض شفایاب ہوتے تھے، کیسے کیسے گناہ گار اور جرائم پیشہ افراد ایک ملاقات میں تائب ہوکر زہد وتقویٰ کی ڈگر پر لگ جاتے تھے، بڑے چھوٹے، امیر وغریب، علماء وادباء ہر طرح کے لوگ ان کی شخصیت کے اندر ایک شیخ کامل اور مربی کو پاتے تھے۔

ایک بار دبئی کا سفر ہوا تو ابوظبہی کے دو شہزادے حضرت کی خدمت میں آئے اور حدیث کی طرح سلوک کی اجازت طلب کی، حضرت نے سلوک وتصوف کی اجازت کے بارے میں سمجھایا وہ بیعت ہوئے اور لوگوں نے بتایا کہ ان کی زندگی میں بڑی مبارک تبدیلی رونما ہوئی، وہ اپنے مسترشدین کی حالت اور باطنی صحت پر بڑی نظر رکھتے تھے، دبئی میں ایک بڑے صاحب خیر کے یہاں حضرت کو وعظ کیلئے مدعو کیا گیا حضرت والا کا معمول تھا کہ کسی کے یہاں وعظ کیلئے تشریف لے جاتے تو کھانا نہیں کھاتے اور اگر صرف کھانے کے مدعو ہوتے تو کچھ نصیحت ضرور فرماتے، ایک مسترشد جو حضرت کے ساتھ سفر میں تھے، حضرت نے ان کو صاحب خیر کے یہاں جانے کیلئے منع فرمادیا شاید یہ خیال ہوگا کہ وہ حضرت سے تعلق کی نسبت سے دینی خدمات کیلئے اعانت وغیرہ کے سلسلہ میں فائدہ نہ اٹھالیں وہ اہل تعلق اور طالبین کو بروقت غلطیوں پر نکیر فرماتے مگر اس میں بڑی ہمدردی اور مصلحت پیش نظر تھی وہ فرماتے کہ بروقت غلطی پر ٹوک دیا جاتا ہے تو ہمیشہ کیلئے غلطی چھوٹ جاتی ہے۔

مدارس میں تشریف لے جاتے تو استنجاء خانے اور مطبخ کے نظام کو ملاحظہ فرماتے اور فرماتے جہاں یہ نظام صاف ستھرا اور منظم ہوتا ہے سارا نظام ٹھیک ہوتا ہے۔

ان کی زبان مبارک، علم وحکمت کا گنجینہ ہوتی اور سننے والے کی زندگی بدلنے کی عجیب تاثیر رکھتی تھی وہ فرماتے تھے کہ دنیا کے اہل ثروت کے ساتھ اگر کوئی غریب آدمی رہتا ہے تو جتنا وہ ان کے ساتھ رہتا ہے اپنی غربت اور افلاس پر حسرت بڑھتی جاتی ہے دیکھتا ہے کہ اہل ثروت گاڑیوں میں پھرتے ہیں، بے دریغ نوٹوں کو خرچ کرتے ہیں اچھے سے اچھا کھاتے ہیں، بہترین مکانات بنواتے ہیں یہ دیکھتا ہے اور اپنے افلاس پر حسرت بڑھتی جاتی ہے مگر یہ اہل اللہ ایسے رئیس ہوتے ہیں کہ ان کی صحبت میں رہنے والوں تک ان کی دولت منتقل ہوتی رہتی ہے اور ان کی دولت میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور صحبت میں رہنے والا بھی اس ایمان اور روحانی دولت سے مالا مال ہوجاتا ہے، حضرت کا یہ ملفوظ حضرت والا پر سب سے زیادہ صادق آتا تھا حضرت والا کی صحبت میں رہنے والے میں سنت کا اتباع، قرآن حکیم سے عشق، حرمین شریفین کی زیارت کا شوق، منکر پر نکیر اور ملت کی اصلاح کے سلسلہ میں دردمندی کی دولت منتقل ہوتی جاتی تھی۔

اللہ کے اس محبوب بندے کی ایک ایک ادا ایسی تھی کہ اس پر دفتر کے دفتر لکھے جائیں، اس حقیر نے حضرت والا کے سانحہ وصال پر اپنا غم غلط کرنے اور اپنے دل کی تسکین کیلئے یہ چند سطریں سپرد قرطاس کی ہیں شاید اس نفس قدسی کے ذکر سے اس حقیر کے باطن کے ظلمات کو کچھ جلا ملے اور محبوب رب العالمین کے ذکر سے کوئی رحمت کا جھونکا اس سیہ کار پر بھی ہوکر گذر جائے۔

☆☆☆

غم کے آنسو

حضرت مولانا رئیس الدین صاحب، استاذ حدیث مظاہر علوم وقف سہارنپور

ہندوستان کی مشہور و معروف برگزیدہ شخصیت، مظاہر علوم وقف کے عظیم فرزند، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حقی ہردوئیؒ کا حادثۂ وفات "موت العالِم موت العالَم" کا مصداق ہے، اس آفتاب عالم تاب کے غروب ہونے سے نہ صرف اہل مظاہر سوگوار ہیں بلکہ عالم اسلام غمگین وحزین اور بحر الم میں غرقاب نظر آرہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا ایسے در یتیم اور گوہر نایاب سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئی جو سلسلۂ تھانوی کا آخری چشم و چراغ اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے بیش قیمت علوم و معارف کا سچا وارث وامین تھا، یہ سانحہ ملت اسلامیہ کے لئے ایک کرب انگیز اور دردناک حادثہ ہے اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے، اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر مبارک کو نور سے منور فرمائے اور ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

حضرت محی السنہؒ اپنی زندگی کے آخری سانس تک قرآن وحدیث کی خدمت اور انتہائی جد وجہد کے ساتھ احیاء سنت فرماتے رہے، ان کی رحلت سے جو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے بظاہر اس کا تدارک مشکل ہے۔

آپ کی تعلیمات جو حقیقت میں سنت نبویہ کی دوسری تعبیر ہیں رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے مشعل راہ اور اکسیر ہدایت ہیں، جن سے بندگانِ خدا نور بصیرت اور راہ ہدایت حاصل کرتے رہیں گے، یہ تعلیمات آپ کے لئے باقیات صالحات شمار ہوں گی۔

یوں تو حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ذات بابرکات میں بے شمار کمالات و خوبیاں ودیعت رکھی تھیں مگر اتباع سنت اور قرآن کریم سے محبت وعشق آپ کی طبیعت کا خاص عنصر تھا، وہ ہمہ وقت قرآن وسنت پر مرمٹنے کے لئے تیار رہتے، اپنے مریدین ومتوسلین میں بھی یہ جذبہ بھر دینے کی بھرپور کوشش فرماتے، آپ کے فیض صحبت سے ہزاروں گم گشتہ راہ متوسلین منزل مقصود تک پہنچ گئے۔

ابتداء آفرینش ہی سے اللہ رب العزت نے آپ کی پاکیزہ طبیعت میں ورع وتقویٰ ودیعت رکھا تھا گویا آپ کی تخلیق جبلی طور پر ورع وتقوی پر ہوئی تھی غالباً یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی طالب علمی کی طویل مدت کے

دوران کبھی مدرسہ کے مطبخ سے کھانا پسند نہیں فرمایا، ہمیشہ اپنا کھانا خود اپنے دست مبارک سے تیار فرماتے تھے، لطافت طبع کی وجہ سے اُس دور میں بھی چھوٹے کا گوشت تناول فرماتے۔

اس فرشتہ صفت برگزیدہ انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا، حسن ظاہر اور حسن باطن دونوں ہی سے خداوند قدوس نے آپ کو حظ وافر عطا فرمایا تھا، دیکھنے والا چہرۂ انور کی طرف دیکھتا ہی رہ جاتا، وہ اپنی نشست میں شاہ وقت معلوم ہوتے، سنت نبوی کی تبلیغ واشاعت کے انوار وبرکات ان کی ذات عالی مرتبت میں جلوہ گر تھے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مستجاب دعاء ان کو لگی ہوئی تھی، ارشاد نبوی ہے

''اللہ اس شخص کا چہرہ سر سبز وشاداب فرمائے جو میری بات سنے اور دوسروں تک پہنچادے''۔

ان کے چہرے اور اَسار یرِ وَجہ پر یہ شادابی کور باطن بھی روز روشن کی طرح دیکھ سکتا تھا۔

آپ کی ذات ستودہ صفات میں نعمتوں کی قدردانی کا جذبہ بھی وافر مقدار میں موجود تھا، طالب علمی کے زمانہ میں والدین کی عطا کردہ جو لالٹین مظاہر علوم وقف میں رہ کر رات کی تاریکیوں میں علمی سفر جاری رکھنے کیلئے اپنے ساتھ لائے تھے اس کی ایسی قدر فرمائی کہ نو سال کے عرصۂ تعلیم میں وہ اس طرح محفوظ رہی کہ ہر روز استعمال کے باوجود اس کی چمنی ٹوٹنے کی بھی نوبت نہ آئی اور جب آپ نے فراغت کے بعد رختِ سفر باندھا تو وطن واپسی کے وقت متاع سفر میں یہ لالٹین بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود تھی۔

احیاء لیل اور شب بیداری کے بھی بچپن ہی سے عادی تھے، ایک زمانہ ایسا بھی گذرا ہے کہ اپنے استاذ حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور کے حکم کی تعمیل میں آپ کو تہجد میں بیدار فرماتے اور آپ سے مختصر المعانی کا درس لیتے تھے ''تتجافی جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعاً'' آپ پر بچپن ہی سے صادق آتا تھا، اسی دیرینہ عادت کا نتیجہ تھا کہ کئی سال تک جامع مسجد سہارنپور میں تشریف لے جاکر قاری عبدالخالق صاحب خطیب سے تصحیح قرآن تہجد کے وقت فرماتے اور اسی دوران اس بابرکت وقت میں مدتوں آپ نے موصوف سے تجوید وقرأت کا فن حاصل کیا اور ایک وقت وہ آیا کہ آپ اس فن کے امام کہلائے۔

حضرت محی السنۃ اصلاح وتربیت اور تزکیہ واحسان میں بھی بلند مرتبہ پر فائز تھے، آپ کا طرز حکیمانہ تھا، اس سلسلہ میں ہمعصروں میں آپ کا کوئی شریک وسہیم نہ تھا، آپ کے خورد وکلاں آپ کی صالحیت وصلاحیت کا نہ صرف اعتراف کرتے بلکہ شہادت دیتے تھے۔

حضرت اقدس مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ ''مولوی ابرار صاحب نسبت ہیں''

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا بھی زمانۂ طالب علمی سے آپ کی بزرگی کے قائل تھے وہ بھی آپ کو صاحب نسبت بتاتے تھے اور حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندوی سے تو بارہا سنا گیا کہ

''مولانا ابرار بچپن ہی سے صاحب نسبت ہیں''۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت مرشد الامت تھانوی نے ۲۲ سال کی عمر میں خرقۂ خلافت واجازت عطا فرما کر آپ کی بزرگی اور ولایت پر مہر تائید ثبت فرمادی تھی۔

حضرت محی السنۃ کے سبھی اساتذہ آپ سے محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے لیکن مرشد گرامی حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور بھی بہت محبت فرماتے تھے، مظاہر علوم میں طالب علمی کے دوران آپ نے حضرت ناظم صاحبؒ موصوف سے بھی بھرپور استفادہ فرمایا تھا۔

۱۳۹۹ھ میں جب حضرت ناظم صاحبؒ کا وصال ہوا تو اس وقت حضرت محی السنۃؒ بمبئی کے سفر پر تھے، اس سانحۂ عظیمہ کی اطلاع پا کر حضرت ہردوئیؒ نے اپنے تعزیتی مکتوب میں حضرت ناظم صاحبؒ کی شفقت وعنایت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ "حضرت موصوف کے شاگردوں میں ناکارہ رہا ہے اس کے باوجود حضرتؒ کی جو عنایات وشفقتیں اس ناکارہ پر تھیں وہ یاد آرہی ہیں"۔ (حیات اسعد ص۔۷۲۵)

۱۳۵۷ھ میں جب حضرت تھانویؒ علاج کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے، حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ خادم کی حیثیت سے ساتھ رہے، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے حضرت وصل بلگرامی مرحوم کی خواہش پر حضرت تھانویؒ کے ملفوظات قلمبند کرنا شروع کیا، حضرت محی السنۃؒ کو تعاون کیلئے ساتھ لگایا اور ملفوظات کی ایک معتد بہ تعداد جمع ہوگئی، حضرت وصل بلگرامی نے موقع کی مناسبت سے وہ مسودہ حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں پیش کیا جسے دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ

> "مولوی جمیل احمد کے قلمبند کردہ ملفوظات کی تصحیح تو آسان ہے لیکن مولوی ابرار الحق کے لکھے ہوئے ملفوظات کی صحت دشوار ہے، انہوں نے میرے الفاظ کو نقل نہیں کیا، یادداشت لکھ کر میری گفتگو کو بطور روایت بالمعنی کے اپنی عبارت میں لکھا ہے اور اسی وجہ سے الفاظ، مطلب واقعہ، غرض وغایت سب میں کچھ فرق آگیا، میرے لئے اس ضعف میں نئے سرے سے دماغ پر زور ڈال کر واقعہ کو سوچنا اور لکھنا غیر ممکن ہے، اس کے معلوم ہونے پر جس قدر مجھے پریشانی ہوئی وہ بیان میں نہیں آسکتی" (الفصل للوصل ص۔د)

مرشد گرامی مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتفاق سے انہی ایام میں تھانہ بھون تشریف لے گئے، وصل صاحب نے صورت واقعہ آپ کے سامنے رکھی، حضرت مناظر اسلامؒ چونکہ حضرت تھانویؒ کے مزاج شناس تھے اس لئے اس مجموعہ پر نظر ثانی منظور فرمالی اور رمضان شریف میں وہاں قیام کے دوران ملفوظات کو منقح کیا جو بات قابل تحقیق نظر آئی اس کو حیلے بہانے سے دوران گفتگو حضرت تھانویؒ سے معلوم کرتے رہے اور اس طرح تمام خامیوں کو دور کر کے وصل صاحب کے حوالے کر دیا، حضرت تھانویؒ نے دوبارہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے، مجموعہ پسند فرمایا اور مفتی جمیل احمد تھانویؒ کے جمع کردہ ملفوظات کا نام "جمیل الکلام" مولانا ابرار الحق کے جمع کردہ ملفوظات کا پہلا نام "نُزُلُ الْاَبْرَار" اور مناظر اسلام حضرت مولانا اسعد اللہؒ کی تصحیح وتنقیح

کے بعد دونوں حضرات کی رعایت سے دوسرا نام ''اسعد الابرار'' تجویز فرمایا اور استاذ و شاگرد کی منسوب یہ کتاب اسی نام سے شائع ہوئی۔

افسوس کہ یہ تاجدار علم و تقویٰ محی السنہ اُمت کو بلکتا ہوا چھوڑ کر اس دار فانی سے ہمیشہ کیلئے عالم باقی کی طرف روانہ ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے محاسن و کمالات لکھنے کیلئے ایک عظیم دفتر درکار ہے، مگر مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی ذات والاصفات ایک جامع کمالات شخصیت اور حیات نبوی کا جیتا جاگتا نمونہ تھی۔

مظاہر علوم وقف کے خوش بخت ناظم و مہتمم جناب حضرت مولانا محمد سعیدی حفظہ اللہ تہنیت اور مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے بروقت مادر علمی مظاہر علوم کے اس عظیم فرزند کی شخصیت پر ایک شاندار اور انتہائی وقیع ''خصوصی نمبر'' نکالنے کا فیصلہ کیا ہے جو ایک طرف حضرت والاؒ کے ساتھ اہل مظاہر کے بے پناہ محبت کا مظہر ہے تو دوسری طرف حضرت والاؒ کے مادر علمی کے ساتھ غیر معمولی دیرینہ ربط و تعلق اور قلبی لگاؤ کی بھی غمازی کرتا ہے۔

حضرت محی السنہؒ کی مادر علمی کی جانب سے یہ خصوصی پیش کش الفضل للمتقدم کے پیش نظر مظاہر علوم وقف کا ایک امتیاز ہے، جس سے حضرت والا کی شخصیت پر آئندہ منظر عام پر آنے والی کوئی پیش کش مستغنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

یہ جان کر مزید خوشی و مسرت ہے کہ حضرت والا کا نو سالہ تعلیمی ریکارڈ، حضرت کے چار نظامتوں کے نام لکھے گئے مکاتیب و خطوط اور دیگر وقیع مضامین اس خصوصی شمارے کی زینت بن رہے ہیں جن سے حضرت کی شخصیت کے مختلف گوشے اجاگر ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

یہ خدام شریعت ہیں جو مانند پیمبر ہیں
وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں

☆☆☆

اُن کی خوبیاں بے شمار اُن کی نیکیاں بے مثال

مولانا وصی سلیمان ندوی، مدیر ماہنامہ ارمغان پھلت، مظفر نگر

۷ارمئی ۲۰۰۵ء کو منگل کے دن پوری دنیا کی اسلامی بلکہ انسانی برادری میں یہ بات بڑے افسوس اور غم کے ساتھ سنی گئی کہ سید الابرار محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب اس دار فانی سے رخصت ہو گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شاہ صاحب ایک جلیل القدر عالم دین، ایک عظیم مربی، ایک روحانی راہنما، ایک غیرت مند مصلح اور سنت نبوی کے ایک دردمند پیامبر تھے، ان کی پوری زندگی اعلاء کلمۃ اللہ، دین کی سربلندی اور ایک ایک سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کے لئے وقف تھی، انہوں نے اپنی تحریر وتقریر کی صلاحیت ممبروں اور محرابوں کے اسٹیج، دینی مدارس کے پلیٹ فارم اور خود اپنے گرم انفاس سے اپنی زندگی کے آخری دم تک اشاعت دین اور احیاء سنت کا غلغلہ بلند رکھا اور اپنے عظیم تر روحانی ودینی سلسلہ کا حق ادا کر دیا۔

شاہ صاحب نے مظاہر علوم وقف سہارنپور میں اپنا تعلیمی سفر پورا کیا، جہاں ان کو حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی، حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی اور قاری سید صدیق احمد باندوی جیسے چوٹی کے مشائخ کی رفاقت حاصل ہوئی اور ان سبھی نے خدمت دین کی نسبت سے عالمی شہرت حاصل کی۔

اپنی تعلیمی زندگی ہی میں شاہ صاحبؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہو گئے تھے، اور برصغیر میں دین کی خدمت اور روحانیت کے فروغ کے لئے حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے خلفاء ومریدین کی جو کہکشاں سجائی تھی اس کا ایک تابندہ ترستارہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب کی ذات گرامی تھی۔

مظاہر علوم سے سند فراغ اور حکیم الامتؒ سے اجازت بیعت حاصل ہونے کے بعد انہوں نے شہر ہردوئی (یوپی) کو اپنی کوششوں کا مرکز بنایا اور حضرت تھانوی ہی کے نام سے منسوب ایک شاندار دینی ادارہ اشرف المدارس کے نام سے قائم کیا جس نے آگے چل کر حفظ قرآن، تجوید اور قراءت کی مثالی تعلیم کے لئے مرکزیت حاصل کی اور جس کا نظم وانتظام دینی مدارس کے لئے قابل تقلید نمونہ سمجھا گیا۔

اس مدرسہ کی روشن تاریخ حضرت شاہ صاحبؒ کی ذاتی محنت، تعلیمی امور میں ان کی مہارت اور ان کی بلند نگاہی کی دلیل ہے، حضرتؒ کا یہ مدرسہ حفظ وناظرہ اور دورۂ حدیث شریف کے ساتھ ساتھ دار الافتاء اور شعبہ

نشر واشاعت جیسے تمام ضروری ساز وسامان سے آراستہ ہے۔

اس کے علاوہ انہوں نے حضرت حکیم الامتؒ کی ایک اور تحریک مجلس دعوۃ الحق کا اپنی زیر نگرانی آغاز کیا اور اصلاح عقائد، اتباع سنت کی دعوت، شریعت سے وابستگی اور دینی تعلیم کا فروغ، اس کے بنیادی مقصد قرار پائے، شاہ صاحب نے اپنے اس اسٹیج سے مختلف دینی موضوعات پر اشتہارات ورسائل کی اشاعت اور وعظ وتبلیغ کے اسباب مہیا کرنے کے لئے علاوہ ایک سو سے زیادہ دینی مدارس ومکاتب قائم کئے اور ان کو منظم طور سے چلانے کے لئے اس کا ایسا زبردست انتظام اور دستور العمل وضع کیا جو ان کی دینی بصیرت اور ملی درد کا جیتا جاگتا ثبوت ہے ان مکاتب کے لئے مدرسین کی فراہمی، نصاب تعلیم کی تیاری، تعلیمی نظام کی بہتری، پورے نظام کے اخراجات کے مسائل، ان کے امتحانات، مدرسین کے تبادلے اور اس طرح کے درجنوں مسائل کا ایسا مرتب انتظام خود حضرت شاہ کی باخبری اور روشن ضمیری کے ذیل میں آتا ہے، اسی سلسلہ میں ان کا ایک قابل قدر کام مدرسین کی تربیت اور ٹیچر ٹریننگ کا انتظام بھی ہے جسے ہردوئی کی اصطلاح میں "تصحیح" کہا جاتا ہے، اس شعبہ میں چھوٹے بچوں کو پڑھانے کی عملی مشق کے علاوہ عوام الناس کے ضروری بنیادی مسائل سے آگہی کا پورا انتظام ہے اور ہندوستان کے دینی مدارس میں شاید یہ پہلا ادارہ ہے جہاں ٹیچر ٹریننگ کا باضابطہ انتظام کیا گیا ہے۔

دینی مدارس اور مکاتب پاور ہاؤس کی حیثیت رکھتے ہیں جہاں سے انسانی آبادی کو دین وعلم کی بجلی تقسیم کی جاتی ہے، شاہ صاحب کے اس ادارہ کا فیضان بھی اس کے اطراف وجوانب اور قرب وجوار میں مسلمانوں کے اندر دینی شعائر کی بحالی اور صحیح عقیدہ وعمل کی شکل میں دیکھا جاسکتا ہے۔

وہ ایک بلند پایہ شیخ طریقت اور روحانی مصلح تھے، ان کے ارادت مندوں اور مریدوں کا سلسلہ پورے عالم میں پھیلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے سلسلہ کو ایسی برکت عطا فرمائی کہ حضرت شاہ غلام علی مجددی اور شیخ خالد کردی کے بعد اس کی مثال ملنی مشکل ہے پوری دنیا میں ان کے سینکڑوں خلفاء اور پھر ان کے خلفاء کے خلفاء کا روحانی فیض جاری ہے، دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں ان کے مرید یا مریدوں کے مرید موجود نہ ہوں، ان کے ایک قابل قدر تنہا خلیفہ حضرت حکیم اختر صاحب کے خلفاء کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان کے مریدوں کی تعداد یقیناً لاکھوں میں ہوگی جن میں بڑے بڑے مشاہیر علماء اور وزراء شامل ہیں، ابوظہبی کے کئی شہزادے بھی ان سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے یقیناً یہ حضرت والاؒ اور ان کے سلسلہ کی عند اللہ مقبولیت کی بڑی دلیل ہے، ارادت وبیعت کے اس منصب سے بھی انہوں نے وعظ وارشاد اور اللہ کا نام سکھانے کی قابل ذکر جدوجہد کی اور اپنے مزاج کو مزاج شریعت اور اتباع سنت کے سانچہ میں اس طرح ڈھال دیا کہ ان کے خلفاء اور مریدین ومسترشدین کے علاوہ ان کے عام فیض یافتگان میں بھی اس کا اثر محسوس کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کا دینی مطالعہ بہت وسیع تھا اور وہ شریعت کے مزاج داں اور رمز آشنا تھے، اذان، نماز، قراءت قرآن، مساجد کی صفائی، تعمیرات کا ذوق اور لباس کی تراش وخراش ہر چیز سے ان کی اس خصوصیت کا اظہار ہوتا تھا۔

ان کا خاص وصف ان کی دینی غیرت اور حمیت تھی ان کے یہاں کسی خلاف شرع بات کا کیا ذکر، خلاف سنت وادب باتوں کا بھی گذر نہیں تھا، کسی کی سنت کی پامالی اور کسی اسلامی ضابطہ کی ناقدری دیکھ کر ان کی رگ حمیت پھڑک جاتی تھی اور وہ اس سلسلہ میں کسی ملامت کی پرواہ کئے بغیر اپنا فریضہ تبلیغ ادا فرماتے، وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امر بالمعروف کے سلسلہ میں تو بہت کام ہو رہا ہے لیکن نہی عن المنکر کے سلسلہ میں مسلمانوں کے قائدین میں بھی عام طور پر غفلت پائی جاتی ہے، شاہ صاحب امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کے بھی زبردست داعی اور مبلغ تھے بلکہ یہ چیز ان کی زندگی کی پہچان بن گئی تھی۔

ملت کے امراض پر ان کی گہری نظر تھی، وہ ایسے طبیب تھے کہ نبض پر ہاتھ رکھ کر اپنی دینی بصیرت سے امراض کی نشاندہی کر دیتے تھے اور ان کے علاج کے لئے فکر مند رہتے تھے، مثال کے طور پر وہ مدارس کے نظام خصوصاً امتحان کے سلسلہ میں بڑے فکر مند تھے، فرماتے کہ دورۂ حدیث شریف کے امتحان میں شامل محدث بننے والے طلبائے علوم نبوت کی نگرانی چوروں کی طرح کی جاتی ہے گویا سند کے قریب تک پہنچنے تک اہل مدارس کو ان کی دیانت داری پر اعتماد حاصل نہیں ہوسکا، اسی طرح قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے والوں پر دوسری بڑی کتابیں پڑھانے والوں کی برتری اور تفوق کو وہ قرآن کریم کی ناقدری قرار دیتے تھے اس طرح نہ جانے کتنے منکرات پر کھل کر نکیر کرنا اصلاح منکرات کے سلسلہ میں ان کا مجددانہ شان کا حامل کارنامہ تھا۔

ان کی خوبیاں بے شمار اور ان کی نیکیاں بے مثال اس مختصر سے مضمون میں ان کا احاطہ نہ تو ممکن ہے نہ ہی مقصود، اپنے اس عظیم محسن کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے یہاں ان کی خدمات کا ایک مختصر کا تعارف پیش کر دیا گیا ہے، زندگی کا قافلہ رواں دواں تھا اور ان کی دینی، ملی، علمی اور روحانی وعرفانی کا خدمات کا سلسلہ روز افزوں تھا اور بظاہر اس طویل سفر کے آثار نہیں تھے، لیکن اچانک ۷ ارمئی ۲۰۰۵ء کو عشاء کے وقت یہ روح فرسا خبر سننی پڑی کہ حضرت والا نے اس جہان فانی کو الوداع کہا اور اپنی جان، اس جان آفریں کے سپرد کردی جس کے دین کی سربلندی اور جس کے رسول کی سنتوں کی اشاعت کے لئے انہوں نے اپنا سب کچھ تج دیا تھا اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

☆☆☆

☆☆
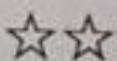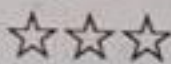
خوبیوں کا مجموعہ

مولانا محمد ناظم ندوی

حضرت محی السنۃ کا ہر ہر لمحہ ذکر الٰہی، فکر کائنات، احیاء سنت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے وقف تھا، امور شریعت فطری طور پر آپ سے صادر ہوتے، سفر میں، حضر میں، خلوت میں، جلوت میں نجی مجلسوں میں، عوامی جلسوں میں، انفرادی اور اجتماعی محفلوں میں زبان سے احکام الٰہی ہی صادر ہوتے، آپ کی اصلاحی کتابیں اور ملفوظات کے قیمتی ذخیرے جو اس بات کے غماز ہیں کہ ہر موقع پر آپ کا قلب وضمیر اور زبان وقلم، معرفت ربانی کے اسرار و رموز ہی بیان کرتے، زندگی کے ہر لمحہ کو جاوداں بنانے کیلئے انہوں نے خود کو وقف کردیا تھا، خاص طور پر علماء کے طبقہ میں بھی نہی عن المنکر اور منکرات پر نکیر سے جو تغافل پایا جاتا ہے، اس پر آپ خود عمل پیرا ہوتے، اور احباب کو اس کی برابر تلقین فرماتے۔

اتباع سنت، اصلاح معاشرہ کی فکر، اپنے متعلقین کی ایک ایک بات کی نگرانی، فساد و بگاڑ کے اسباب اور ان کا آسان حل اور امت کے علماء کو ان کی ذمہ داری اور فرض منصبی کی برابر تاکید فرماتے رہتے تھے۔ خصوصاً قرآن پاک کی عظمت واہمیت اور اس کی تصحیح پر تو آپ بہت اہتمام فرماتے اور اُس پورے خطہ میں آپ کی حسن توجہ اور شغف وانہماک سے صحت مخارج اور تصحیح قرآن کا مزاج و معیار بنا ہے، آپ نے بہت سے مکاتب قائم کئے اور قرآن پر توجہ مبذول فرمائی جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے آپ نے صحت الفاظ، صحت مخارج اور تجوید و ترتیل ہی پر توجہ نہیں فرمائی بلکہ اس کے اسرار و رموز، اس کے معانی و مطالب اور اس کے عالمگیر و آفاقی پیغام کو بھی بندوں تک پہنچانے کی بھرپور جدوجہد کی، اس کیلئے آپ نے پیادہ پا اسفار کئے، بیس بیس میل پیدل سفر کرکر کے امت کے سامنے اس کے پیغام کو عام وسہل انداز میں پہنچایا، اس کے لئے انتھک جدوجہد کی اور فرمایا کرتے تھے یہ گرد و غبار راہ حق میں جو قدموں پر لگ رہا ہے یہ قدم دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے ان مجاہدات نے ہی بعد میں فتوحات کا دروازہ کھولا ہے۔

اور بڑھی تاریکی......

مفتی محمد ارشد فاروقی

ہم بے بصیرت و بے بصارت کیا جانیں انوار کی حقیقت اور قدر و قیمت اور ظلمت سے نفرت، ان حقیقتوں کی معرفت تو کبار اولیاء روحانیت کے پیشواؤں کو ہوتی ہے جو کبھی کبھی بے اختیار ہو کر چھلک پڑتے ہیں۔

راقم حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ کی بافیض مجلس بے مثال میں بیٹھا ہوا تھا کہ بغیر کسی تمہید کے فرمانے لگے جب اللہ کے کسی ولی کی روح اس قفس عنصری سے اس عالم فانی سے پرواز کر جاتی ہے تو اندھیرا اور بڑھ جاتا ہے ایسا لگتا ہے کہ کسی اللہ کے دوست کا انتقال ہو گیا ہے۔

یہ الفاظ گویا غیر اختیاری طور پر زبان مبارک سے نکل آئے پھر گفتگو کا رخ بدل گیا، نماز مغرب پڑھی گئی کہ اتنے میں خبر دینے والے نے خبر دی کہ حکیم الاسلامؒ کے قدیم رفیق، رفیق درس، مشہور بہ حافظ صاحب کا کچھ دیر پہلے انتقال ہو گیا۔

عصر بعد کی مجلس میں جس حقیقت کا اظہار وقت کی سچی ترین زبان سے کیا جارہا تھا اس منور دل نے حافظ صاحب کے انتقال کے بعد پھیلی ظلمت کا مشاہدہ کر لیا تھا اور بے اختیار اس کا اظہار بھی فرما دیا تھا یہ ایک حقیقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **یقبض العلم بقبض العلماء**۔

۲۲ سال کے عرصہ میں چند ہی ایسے مواقع حسرت آئے جن میں حضرت حکیم الاسلام کی مجلس گہر بار حقیقت کشا نے دل و دماغ پر پڑے ہوئے پردہ کو اٹھا دیا ہو۔

آج جب تاریک رات میں موبائل کی گھنٹی بار بار بجنے لگی تو محسوس ہونے لگا کہ جیسے کسی کی موت کی دھن بج رہی ہے، کانپتے ہاتھوں سے بٹن دبایا تو خاموشی کے بعد آنے والی غم کی گھڑی کی خبر دی جارہی تھی ''حضرت ہردوئی کا انتقال ہو گیا'' یہ خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری جس جملے کی زبان عادی ہو گئی ہے وہ ادا ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ حقیقت ہے کہ ظلمت اور بڑھی وہ نورانی چہرہ چاند کی طرح دمکتا چہرہ غروب ہو گیا چاند تو ڈوبنے کے بعد نکل آتا ہے لیکن یہ چاند صرف اپنی چاندنی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور **حسن اولٰئک رفیقاً** کے دن ہی سب ملیں گے۔

مولانا ہردوئی کی شخصیت اس دور چشم پوشی و مصلحت بینی میں انتہائی مثالی اور جرأت و کردار کی مالک تھی وہ جہاں خود سنت کے عاشق زار اور عامل تھے وہیں وہ پوری قوت پورے عزم کے ساتھ سنت نبوی ﷺ کو اجڑی زندگیوں میں نافذ کرتے تھے اور پایۂ استقلال کبھی ڈگمگانہ پاتا۔

''دعوۃ الحق'' نامی انجمن عالی کو اس عالی مقصد کے لئے قائم فرمایا، (جو تھانویؒ کے زمانہ میں قائم تو ہو چکی تھی چل نہ سکی) امر بالمعروف نہی عن المنکر کو مستقل دو شعبے قرار دیتے اور فرماتے کہ اچھائی کا حکم کرنا آسان ہے لیکن برائی سے روکنا بہت دشوار ہے جب کہ قرآن کریم نے جہاں اچھائیوں کا حکم دیا ہے وہیں برائیوں سے بھی روکا ہے، جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو رک جاتے فرماتے دیکھو عزیزو! تمیں نیکیاں کمانے کا وقت آگیا ہے بائیں پاؤں سے جوتے نکالنا سنت ہے دایاں پاؤں مسجد میں داخل کرنا سنت ہے اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھنا سنت ہے چند سکنڈوں میں تیس نیکیاں ملیں گی جو کبھی فنا نہ ہونگی شروع کرو عزیز پیارو!

جب وہ مسجد میں تشریف لے جاتے اور قرآن کریم کے نسخے جزدان کے بغیر دیکھتے تو تڑپ اٹھتے جس طرح کوئی جوہری قیمتی ہیرے کو پڑا دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہے جب وہ سنتے کہ قرآن کریم پڑھانے والے استاذ کی تنخواہ کم ہے اور فارسی و عربی پڑھانے والے استاذ کی تنخواہ زیادہ تو بہت ناراض ہوتے۔

حضرت ہردوئیؒ کا خود ارشاد ہے کہ ہمارے مدرسہ میں بسا اوقات قرآن کریم پڑھانے والوں کی تنخواہ درس نظامی کی بڑی کتابیں پڑھانے والے اساتذہ سے زیادہ ہوتی ہے۔

مولانا ہردوئیؒ حضرت تھانویؒ کے ساختہ و پرداختہ اور تربیت یافتہ تھے، مظاہر علوم سہارنپور جیسے عالمی ادارہ کے سند یافتہ اور حضرت تھانویؒ کے اجازت یافتہ تھے، وہ زندگی کا ہر کام سلیقہ و نظم سے کرنے کے عادی تھے اور ان کے ہر عمل سے اس حدیث کی اشاعت ہوتی تھی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة اس طرح ان کی پوری زندگی پر احسان چھتری کی طرح چھایا ہوا تھا اور ردائے محبت تنی ہوئی تھی اب وہ آغوش رحمت میں ہیں۔

مولانا ہردوئیؒ کو قرآن کریم سے ایسا والہانہ عشق تھا کہ وہ خود عاشقانہ، والہانہ، فدائیانہ انداز میں تلاوت فرماتے کہ رگ و ریشہ میں اثر کر جاتی اور زندگی بھر ان کی کوشش رہی کہ قرآن کریم لوگ بھی صحیح و درست پڑھیں اور اس بارے میں قطعی فروگذاشت نہ ہو اس عالی مقصد کے لئے انہوں نے اندرون ملک و بیرون ملک ایسے مکاتب و مدارس قائم کئے جن میں قرآن کریم ترتیل کے ساتھ تجوید کے مطابق پڑھائے جائیں وہ نورانی قاعدہ غایت درجہ اہتمام کے ساتھ پڑھانے کا نظم فرماتے وہ تربیتی مراکز قائم کرتے، پورے ملک سے مدارس کے

قرآن پڑھانے والے اساتذہ کو اشرف المدارس ہردوئی بلاتے، چالیس روز کی تربیت کا نظم ہوتا اس طرح قرآن کریم صحیح پڑھنے پڑھانے کی تحریک چلائی جو آگ پانی کی طرح پھیلی، گجرات میں خاطر خواہ اثر ہوا، انگلینڈ اور افریقہ کے شہروں میں ننھے منے بچے ایسے اسلوب میں قرآن پڑھتے نظر آئے جیسے ان گنت ائمہ حرم شریم وسدیس امنڈ آئے ہیں۔

ہردوئی سے دور دراز علاقہ لونیا ڈیہہ پھولپور اعظم گڑھ کے مدرسہ شرقیہ میں ایسا اثر ہوا کہ ایک نوعمر طالب علم نے سعودی عرب کی جانب سے منعقدہ مسابقہ قرأت میں امتیازی نمبرات حاصل کر کے عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

ہم نے جو انتہائی اہم اور کسی درجہ میں غیر متوقع بات خانقاہ ابراریہ میں دیکھی وہ یہ تھی کہ تفسیر قرآن کا نظم وہاں تھا ہم حضرت کی مجلس میں حاضر تھے کہ خادم نے بتایا حضرت تفسیر کا وقت ہوگیا! حضرت رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بہت پابند تھے لیکن اس میں بھی لچک رہتی تھی، بیس منٹ تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ فوائد درس قرآن بیان فرماتے رہے فرمایا جب میں نے آیت وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا کی تفسیر بیان کی تو ایک طالبعلم آیا اور بتانے لگا ہم نے مختلف طلبہ کے بائیس سو روپے چرائے ہیں اب کیا کریں؟ اس نے والد کو لکھا، روپے آئے، سترہ سو روپے ساتھیوں نے معاف کردئے، پانچ سو روپے ادا کئے گئے۔

فرماتے قرآن کریم سے زیادہ اثر کسی چیز سے نہیں ہوسکتا، فرماتے تمام مساجد ومدارس میں درس قرآن کا نظم ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کی اصلاح ہوسکے۔

سیدنا امام مالکؒ نے فرمایا جس چیز نے امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح کی اسی سے آخر امت کی اصلاح ہوسکے گی البرکۃ مع اکابرکم برکت اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے میں ہیں جو لوگ بزرگوں کے نقش قدم سے ہٹ کر کوئی نئی راہ اپناتے ہیں وہی خوار وگمراہ ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں جب قرآن کریم کو مشکل ترین کتاب بتا کر صرف تلاوت کی حد تک محدود کردیا گیا ہے ایسے دور میں حضرت ہردوئیؒ کا درس قرآن کریم کی امت کو تلقین کرنا اپنے دور کی بیماری کی تشخیص کرنا بلاشبہ مجددانہ کام ہے۔

مولانا اپنی عملی زندگی میں نوافل ومستحبات کے پابند تھے اور فقہاء کے مشہور قاعدہ سد الذرائع پر سختی سے عامل تھے وہ چھوٹی چھوٹی سنت کو زندہ کرتے اور شہادت کی عظیم سعادت سے بہرہ ور ہوتے وہ آمبور (تملناڈ) گئے، لطیف ذوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے ہمارے یہاں بور پہلے آتے ہیں آم بعد میں، آپ کے یہاں آم پہلے ہے بور بعد میں، پھر جب وہ مولانا جعفر صاحبؒ مہتمم مدرسہ رفیق العلوم آمبور وخلیفہ حضرت کے مکان تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دستر خوان سجا ہے انواع واقسام کی نعمتوں سے لدا ہے بس کیا تھا خفا

ہوگئے اور فرمانے لگے یہ سنت کے خلاف ہے، اٹھاؤ دستر خوان! خدام نے دستر خوان اٹھایا پھر حضرت اپنے رفقاء کے ساتھ تشریف فرما ہوئے خدام نے دستر خوان بچھایا اور بسم اللہ پڑھ کر جنوبی پکوان سے لذت آشنا ہوئے۔

حضرت کا یہ جذبۂ فرواں انہیں سنت پر عمل کرنے اور کرانے کیلئے آمادہ رکھتا وہ عروس البلاد ممبئی میں قیام پذیر تھے، پردے کی اوٹ میں ایک نومنتخب خلیفہ کے کچھ بے تکلف احباب پوچھ رہے تھے آپ کیسے خلیفہ بن گئے حضرت کے؟ انہوں نے جواب دیا کبھی بزرگوں سے بھی غلطی ہوجاتی ہے، حضرت نے یہ جملہ سن لیا اور فوراً ان کو طلب کیا اور خلافت سلب فرمالی .... کس قدر ان کے قوئی کام کرتے تھے اور کتنے عالی ہمت تھے معمولی معمولی چیزوں کی گرفت فرماتے، اصلاح کے دروازے کھولتے، لوگوں کو برائی کے خدشات سے روکتے، اچھائی کی معراج تک پہنچاتے۔

حضرت ہردوئیؒ طلبہ کی تادیبی کاروائی میں بہت حساس تھے فرماتے تھے لوگ جب غصہ کا شکار ہوتے ہیں تو طلبہ کو ایسی سزائیں دیتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے، چہرہ پر مارنا سخت منع ہے ایسی ضرب جس سے نشان پڑجائے ممنوع ہے، حضرت ہردوئیؒ کے زیر اثر مدارس میں طلبہ کو مارنا ممنوع تھا۔

حضرت ہردوئیؒ کا ایک منٹ کا مدرسہ بہت مقبول و مشہور ہوا وہ فرماتے عصر بعد یا فجر بعد ایک منٹ میں نمازیوں کو ایک آیت ایک مسئلہ ایک سنت بتا دو رفتہ رفتہ معلومات کا ذخیرہ ہوجائے گا۔

ایک خاص بات یہ تھی کہ جتنی بار حاضری ہوئی ان کی محبت، ان کی توجہ اور ان کی عنایت بڑھتی اور حاضر ہونے والا گرویدہ ہوجاتا، اسے اپنے عیوب نظر آنے لگتے اور اصلاح کی طرف متوجہ ہوجاتا اور یہی ہے بزرگوں کی مجالس میں حاضری کا مقصد، مولانا اس دور میں حضرت تھانویؒ کے طرز پر اصلاح وہدایت کا کام کرنے والے یکہ وتنہا تھے، وہ بزم اشرفی کے آخری چراغ تھے، ایک عالم کو روشن کرکے وہ رفیق اعلیٰ سے جاملے اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت ضرور چھوڑی ہے جو اس روشن راہ کو روشن رکھنے کی کوشش کرے گی۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز

مولانا محمد اسلام الحق اسعدی مظاہری

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب حقیؒ ایک عالم ربانی مصلح اور عظیم روحانی پیشوا کی حیثیت سے پورے برصغیر کے باشندے جہاں کہیں آباد ہوئے (افریقہ انگلینڈ وغیرہ) وہاں مشہور ہوئے، ان کا طریق اصلاح عام تصوف سے ہٹ کر تزکیہ واحسان پر مبنی تھا۔

مولانا بین الاقوامی شہرت یافتہ ادارہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کے فارغ التحصیل تھے اور یگانہ روزگار نابغہ عصر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے تربیت یافتہ تھے اور مئے معرفت میکدۂ تھانہ بھون سے جی بھر کر پی تھی، انتہائی کم عمری میں اجازت وخلافت کے خرقہ سے نوازے گئے، حضرت تھانویؒ کا سب سے نمایاں وصف تصوف کا مجد دہونا تھا، یہ رنگ ان کے خلفاء اور تربیت یافتہ افراد پر چڑھا ہوا تھا اور یہ قافلہ صبغة اللہ سے رنگا تھا، مولانا تھانویؒ کے سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی اور اس کارواں کے آخری چشم و چراغ تھے۔

حق کے آواز ہ کو بلند کرنے کیلئے مولانا نے ''دعوۃ الحق'' نامی انجمن ہردوئی میں قائم کی، جس کا نصب العین لوگوں کو اچھائی کا حکم دینا برائی سے روکنا تھا، دعوت وتبلیغ کے میدان میں سرگرم افراد جانتے ہیں کہ امر بالمعروف آسان ہے اور نہی عن المنکر دشوار، جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ مولانا نے امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا غایت درجہ اہتمام زندگی بھر فرمایا اور اس باب میں وہ کسی کی رعایت نہ کرتے۔

دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس ۱۹۹۸ء کے موقع پر حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ سے دریافت فرمایا کیا اجلاس میں تصویر سازی ہوگی؟ اگر ایسا ہے تو یہ غلط ہے میں شریک نہیں ہوسکتا پھر وہ چلے گئے (یا معتکف رہے)۔

مولانا نے دعوۃ الحق کی شاخیں پورے ملک میں قائم کیں اس کے تحت مدارس و مکاتب بھی قائم کئے، ان کی نگرانی میں چلنے والے مکاتب کی تعداد سو سے زائد ہے، جن کی تعلیم کی نمایاں صفت قرآن کریم کا تجوید کی رعایت کے ساتھ پڑھانا ہے، نورانی قاعدہ بڑے اہتمام سے پڑھاتے اور پڑھواتے، دور دراز علاقوں میں کیمپ لگاتے، اذان واقامت کا صحیح طریقہ تلقین فرماتے، نماز کی عملی مشق کراتے، ان کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر کام سنت

کے مطابق کرتے، سلام ومصافحہ معانقہ، رفتار وگفتار، مسجد میں آنے جانے کی سنتیں یاد دلاتے، وہ خود بہت نرم گفتار شیریں گفتار، خوش پوشاک اور نستعلیق قسم کے انسان تھے، کسی ادا سے مشیخت اور امتیاز کا اظہار نہ ہوتا، وعظ کا اسلوب بھی بہت سادہ ہوتا، لیکن وعظ میں للّٰہیت روحانیت اور خالص یادِ خدا، ذکر آخرت، انابت الی اللہ اور اصلاح نفس، سنتوں کی تلقین، برائیوں پر تنبہ کا رنگ غالب رہتا۔

مولانا کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اصول وضابطہ کے بہت پابند تھے اور بنائے ہوئے معمول سے انحراف نہ کرتے، منٹ اور سکنڈ تک کا حساب رکھتے پر یہ ضرور ہے کہ مولانا کے یہاں اس معاملہ میں لچک بھی تھی۔

مولانا کے یہاں مدارس کے اساتذہ کی تنخواہ ضرورت کے مطابق دی جاتی تھی اور قرآن کریم کے اساتذہ کا بڑا احترام فرماتے اور انہیں نوازتے رہتے۔

مولانا کی اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اپنی تحریک سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے، آپ اعلیٰ درجہ کی فہم وذکاوت، قوی روحانیت اور تواضع وخاکساری کے حامل تھے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے خانوادے کے آخری عالم دین تھے اسی لئے حقی لکھتے تھے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

☆☆☆

تاریخ وفات حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

سال فوتش عیسوی مذکورۂ برجستہ ذیل انعام ایں یکدم نبشت
مولانا ابرار الحق عالی حسب ہردوئی بودہ در بہشت
۵ ۰ ۰ ۲ ء

ارتجالاً ایں سنہ ہجری فوت در ذیل انعام کردہ بیاں
مولانا ابرار الحق دائیٔ حق احق شد بہ بامِ جناں
۶ ۲ ۴ ۱ ھ

از: مولانا انعام الرحمٰن انعامؔ تھانوی ناظم نشر واشاعت مظاہر علوم وقف سہارنپور

جو میں نے دیکھا

مولانا محمد زکریا صاحب کیرانوی مظاہر علوم وقف سہارنپور

اس دنیا میں جو بھی آیا جانے کے لئے آیا، خالق کون ومکاں مالک ارض وسما کا قانون ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور کل شیء ھالک الا وجھہ اللہ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں، ہاں جو خوش نصیب اپنی ہستی حی وقیوم کے لئے فنا کر گئے ان کو موت کے بعد حیات جاودانی عطا کی جاتی ہے دنیا میں ان کا ذکر خیر باقی رہتا ہے اور وہ آخرت میں جنت کی لازوال نعمتوں اور سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ نے میرے شیخ حضرت محی السنۃ نور اللہ مرقدہٗ کو مقام قطبیت پر فائز فرمایا تھا، اصلاح مسلمین اور اعلائے دین کے حق میں ان کی قربانیوں کو حسن قبول سے نوازا، ہر طرف سے ان کی تحسین کی گئی ایک بڑی جماعت نے ان سے ایمان ویقین اور تزکیہ واحسان کی دولت حاصل کی، جو اُن سے اکتساب فیض نہ کر سکے وہ اس کی تمنا میں رہے آج وہ ان کے اوصاف واخلاق، تعلیمات وہدایات جاننے کے مشتاق ہیں۔

حضرت محی السنۃ اور ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کے نقش قدم کی پیروی کی جائے گی، ان کے نصب کئے ہوئے منارہائے نور سے رہنمائی حاصل کی جاتی رہے گی ان کے روشن کئے ہوئے علم وآگہی کے چراغ سے چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔

جامعیت واعتدال:۔ اتباع شریعت اور احیاء سنت آپ کا امتیازی وصف ہے اسی لئے آپ کو عالم قدس سے محی السنۃ کا لقب عطا کیا گیا اور آپ اسی لقب کے ساتھ مشہور ہو گئے، آپ اسم بامسمی ابرار تھے بلکہ اللہ نے آپ کو نکوکار اور ابرار واخیار کی سیادت وقیادت عطا فرما کر ایک خصوصی شرف وامتیاز سے سرفراز فرمایا تھا، نجابت وشرافت کے یہ آثار آپ کی ذات والاصفات میں بچپن ہی سے نمایاں تھے، ابتدائے آفرینش ہی سے گویا حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ کو سنتِ کی شیرینی اور اس کی چاشنی مرحمت فرمائی تھی۔ رفتہ رفتہ سنت کی یہ محبت عشق نبویؐ سے تبدیل ہو گئی اور اس کے صلہ میں آپ کو اوصاف نبوت میں سے وافر حصہ عطا کیا گیا۔

جامعیت واعتدال جو حضرات انبیاء کی شان ہے آپ بھی اس سے بہرہ ور ہوئے، تعلیم وتربیت حضرات انبیاء کا

وظیفہ ہے، آپ نے بھی اس کی طرف توجہ مبذول فرمائی، مجلس دعوۃ الحق سے وعظ وتقریر، پمفلٹ اور کتابچوں کے ذریعہ اصلاح امت کی فکر فرمائی، بیعت وارشاد کے ذریعہ عوام وخواص کی اصلاح فرمائی، تصوف کے نکات ورموز، شریعت وطریقت اور محبت ومعرفت کے اَسرار بیان فرماتے، کلمہ توحید اور اذان واقامت کی تصحیح بھی فرماتے، سنت کے مطابق نماز ادا کرنیکا طریقہ بھی تعلیم فرماتے، مشکوٰۃ شریف اور دورہ شریف کی تعلیم کے ساتھ ساتھ نورانی قاعدے اور قرآن پاک کی تعلیم کا معیاری نظم بھی آپ کی توجہ کا رَہین منت ہے، خدا کرے کہ یہ معیار تعلیم آپ کے بعد بھی باقی رہے۔

آپ زبان کے ساتھ عمل سے بھی تبلیغ فرماتے تھے، کھانے سے پہلے سنن طعام اور سونے سے پہلے سنن نوم کا مذاکرہ ہوتا، وضو کرتے وقت طلبہ کی نگرانی کی جاتی کہ سنتوں کے مطابق وضو کر رہے ہیں یا نہیں؟ جو سیکھا اس پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ بچوں پر شفقت کا عملی نمونہ یہ کہ تادیب ضربی قانوناً ممنوع قرار دیدی اور بڑوں کے اکرام کا عملی نمونہ یہ کہ جب تک علماء کو غیر علماء سے اور سفید ریش کو سیاہ ریش سے آگے نہ کر دیا جاتا مصافحہ نہ فرماتے، صبح کو آغاز تعلیم کے وقت دعا میں سب کھڑے رہتے، علماء اور سفید ریش حضرات کے لئے کرسیاں رکھنے کا حکم فرماتے اور بعد عصر مجلس میں ان کے لئے تکئے رکھوائے جاتے تھے۔

آپ کی توجہ دین کے تمام شعبوں کی طرف یکساں تھی کسی ایک شعبہ کی طرف زیادہ زور نہ دیتے تھے بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں استقامت اور مداومت کے ساتھ اتباع سنت کا حکم فرماتے تھے، حقیقت بھی یہی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی اور اپنی نجات کے لئے ضروری ہے کہ آدمی دین میں پورا پورا داخل ہو جائے اور ہر شعبہ زندگی میں سنت نبویہ کو حرز جان بنائے۔

اصول صحیحہ کے مطابق کام کرنا:۔ حضرت والا کے یہاں حدود کی رعایت بہت تھی، احکام شرع کو موہوم مصلحتوں کیلئے نظر انداز نہیں فرماتے تھے مثلاً بعد نماز عشا اعلان ہوتا تھا کہ سنتوں اور نفلوں سے فراغت کے بعد پانچ دس منٹ سیرت پاک سنانے کا معمول ہے، زیادہ ضروری نہیں جس قدر ہو سکے شرکت فرمائیں، اعلان کے الفاظ میں حدود کی کس درجہ رعایت کی گئی ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کی نماز میں خلل واقع ہو تو مسجد میں بلند آواز سے ذکر وتلاوت ممنوع ہے، حضرت کے یہاں مسجد میں اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا تو لاؤڈ اسپیکر بند کر دیا جاتا، ارشاد فرماتے بس اتنا ہی تو ہوگا کہ دُور والے نہیں سنیں گے قریب والے سن لیں گے، نمازی کی نماز میں خلل تو نہیں ہوگا۔

مسجد میں تعلیم قرآن کے بارے میں حضرت اس سے منع فرماتے تھے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینے والا مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دے، مجلس دعوۃ الحق سے ملحق ایک مدرسہ میں طلبہ مسجد میں پڑھتے تھے آپ نے ایک مدت مقرر

فرمادی کہ اگر فلاں وقت تک بچوں کے بیٹھنے اور پڑھنے کا انتظام مسجد سے علیحدہ نہ کیا گیا تو الحاق ختم کردیا جائے گا۔ مجلس دعوۃ الحق سے ملحق مدارس کے نظام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی۔

حضرت بار بار مجلسوں میں ارشاد فرماتے محض اخلاص کافی نہیں احکام شرع کی پابندی بھی ضروری ہے اگر کوئی شخص بعد نماز عصر بند کمرہ میں نوافل پڑھے تو اس کے اخلاص میں بظاہر کوئی شبہ نہیں مگر یہ نماز بجائے قرب الٰہی کے دوری کا سبب ہوگی کیونکہ بعد عصر نفل پڑھنا منع ہے۔

حضرت کے بیمار ہونے سے پہلے خدام کے ساتھ یہ ناچیز بھی بعد عشاء خدمت میں حاضر ہوتا ایک دن ارشاد فرمایا مولوی صاحب! ماشاء اللہ ہر طرف دینی جدو جہد ہو رہی ہے، یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کارکنان مخلص نہیں ہیں بہت بڑی تعداد مخلصین کی ہے مگر امت کی حالت نہیں بدل رہی ہے کیا بات ہے؟ خود ہی ارشاد فرمایا کام اصول صحیحہ کے مطابق نہیں ہو رہا ہے۔

حضرت کے یہاں اشرف المدارس کے علماء ومفتیان کرام پر مشتمل ایک علمی مجلس ہے، مہمان علماء اور مفتیان کرام بھی اس میں شرکت فرماتے تھے، زمانہ صحت میں حضرت بھی شرکت فرماتے، مسائل اور معاملات کی یہاں تحقیق ہوتی تحقیق کے بعد ہی معمول واصول مقرر کیا جاتا۔

اتباع واحیاء سنت :۔ معرفت خداوندی، عظمت الٰہی اور عشق نبوی کا اثر تھا کہ آپ ہر کام میں سنتوں کا اہتمام والتزام فرماتے آپ کے یہاں گویا ہر وقت سنتوں کا مذاکرہ ہوتا رہتا، اس سے ضروریت بشریہ بھی عبادت بن جاتی اور عبادت قبولیت کے قریب تر ہو جاتی، سنت کی تعریف ہے زندگی گذارنے کا وہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو امت کے واسطے نمونہ قرار دیا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تلاوت کی طرف اس سے بھی زیادہ توجہ فرماتا ہے جتنی تم میں سے کوئی اپنی گانے والی خوش الحان باندی کی طرف کان لگاتا ہے اسی لئے حضرتؒ کے یہاں تصحیح کلام پاک کا بہت اہتمام تھا، آداب تلاوت میں سے ایک یہ ادب بھی یاد کرایا جاتا کہ تلاوت سے پہلے یوں سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے سناؤ کیا پڑھتے ہو۔

آپ طلبہ وسالکین کو عبادت وغیر عبادت میں ہمیشہ سنتوں کے التزام، صحیح تلاوت قرآن پاک، ادعیہ ماثورہ کے اہتمام اور گناہوں سے اجتناب کی تاکید فرما کر واصل بحق فرماتے اسی طریقہ سے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو واصل بحق کیا اور یہ وصول الی اللہ کا قریب ترین راستہ ہے۔

امر بالمعروف اور نهی عن المنکر :۔ ایک طرف آپ معمولی معمولی باتوں پر حوصلہ افزائی فرماتے چنانچہ اشرف المدارس کے طلبہ یہاں مظاہر علوم میں دورہ میں داخل ہوئے اور آخر سال میں حضرت کو لکھا کہ الحمد للہ کوئی حدیث بغیر وضو نہیں پڑھی۔

ایک مرتبہ حضرت نے امانت ودیانت کی نصیحت فرمائی، بعض طلبہ نے مدرسہ میں پیسہ جمع کئے کہ ہم نے فلاں وقت دودھ بلا قیمت لے لیا تھا اس کی قیمت جمع کر لیں۔

اس قسم کے واقعات بار بار بیان فرما کر اتباع سنت وشریعت کی ترغیب دیتے اسی طرح آپ لغزش وکوتاہی پر روک ٹوک ضرور فرماتے، لحاظ ومروت سے مغلوب ہوتے نہ کسی ملامت کی پرواہ فرماتے اور چونکہ آپ کی تنبیہ حکمت وشفقت کے ساتھ ہوتی تھی اس لئے ناگوار بھی نہ ہوتی، جب کسی جگہ تشریف لے جاتے یا کسی کے یہاں مہمان ہوتے تو جو کوتاہی دیکھتے اس پر فوراً نکیر فرماتے، اس قسم کے واقعات بے شمار ہیں۔

ایک حادثہ کے موقع پر یہ ناچیز حاضر ہوا، سلام کے جواب کے بعد بڑے درد بھرے لہجہ میں فرمایا آئیے کیا واقعہ پیش آیا آپ کے ساتھ گویا حضرت کو مجھ سے بھی زیادہ تکلیف ہے، پھر لیٹے لیٹے معانقہ فرمایا اس کے بعد ناچیز نے دکھ بھری داستاں سنانی شروع کی اسی دوران عصر کی اذان ہوگئی میری گفتگو جاری رہی، حضرت کے چہرے پر فوراً ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا ٹھہر جائیے! اذان کی دعا کے بعد فرمایا باقی باتیں پھر ہو جائیں گی۔

بعد نماز مغرب بلوایا اور باقی بات سنی، منکر پر نکیر آپ کی طبیعت ثانیہ تھی، نہی عن المنکر کو بہت عام کرنے کی تاکید فرماتے، آپ کو اس کی بڑی فکر تھی، اکثر وبیشتر وعظ **کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر** سے شروع فرماتے اور نہی عن المنکر کی اہمیت بیان فرماتے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ عموماً فرماتے کہ نہی عن المنکر کیلئے ایک مستقل جماعت ہونی چاہئے، گناہ کبیرہ اور اس کے نقصانات یاد کراتے اور سنتوں کی طرح گناہوں سے بچنے کی تاکید بھی ہر روز فرماتے، اس کے نمونہ کے اسباق کتاب ''ایک منٹ کا مدرسہ'' میں جمع فرمایا جو بہت مقبول ہوئی۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی جدوجہد کو قبول فرمائے اور اپنی شایان بدلہ عطا فرمائے۔

☆☆☆

''جب مدرسہ کا کوئی استاذ بے اصولی کرتا ہے اور اپنی غلطی تسلیم کر کے تلافی نہیں کرتا تو اسے فوراً معطل کر دیتا ہوں یہ نہیں سوچتا کہ جب دوسرا مل جائے تب معطل کروں کیونکہ میں اس بے اصولی اور اس پر اصرار کو اس کی ممات سمجھتا ہوں کیونکہ حیات اصلی باقی نہ رہی، پس اگر استاذ کا انتقال ہو جائے تو اس وقت کیا کریں گے، اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انتقال ہو گیا پھر دوسرے استاذ کا کیا انتظار لیکن پہلے تو میں معطل کیا کرتا تھا اب یہ کرتا ہوں کہ مستقل سے عارضی کر دیتا ہوں کیونکہ معطل کرنے میں مفاسد زیادہ تھے اور استاذ کی سبکی تھی، پس مستقل سے غیر مستقل کر دیا جاتا ہے بے اصولی کے جرم میں استقلال ساقط پھر آنکھیں کھل جاتی ہیں''۔ (محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق حقیؒ)

’’شاہ ابرار الحق مظاہری‘‘

۲۰۰۵ء

ناصر الدین مظاہری

۱۸؍مئی ۲۰۰۵ء کی صبح راقم الحروف نے اپنے وطن لکھیم پور کھیری سے مدرسہ کے ایک کام کے لئے اپنے رفیق مولانا محمد عارف مظاہری (آپریٹر آئینہ مظاہر علوم) کوفون کیا، انہوں نے یہ جانکاہ خبر کلفت اثر سنائی کہ کل عشاء کے وقت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق حقی کا انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خبر کیا تھی گویا ایک بم تھا جو کانوں کے قریب پھٹ پڑا، ایسے وقت میں استرجاع پڑھنے کے علاوہ انسان کیا کرسکتا ہے، جانے والے کوکون روک سکتا ہے، اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔

اس المناک خبر کے سننے کے بعد راقم الحروف نے جمعیۃ علماء رامپور کے صدر مولانا عزیز النبی صاحب مظاہری سے فون پر گفتگو کی تو انہوں نے تفصیل بتلائی کہ

> ’’کل عشاء سے پہلے مختصر علالت کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا، ہم لوگ عیدگاہ میدان میں پہنچ رہے ہیں، ناظم صاحب (مولانا محمد سعیدی) پہلے سے یہاں موجود ہیں، نماز جنازہ عیدگاہ میدان میں اور تدفین خطہ صالحین میں ہوگی‘‘۔

حضرت محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ کیا تھے؟ ایک انسان تھے مگر ہزاروں انسانوں کی جانیں ان پر فدا......... ایک عالم دین تھے مگر علماء کی پوری جماعت ان پر قربان......... ایک روحانی بزرگ اور سلسلۂ تھانوی کے آخری چشم وچراغ تھے مگر اولیاء کرام کا پورا طائفہ ان پر فریفتہ وگرویدہ......... سچ فرمایا سرکار دوعالم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت کرنے لگتے ہیں تو فرشتوں، انسانوں اور دیگر مخلوقات کو بھی حکم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے محبت کریں۔

جو لوگ چشم بینا رکھتے ہیں وہ گواہی دیں گے کہ حضرت ہردوئیؒ کی رحلت سے پوری دنیا یتیم ہوگئی، ان کی ذات گرامی قحط الرجال کے اس دور میں بہت اہمیت کی حامل تھی ان کی موت پوری دنیا کی موت ہے، ان کا جانا ملت اسلامیہ کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔

جہل ولاعلمی کی گھنگھور گھٹاؤں میں حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ سیرت وسنت اور علم وروحانیت کا چراغ

لیکر نکلے ہندوستان کے مختلف گوشوں اور دور دراز خطوں میں ان کے ضوفشاں چراغ کی روشنی پہنچی، ہندوستان سے باہر ایشیاء اور یورپ کے مختلف ملکوں میں بھی حضرت ہردوئیؒ کی تعلیمات سے بھر پور فائدہ اٹھایا گیا جس علاقہ سے ان کا گذر ہوا سنتوں کی خوشبو دیر تک اور دور تک محسوس کی جاتی رہی، انہوں نے اپنی پوری زندگی کو سنت کے ایسے سانچے میں ڈھال لیا تھا کہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا، رفتار و گفتار وغیرہ ہر چیز میں سنت کی جھلک پورے طور پر محسوس کی جاتی تھی آپ کے قول و فعل ہی سے سنت کا پتہ لگالیا جاتا تھا، نیکیوں کا حکم اور برائیوں پر روک ٹوک میں وہ اپنے تمام معاصرین سے آگے رہے، منکرات وفواحش کے معاملات میں وہ کسی کی رعایت نہ کرتے تھے، اس سلسلہ میں احباب واغیار کا کوئی فرق ان کے نزدیک نہیں تھا، اچھائیوں کا حکم وہ ہر کسی کو دیتے تھے اور برائیوں سے روکنا اور انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے ہمہ دم وہمہ وقت فکر مند رہنا ان کا خاصہ تھا، سنت محمدیہ سے محبت اور اس کی ترویج واشاعت دیدنی تھی، خلاف سنت کوئی بھی کام دیکھ کروہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے، اسلام کی کلیدی اور بنیادی تعلیمات اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو وہ جس انداز میں بتاتے اور سمجھاتے تھے ان سے مخاطب گرویدہ ہو جاتا تھا۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی قائم کردہ تنظیم ''دعوۃ الحق'' جو ایک طویل عرصہ سے گمنامی کی زندگی گذار رہی تھی، حضرت ہردوئیؒ نے اس تنظیم کے احیاء کا بیڑہ اٹھایا اور اس کے ذریعہ ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

''دعوۃ الحق'' کے پلیٹ فارم سے حضرت تھانویؒ کی تعلیمات کی اشاعت، خانگی اور گھریلو معاملات کو دین وشریعت کے مطابق گزارنے کی تلقین، بچوں کو اسلامی وضع قطع اور نماز روزہ کی ہدایت، مسجدوں اور مدرسوں میں خانقاہی نظام کی داغ بیل، ہفتہ عشرہ اور ماہانہ وعظ وارشاد کیلئے مجلسوں کا انعقاد، دینی تعلیم پر زور، معروفات کیلئے ہمہ تن کوشاں، ضرورت کی جگہوں پر مکاتب کا قیام، مستورات کو دین کی اہمیت اور اسلام کی دعوت کیلئے مستقل نظم اور دین پر ثابت قدم رہنے کی ہدایت، مساجد اور مدارس میں ترجمۂ قرآن اور تفسیر قرآن کے حلقے قائم کرنے کی تلقین، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ، سوتے جاگتے اور اٹھتے بیٹھتے کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے مسنون دعاؤں کے پڑھنے کی ہدایت وہ ہر کسی کو دیتے تھے۔

ان کی تلخ اور ترش باتیں بھی لوگوں کو بھلی معلوم ہوتی تھیں اس لئے کہ ان کا ہر حکم اور ہر نکیر لوگوں ہی کی فلاح و بہبود کیلئے ہوتی تھی، ان کی ہر بات اور ہر ادا لوگوں کو اسلئے بھلی معلوم ہوتی تھی کہ ان کا قلب وضمیر سنت نبوی کے سانچے میں ڈھلا اور حب نبوی کے صاف وشفاف آب سے دھلا ہوا تھا، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تعلیم وتربیت اور ان کی نشو ونما نے ان کو کندن بنا دیا تھا، اساطین امت اور بزرگان کاملین بھی ان کا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیتے تھے، عوام وخواص کے ہر طبقے میں وہ ممدوح اور مکرم تھے۔

راقم الحروف نے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ کو حضرت ہردوئیؒ کا تذکرہ بڑے والہانہ اور عاشقانہ انداز میں کرتے ہوئے بارہا دیکھا ہے، کبھی کبھی تو حضرت فقیہ الاسلامؒ بعض چیزوں میں حضرت ہردوئیؒ کا حوالہ دیکر فرماتے تھے کہ مولانا اس سلسلہ میں بہت سخت ہیں۔

انہوں نے سیکڑوں چھوٹے بڑے کتابچے تصنیف فرمائے جس میں اپنے مشن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ سنت نبوی کی ترویج واشاعت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، ان کی کتاب "ایک منٹ کا مدرسہ" انسانی زندگی میں پیش آنے والے ہر موقع کی سنتوں کا بیش قیمت مجموعہ ہے۔

اس کے علاوہ بھی "مجالس ابرار" جو آپ کے مواعظ وملفوظات کا گرانقدر مجموعہ ہے، اس میں بھی انسانیت کی فوز وفلاح کے مضامین اور ارشادات کو آپ کے اجل خلیفہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ نے جمع فرمادیا ہے

آپ نے "اشرف النظام" "اشرف النصائح" "اشرف الاصلاح" "دافع الغم" "احکام تبلیغ" "اصول فلاح دارین" "اشرف الخطاب" "ارشادات" "امت کی پریشانی اور انحطاط کا سبب اور اس کا علاج" "اصول زریں برائے طلبہ ومدرسین" "اشرف الہدایات لاصلاح المنکرات" "اشرف التفہیم" "اذکار مسنونہ" "اصلاح الغیبۃ" اور مختلف عناوین پر چھوٹے بڑے سیکڑوں کتابچے یادگار چھوڑے ہیں۔

پورے ملک میں سیکڑوں دینی مدارس اور مکاتب کے بانی وسرپرست تھے جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ مصروف تعلیم رہے لیکن حضرت ہردوئی کے اخلاص وللہیت کی برکت اور حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے اصولوں کی بدولت کبھی مالی ابتلانہ ہوا، چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک بار آپ نے فرمایا کہ

الحمدللہ ہمارے یہاں دعوۃ الحق ہردوئی کی نگرانی میں تقریباً ۱۰۰ مکاتب ہیں اور چارسو اساتذہ وملازمین ہیں اور اب تک تقریباً پندرہ ہزار سے زائد طلبہ نے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا اور سولہ سو طلبہ نے حفظ قرآن پاک مع التجوید مکمل کیا ہمارے یہاں بعض حفاظ کی تنخواہ علماء سے زیادہ ہے، ہمارے یہاں تنخواہ کا معیار ضرورت اور حاجت پر ہے قرآن پاک کی صحیح خدمت کا اہتمام رہتا ہے، اس کی برکت سے کبھی مالی ابتلانہیں ہوتا حالانکہ ڈیڑھ کروڑ سالانہ کا خرچہ ہے۔

ہمارے یہاں حفاظ کرام کو جہری نماز ہو یا سری ہو، نمازوں کی امامت ہو یا تراویح پڑھانی ہو، تجوید اور قواعد کی پوری رعایت رکھنی ہوتی ہے، بعض حضرات جہری نمازوں کے لئے تو خاص طور پر قرات کے تمام اصولوں کی پابندی کریں گے اور سری نمازوں میں سب اصول ختم کردیتے ہیں، کیا یہ قواعد صرف جہری کیلئے خاص ہیں اگر یہ قرآن پاک کی عظمت کا حق ہے تو پھر ہر حالت میں اس کی رعایت ضروری ہے، تراویح میں تو عام ابتلا ہے کہ تیز پڑھنے میں تمام قواعد ہضم کرجاتے ہیں۔

اس زمانہ میں قناعت پسندی دور دور تک نظر نہیں آتی، ہمارے علما کرام بھی زہد اور قناعت سے دور ہوتے جارہے ہیں، دنیا اور دنیاداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے ہیں حالانکہ طبقۂ علما کو دنیا سے دور رہنا چاہئے تھا

دنیا ان کے پیچھے لگی رہتی لیکن جب انہوں نے دنیا کے پیچھے بھاگنا اور دوڑنا شروع کردیا تو دنیا ان سے بھاگنے لگی۔ حضرت ہردوئیؒ کو اللہ تعالیٰ نے زہد وقناعت کی وافر دولت سے نوازا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ نہ چندے کا انتظام، نہ سفراء کا بندوبست، نہ رسید بکیں، نہ فہرست چندہ دہندگان، پھر بھی سیکڑوں مدارس اور مکاتب کو اس خوش اسلوبی کے ساتھ چلاتے رہے کہ کبھی کسی مالی پریشانی کا سامنا کرنا نہ پڑا۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی سکھائے کس نے اسمعیل کو آداب فرزندی

حقیقت یہ ہے کہ جو مدرسہ بھی قناعت پسندی کا مظاہرہ کرے گا غیب سے اللہ تعالیٰ اس کی مدد اور نصرت کرے گا، یہی حضرت تھانویؒ کی تعلیمات تھیں اور یہی حضرت محی السنۃ کی تعلیمات رہیں اور آپ نے اپنے مرشد کی طرح اس پر عمل کرکے بھی دکھلا دیا۔

ان کی ایک پاکیزہ عادت یہ تھی کہ وہ قرآن کریم کے اعجاز واعزاز کو خوب سمجھتے تھے اس کے مقام ومرتبہ کا ہمہ وقت خیال رہتا تھا حتیٰ کہ ان کے مدرسہ میں آنے والی نئی دریاں اور نئی چٹائیاں پہلے حفظ اور ناظرہ کے درجات میں بچھائی جاتیں وہاں مستعمل ہونے کے بعد وہ چٹائیاں درجات عربی وفارسی میں بھیجی جاتی تھیں۔

ان کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ قرآن کریم کی تعلیم کے لئے بہترین قاری اور ماہر اساتذہ کا نظم کرتے تھے، ان کو معقول مشاہرہ دیتے تھے، حفظ اور ناظرہ کے بچوں پر خوب محنت فرماتے تھے، جس کا ثمرہ بھی ہر چشم بینا کو نظر آتا تھا کہ وہاں کے پڑھے ہوئے حفاظ وقراء کی دور دور تک مانگ تھی اور سند کیلئے یہ بتانا ہی کافی ہوتا کہ وہ ہردوئی کا پڑھا ہوا ہے، الحمدللہ ہردوئی کا پڑھا ہوا کہیں بھی ہچکچاہٹ اور مرعوبیت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہاں کا تعلیم یافتہ عموماً پورے مجمع اور پوری جماعت پر بھاری اور حاوی ہوتا ہے۔

پاکستان کے ایک دولت مند رئیس نے ہوائی جہاز کے ذریعہ حضرت ہردوئی اور ان کے تمام طلبہ واساتذہ کو بلانا چاہا، داعی کی خواہش تھی کہ حضرت مدرسہ سمیت پاکستان تشریف لے آویں، اس کے لئے پاکستان میں رئیس مذکور زمین دینے کو بھی تیار تھا لیکن حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کا حکم ہوا کہ یہیں ہندستان میں رہ کر دین کی خدمت کرو چنانچہ چشم فلک نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دین وشریعت کا وہ کام آپ کی ذات گرامی سے لیا جس کو ایک جماعت اور ایک طائفہ مل کر بھی شاید اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سرانجام نہ دے پاتا جس طرح حضرت محی السنۃؒ نے انجام دے دیا۔

آپ کی رحلت سے یوں تو سارا عالم ہی رنجیدہ وافسردہ ہے لیکن ہم اہل مظاہر کیلئے اسلئے زیادہ افسوسناک ہے کہ حضرتؒ یہیں کے پڑھے ہوئے اور یہیں کے فارغ التحصیل تھے، افسوس کہ مظاہر علوم اپنے اس فرزند گرامی سے محروم ہوگیا جس پر صرف مادر علمی ہی کو ناز نہ تھا بلکہ ان کے وجود باجود سے پوری دنیا کو ناز تھا۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

☆☆☆

معاون مدیر

حضرت ہردوئیؒ کا اصلاحی طریق

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بہت سی صفات حسنہ سے نوازا تھا وہیں منکرات پر روک ٹوک، معروفات پر خصوصی توجہ اور دین کی اہم اور پیچیدہ باتوں پر خصوصی دھیان دینے کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا، ایسی ایسی باریک باتوں پر گرفت فرماتے تھے کہ عموماً انسانی ذہن اس طرف نہیں جاتا۔

حضرت تھانوی آخری[1] خلیفہ محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں صفات سے نوازا تھا جو ان کے پیر و مرشد کے اندر موجود تھیں، آپ کے دل میں سارے جہاں کا درد مضمر تھا، وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے ہمیشہ فکر مند رہے، جن لوگوں کو دعوتی اور اسلامی و اصلاحی کاموں کا موقع ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ دعوت کے میدان میں امر بالمعروف سے زیادہ نہی عن المنکر کا کام مشکل اور کٹھن ہے، حضرت ہردوئیؒ نے اپنی پوری زندگی انہی دونوں کاموں میں صرف فرمادی۔

محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے بقول

"حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ کی نسبت جذب نے ان کو اپنا مجذوب بنا کر ان کی زبان کو اپنے پر کیف مواعظ سنانے کے لئے انتخاب فرمایا"

عارف باللہ ڈاکٹر عبد الحی صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ

"میرے محترم برادر عزیز مولانا ابرار الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی اوصاف سے نوازا ہے، ماشاء اللہ عالم، حافظ، قاری اور ہمارے حضرت والاؒ کے خلیفہ ہیں، موصوف نے تحصیل علوم درسیہ کے بعد اپنی ساری عمر اشاعت دین اور اصلاح امت کیلئے وقف کردی ہے اور بہت سے مدارس دینیہ بعون اللہ تعالیٰ قائم کئے ہیں اور نمایاں ترقی کر رہے ہیں اس کے علاوہ جگہ جگہ مواعظ اور ملفوظات سے بھی مسلمانوں کو مستفیض فرماتے رہتے ہیں ان کے ملفوظات میں ہمارے حضرت والا کا مذاق اور مسلک کا رنگ جھلکتا ہے اور "از دل خیزد بر دل ریزد" والا اثر محسوس ہوتا ہے"

---

[1] حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمؒ تھے، حضرت مولانا ہردوئی کو حضرت مولانا فقیر محمد جہلمؒ سے پہلے خلافت ملی تھی۔ بعض حضرات کا یہ تصور کہ ترتیب کے حساب سے حضرت ہردوئیؒ حضرت تھانویؒ کے آخری خلیفہ ہیں یہ غلط ہے۔ (ناصر)

حضرت بابا نجم احسن صاحب نگرامی جو حضرت تھانویؒ کے مجاز صحبت ہیں ان کا ارشاد ہے کہ

''محب عزیز صاحب جمال حضرات ابرار اور فدائے سنت سید الابرار علیہ السلام مولانا ابرار الحق صاحب متعنا اللّٰہ لہ بطول بقائہ کا دیدار برسوں بعد نصیب ہوا ان کے محاسن اور کمالات ذاتی کے علاوہ وہ وقت یاد آ گیا جب تھانہ بھون میں انہیں چٹکتی کلیوں یا گل نوبہار کی کیفیت میں دیکھا تھا اور یہاں جب گل وگلزار کی شان دیکھی تو طبیعت وجد میں آ گئی، بیان، حسن بیان، طرز بیان، جاذبیت، حسن ادا میں ناکارہ کیا بیان کر سکتا ہے۔

ع۔ بسیار شیوہاست حسیں را کہ نام نیست

کا معاملہ ہے پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ بزم اشرف کے اس آفتاب ضیاافروز کو دیکھ کے دل میں بے ساختہ یہ آیا کہ

ع۔بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

بیان اور حسن بیان سے قطع نظر ماشاء اللہ علمی وعملی شانیں اور آنیں یہی نہیں کہ خاص ابراری انداز رکھتی ہیں بلکہ ان کی نافعیت ان شاء اللہ یقینی ہے پھر ایک خاص شان یہ ہے کہ مصلحانہ انداز میں کوئی ضعف ورعایت نہ ہونے کے باوجود اس سے سرور اور نفع دونوں حاصل ہوتے ہیں''۔

حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے حضرت ہردوئیؒ کی فراغت کے بعد ان کے تقرر کیلئے مدرسہ جامع العلوم کانپور کے ارباب حل وعقد کے نام سفارشی مکتوب گرامی میں بہت کھلے لفظوں میں تعریف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

''بہت دیندار اور ذی استعداد...... حافظ وقاری...... تقویٰ وطہارت علم وعمل میں اپنے ہم عصروں اور ہم سروں میں بہت ممتاز ہیں''

اس گرانقدر مکتوب گرامی پر حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بھی تائیدی دستخط ثبت فرمائے تھے۔

فقیہ امت حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ احسن الفتاویٰ لکھتے ہیں کہ

''حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خاص شان اصلاح سے نوازا ہے اور پھر اصلاح امت کے کام کو ان کیلئے اس طرح دردِ دل بنا دیا ہے کہ اسکی مثال ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتی۔

رہبران قوم نے نہی عن المنکر کے فریضہ کو تو ایسا بھلا دیا ہے کہ گویا یہ حکم سرے سے شریعت میں ہے ہی نہیں اس سے بھی بڑھ کر منکرات کی مجالس میں علانیہ شرکت بلکہ اپنی مجالس میں منکرات کی کھلی چھوٹ دے کر عوام کو فتنۂ اباحیت میں مبتلا کر دیا ہے۔

میں اطراء فی المدح اور کسی کی مدح کے ضمن میں تنقیص غیر سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اصلاح منکرات کا جو کام حضرت مولانا ابرار الحق صاحب سے لے رہے ہیں وہ آج دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا پھر نہی عن المنکر کے جذبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حسن بیان اور ایسی شان جاذبیت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی نکیر باعث تنفیر نہیں بنتی بلکہ منکرات کا قبح قلوب کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے، یہ دل کی تڑپ اور اخلاص وقبول کی علامت ہے۔''

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا کہ

''اگر حق تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا لیکر آئے ہو؟ تو کہدوں گا کہ ''صدیق وابرار کو لایا ہوں''

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ نے فرمایا کہ

''مولانا ابرارالحق صاحب بڑے صاحب عزیمت داعی الی اللہ شیخ ہیں''

حضرت مولانا عاشق الٰہی مظاہری بلند شہری نے گواہی دی کہ

''آپ اپنے وقت کے اسمٰعیل شہید ہیں''

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ اگر چہ معاصر تھے لیکن جس طرح آپ کا احترام واکرام اور عقیدت ومحبت کا معاملہ کرتے تھے اس سے ہر دو بزرگوں کے علو مرتبت اور تواضع کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

امر بالمعروف کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہورہا ہے نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہیے دونوں ہی فرض کفایہ ہیں، آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں، جماعتی حیثیت سے اس کا کام بھی ہونا چاہیے۔

ایک بار دوران گفتگو سنت کا ذکر چل پڑا تو فرمایا کہ جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا ان پر فوراً عمل شروع کردینا چاہئے، جیسے کھانے پینے کی سنتیں، سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہوگا اور نور سے روح میں قوت پیدا ہوگی اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی، جو نفس پر مشکل ہے اور معاشرہ اور ماحول میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

اگر چائے میں مکھی گر جائے تو اپنی پیالی سے بھی نکال دیں گے اور بڑوں کی پیالی سے بھی نکال دیں گے اور اپنے دوستوں کی پیالی کو مکھیوں سے پاک کردیں گے، جسمانی مکھی سے تو اس قدر احتیاط اور ہمارے گھروں میں اور دوستوں کے اندر جو منکرات کی مکھیاں گھس رہی ہیں ان روحانی مکھیوں کے ساتھ ہمارا کیا معاملہ ہے؟ یہاں سب لوگ دوستی کا حق سمجھ کر خاموش رہتے ہیں، وہاں تو دوستی کا حق یہ تھا اور یہاں دوستی کا یہ حق ہے کہ بچہ دوزخ میں جائے مگر انگریزی بال اور جاندار تصویر سے نہ بچا جائے، سنیما اور تمام برائیوں سے روک ٹوک نہ ہو۔

کیسا یہ انقلاب ہے دیکھ کے دل کباب ہے
کہتے ہیں اب ثواب ہے سود اور قمار میں

آج کل بعض جاہل بے عمل اور بے نمازی پیروں نے قوم کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے، عبادات اور

معاملات میں صفر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور ولی اللہ بتلا کر قوم کو الو بناتے ہیں، ایسے حضرات کے لئے ہمارے حضرت ہردوئیؒ فرمایا کرتے تھے کہ غیر متبع سنت جو ہوا پر اڑنے والا ہے وہ استدراج میں بتلا ہے اور متبع سنت سے افضل نہیں ہوسکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ وزیر اعظم ہوائی جہاز میں اڑ نہیں سکتا مگر ایک پائلٹ جہاز اڑا کر وزیر اعظم کو بھی بٹھا کر سفر کرا سکتا ہے تو درجہ کس کا افضل ہے؟ بعض وقت ہوائی جہاز اڑانے والا غیر مسلم ہوتا ہے اور اس ہوائی جہاز پر بیٹھنے والے اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔

احقر کی ایک جگہ دعوت تھی بس ایک صاحب نے چالاکی سے فوٹو کھینچ لیا اچانک روشنی سے میں سمجھ گیا پہلے تو انہوں نے دھوکہ دینا چاہا کہ یہ روشنی جو ہوئی ہے کیمرہ کی نہ تھی، بجلی کا بلب فیوز ہوا، یا بجلی کا تار خراب ہوگیا، میں نے کہا کہ کیمرہ مجھے دیجئے میں نے اس پر قبضہ کیا اور کہا کہ پوری ریل اس کی میرے سامنے ضائع کرو، ورنہ میں اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور نہ اس وقت کھانا کھاؤں گا اور ابھی واپس جاتا ہوں، بس سب کا مزاج ٹھیک ہوگیا، ۳۲ روپیہ کی تمام ریل تباہ کی ہوگئی زندگی بھر کیلئے سبق مل گیا، آج روک ٹوک کی کمی سے برائیاں سیلاب کی طرح پھیلتی جارہی ہیں، ہم لوگوں میں منکرات پر نکیر اور روک ٹوک کی اہمیت باقی نہ رہی، اپنی اولاد کو ایک مکھی جو چائے کی پیالی میں پڑ گئی نگلنے نہ دیں گے لیکن گناہوں کے روحانی سانپ ان کے پیٹ میں داخل ہوجائیں سب گوارا ہے۔

میرے دوستو! اسباب رضا اختیار کیجئے اور وہ حق تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہے، اور اسباب رضا کی ضد سے بھی بچیئے اور وہ نواہی یعنی معاصی سے بچنا ہے، پھر دیکھئے کیا انعامات عطا ہوتے ہیں، حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

تجھ کو جو چلنا طریق عشق میں دشوار ہے
تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے
ہرقدم پر تو جو رہرو کھارہا ہے ٹھوکریں
لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے
سختی سے نہ ڈر ہاں ایک ذراہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں
کام کو خود کام پہنچادیتا ہے انجام تک
ابتداء کرنا ہے مشکل انتہاء مشکل نہیں

میں کہا کرتا ہوں کہ سنت کا راستہ اسہل، اجمل اور اکمل ہے مثلاً ہاتھ دھوکر کھانا یہ اجمل ہے، سامنے

سے کھاؤ یہ اسہل ہے، بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ کہہ کر کھاؤ تو یہ اکمل ہے کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوگا۔

پردہ کے سلسلہ میں حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی متشدد تھے، دوران گفتگو فرمایا کہ:

''لڑکوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے اور لڑکیوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہی نہیں ہوتی لیکن معاملہ کیا ہے کہ والدین لڑکوں کی آستین پوری بناتے ہیں اور لڑکیوں کی کہنی بھی کھلی رکھتے ہیں، کیا حال ہے؟ افسوس کا مقام ہے، اسی طرح لڑکا ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور لڑکی ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی مگر والدین کا کیا حال ہے کہ لڑکے کے سر پر موٹی موٹی ٹوپی اور لڑکی کے سر پر باریک دوپٹہ جس سے بالوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے اور اب تو یہ دوپٹہ بھی غائب ہو رہا ہے رُبَّ کَاسِیَاتٍ عَارِیَاتٍ اب تو ایسا باریک لباس لڑکیوں کا ہو رہا ہے کہ نام لباس کا ہے مگر درحقیقت ننگی ہیں افسوس کا مقام ہے۔

عورتیں اس قدر موٹا دوپٹہ استعمال کریں جس سے بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے ورنہ نماز بھی نہ ہوگی اور جتنے لوگ نامحرم اس کے بالوں کو دیکھیں گے سب کو جتنا گناہ ہوگا اتنا اکٹھا کر کے اس پر لاد دیا جائے گا، عورتوں کے ناخن پالش لگانے سے وضو صحیح نہ ہوگا اور جب وضو نہ ہوگا تو نماز بھی نہ ہوگی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں فرمایا کہ گھڑی خراب ہو جائے تو شہر میں جو سب سے زیادہ ماہر ہوگا اس کے پاس جاویں گے اور بچوں کی قرآن پاک کی تعلیم کے لئے سستا استاذ تلاش کریں گے، چاہے وہ کیسا ہی غلط سلط پڑھتا ہو رب قاری یقرء القرآن والقرآن یلعنہ بعض لوگ قرآن کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے، قرآن پاک کے لئے فن تجوید کے ماہر کو استاذ بنانا چاہئے۔

آج کل عموماً دوکاندار حضرات اپنی دوکانوں میں ٹی وی وی سی آر رکھتے ہیں جس سے خود تو گناہگار ہوتے ہی ہیں آنے جانے والے خریدار حضرات بھی اس گناہ میں ملوث ہو جاتے ہیں، اسی سلسلہ میں فرمایا کہ آج کل دوکاندار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دوکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے اس دوکان دار کی گردن پر ڈالا جاوے گا تب اس کو اپنی آمدنی کا حال معلوم ہوگا، زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے اور پھر گناہ کر کے خدا کی ناراضگی سے بڑھا رہے ہیں۔

تقریر فروش واعظین کی اس دور میں کمی نہیں ہے، سفر کی لاگت اور کرایہ لینے میں تو کوئی قباحت نہیں لیکن اس سے زائد لینا بہر حال غلط ہے، ہمارے حضرت ہردوئیؒ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جب کہیں وعظ کے لئے

کسی عالم کو دعوت دی جائے تو اہل علم کو یہ شرط لگالینی چاہیے کہ کوئی ہدیہ نقد یا کسی صورت میں ہوگا قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ معاوضہ کی صورت سے بچنا چاہئے اتبعوا من لا یسئلکم اجرا پر عمل ہونا چاہیے اور اس سے سامعین کو اتباع کی توفیق بھی ہوتی ہے جب اخلاص ہوتا ہے تو اثر بھی ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا کہ وعظ کی ملازمت تو جائز ہے جیسے امامت جائز ہے مگر وعظ پر اجرت ٹھہرانا اس طرح کہ نماز بعد وعظ کہوں گا اور پانچ سو روپیہ لوں گا یہ حرام ہے اس کی مثال تو ایسی ہوگی جیسے کوئی کہے کہ میں نماز ظہر پڑھاؤں گا مگر پچیس روپے لوں گا بس ایک وعظ پر روپیہ طے کرنا جائز نہیں ہے، مستقل ملازمت بوجہ حبس وقت فقہاء نے جائز فرمایا ہے۔

راقم الحروف نے اپنے استاذ فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ کو بارہا دیکھا کہ جب ان کو کسی جلسہ میں جانے کی ضرورت پڑی، کسی مدرسہ کی بنیاد کیلئے مدرسہ میں جانا ہوا یا کسی مدرسہ میں بخاری شریف کے افتتاح واختتام کیلئے جانے کی نوبت آئی اور اہل مدرسہ نے بند لفافہ پیش کرنا چاہا تو حضرتؒ نے اول تو اس کو لینے سے انکار فرما دیا اور زیادہ اصرار پر متعلقہ مدرسہ کی رسید منگوا کر رسید کٹوالی۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہیں کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

☆☆☆

اپیل دعائے مغفرت

علمی اور دینی حلقوں میں یہ خبر کلفت اثر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ جامعہ ہذا کے ممتاز وہونہار فاضل جناب مولانا وسیم احمد صاحب سنسارپوری شیخ الحدیث مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ ضلع سہارنپور کی بچی کا گزشتہ ماہ مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم مظاہر علوم (وقف) نے مولانا کے نام تعزیتی مکتوب میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔

ادارہ بھی مولانا موصوف سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

قارئین کرام سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی اپیل ہے۔

(ادارہ)

آہ! حضرت ہردوئی رح

حافظ محمد قاسم الواصفی مظاہری

ابرار شاہِ اشرفِ دوراں نہیں رہا
افسوس ہے کہ چشمۂ عرفاں نہیں رہا

ماضی ایسی ٹارچ ہے جس سے افراد، جماعتیں اور اقوام اپنا مستقبل روشن اور تابناک کرتی ہیں اور آئندہ کے لئے ترقی کالائحۂ عمل طے کرتی ہیں کسی نے سچ کہا کہ جو ’’اقوام اپنا ماضی یاد نہیں رکھتیں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جایا کرتی ہیں، لہٰذا افراد اور اقوام کو اپنی حیات کو دوام بخشنے کے لئے اپنے ماضی کو یاد کرتے رہنا ضروری ہے۔

ماضی کیا ہے؟ ماضی یہی ہے کہ اپنے پیش رؤں، بڑوں اور بزرگوں کی زندگی ان کی جہد مسلسل اور علمی روحانی چشمہ سے سیرابی حاصل کی جائے، اس طرح بہت سی الجھنوں کا انسداد ہو جاتا ہے، یہ خداوند قدوس کا اس امت پر بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے اس کے آغاز سے لے کر ابھی تک اس کا امتیاز علم سے اور ذہانت سے مزین رکھا، خود ہندوستان میں اس کی ایسی تابناک مثالیں ہیں جن کا اعتراف ہر چہار سو کیا گیا، اسلامی تاریخ میں ایسے افراد ملتے ہیں جنھوں نے وقت کے دھارے کو تن تنہا اس طرح موڑ دیا جس کی مثال دوسری اقوام کی تاریخ میں محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

انھی تابندہ پاک نفوس میں ایک معتبر اور مقدس نام محی السنۃ حضرت شاہ مولانا ابرار الحق صاحب رح کا ہے آپ کی زندگی کی شمع جس کی ۸؍ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷؍ مئی ۲۰۰۵ء بروز منگل تک جھلملاتی رہی، یکا یک موت کے ایک جھونکے سے ہمیشہ کے لئے گل ہوگئی، لیکن وہ اہل اسلام کی نگاہوں میں جگمگاتے رہیں گے، یادوں کی شمعیں کبھی گل نہیں ہوتیں۔

حضرت محی السنۃ علیہ الرحمہ کی شخصیت نہ صرف ہندوستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے موجب افتخار تھی آپ کا شمار دنیائے اسلام کے چند گنے چنے رہنماؤں میں ہوتا تھا، آپ کی ہستی میں خلوص وشفقت، عظمت ووقار حلم وعفو، عزم وہمت، عجز وفروتنی، صبر واستقلال غرض یہ کہ شریعت وطریقت کے تمام جوہر کچھ اس طرح یکجا ہوگئے تھے کہ ایک فرد میں ان خصوصیتوں اور کمالات کا اجتماع مشکل ہی سے ہوتا ہے، آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام کی زندگی کی خصوصیات کا نقشہ سامنے آجاتا تھا، غرض یہ کہ آپ کی ذات والا صفات اس آخری دور میں اپنے اسلاف کرام کی طرح مجموعہ کمالات تھی، آپ کی شخصیت مبارکہ میں خداوند قدوس نے مختلف تنوع واوصاف حسنہ کو سمیٹ کر رکھ دیا

تھا، آپ کی ذات بہ نفس نفیس انجمن بن گئی تھی، آپ بیک وقت بزم علم وعرفان کی شمع روشن اور محفل ارشادوہدایت کے صدر نشین، میدان علم کے شہ سوار، غرض علم وعمل کی جملہ خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ شخصیت آپ کا وجود گرامی بن کر رہ گیا تھا، اس ابر کرم سے ہر طالب تحقیق بقدر استعداد فیض یاب اور تشنہ کام معرفت بقدر ظرف وپیمانہ سیراب وشاداب ہوتا تھا لیکن حضرت محی السنۃؒ کی تواضع وفروتنی، انکساری وخاکساری، سادگی وبے نفسی ان سارے کمالات کے لئے پردہ پوش بن کر ظاہر میں نگاہوں کو دھوکہ ڈالے رکھتی تھی۔

آپ حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس مولانا اشرف علیؒ کی طرح سرگرم رہتے تھے، بسا اوقات آپ کی شخصیت عظیم کا سمجھنا دشوار وناممکن ہوتا تھا، علوم ومعارف کے وہ خزانے جو قدرت نے آپ کے اندر محفوظ کئے تھے اور تحقیق وتدقیق کے وہ جواہر عالی جو آپ کی فطرت میں ودیعت تھے بہت کم ظاہر ہوتے، بہت ہی کم چمکتے اور ان کی جودت نگاہوں کو خیرہ کرسکتی۔

حضرت علیہ الرحمہ کے انتہائی خلوص کی ایسی برکتیں کہ آپ کی سیدھی سادی باتیں بھی ہزاروں قلوب پر رقت طاری کردیتی تھیں اور دلوں کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھیں اور آپ کے ایک مخلصانہ اشارے پر انسان اپنی زندگی بھر کی بری عادتیں چھوڑنے پر آمادہ ہوجاتا تھا اور آپ کی مشفقانہ شفقت اس کی کایا پلٹ کر اس کو بہت جلد راہ راست پر لے آتی تھی، یہی انسان کے خلوص کی کھلی دلیل اور بین ثبوت ہے اور انسان کے علم وعمل کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اس کا اثر دوسروں تک پہنچے یعنی خود ایک آفتاب علم وعمل بن کر اپنی شعاؤں سے دوسروں کو بھی منور کرے اس کا مدار اس کی اپنی روحانیت پر ہے جب اپنے صحیح علم وعمل سے خود اس کے قلب میں روحانیت کا چراغ روشن ہوجاتا ہے تو پھر اس کا عکس مقابل پر پڑے بغیر نہیں رہتا اور اس کا ماحول بھی مستفید ہوجاتا ہے اور یہی ایک دلیل اور سند بن جاتی ہے اس کے صفائے قلب اور نورانیت روح کی جو ایک بیش قیمت انعام خداوندی ہے علم وعمل والے کے لئے اور یہی عنداللہ اس کی مقبولیت کی دلیل بھی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ آپ کے روحانی فیوض کی شعائیں آج بھی ہندوستان سے گذر کر دیگر ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں، گویا آپ جہاں ایک طرف علوم وفنون میں اس دور کے غزالیؒ ورازیؒ تھے تو دوسری طرف میدان طریقت اور خانقاہ تصوف کے جنیدؒ وشبلیؒ تھے، چنانچہ جس طرح آپ کے علمی فیوض سے فیض یافتگان کی تعداد بیشمار ہے اسی طرح آپ کے روحانی فیوض سے فیض پانے والوں کی تعداد شمار وحساب سے خارج ہے، وہ مریدین اور متوسلین جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں آپ کی ہدایات پر کاربند ہوکر سچے دیندار پابند صوم وصلوۃ اور ذاکرین کی یاد تازہ کررہے ہیں ان کی تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہے، جس نے بھی ایک دفعہ آپؒ کے دست مبارک پر سچی توبہ کرلی پھر اس کی زندگی کا رنگ ہی بدل جاتا تھا، حضرتؒ تشریف لے گئے لیکن ان کے انوار وبرکات سے تابنا کی ملتی رہے گی۔

نہیں ہے پیر میخانہ مگر فیضان باقی ہے
ابھی تک میکدہ سے بوئے عرفانی نہیں جاتی

ناصر الدین مظاہری.........

مظاہر علوم وقف کو جن لائق فائق فرزندوں اور سپوتوں پر ناز ہے، محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحقؒ کا نام نامی اس فہرست میں اپنی مخصوص شناخت رکھتا ہے۔

مظاہر علوم (وقف) کے ناظم فقیہ الاسلامؒ حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے محی السنۃ حضرت اقدس مولانا ابرار الحقؒ کی محبت وشفقت کئی وجوہ سے تھی۔

(۱) محی السنۃ حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحبؒ کے اساتذہ میں حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ کا اسم گرامی بھی ہے جو حضرت فقیہ الاسلامؒ کے والد ماجد تھے۔

(۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ کی مقدس نسبتیں جن سے حضرت فقیہ الاسلامؒ کو شاگردی کے علاوہ بیعت وارادت کا بھی تعلق تھا (۳) تیسری سب سے اہم وجہ مظاہر علوم سہارنپور کی نظامت تھی جو حضرت مولانا ہردوئیؒ کی مادر علمی ہے۔

جس وقت مظاہر علوم ہنگامی دور سے گذر رہا تھا اور کچھ شر پسند عناصر نے مدرسہ کے احاطہ دار جدید پر جابرانہ وغاصبانہ قبضہ کرکے مدرسہ کی اینٹ سے اینٹ بجانی چاہی اس وقت حضرت فقیہ الاسلامؒ کی ذات منبع برکات ایسی تھی، جس نے مظاہر علوم کے تشخص اور اس کے تقدس کو محفوظ ومامون رکھنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، بزرگوں سے رابطہ رکھا ان سے مشورے طلب کرتے رہے، دینی مدارس کی وقف علی اللہ والی حیثیت کو داغدار نہ ہونے دیا، اپنے موقف پر مضبوطی سے جمے رہے، بزرگوں کی تائیدات، اکابر کے مشورے، بڑوں کی رہنمائی، موقف کی سچائی اور حضرت مفتی صاحبؒ کے سوز دروں ہی کا نتیجہ ہے کہ حق واضح ہوا اور وہ لوگ جو اول اول مغالطہ اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے بعد میں حق واضح ہو جانے پر وہ بھی حضرت فقیہ الاسلامؒ کے موقف ''وقف علی اللہ'' کی تائید کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کو مقام بلند نصیب فرمائے، ان کا دل

شیشہ کی طرح صاف وشفاف تھا، اُس پر آشوب دور میں بھی جب حضرت فقیہ الاسلامؒ نے اپنے مکاتیب ومراسلات اور خصوصی نمائندوں کے ذریعہ رہنمائی وسرپرستی چاہی تو حضرت ہردوئیؒ نے نہ صرف دعاؤں اور مشوروں سے نوازا بلکہ اپنے بعض مکاتیب میں اپنی خصوصی توجہ اور دعاؤں کا بھی یقین دلایا اور فرمایا "اگر اہلیت شرط نہ ہو تو خدمت سے انکار نہیں"۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ چونکہ ایسے ادارہ کے ناظم ومتولی تھے جو حضرت ہردوئیؒ کا مادر علمی تھا پھر حضرت فقیہ الاسلامؒ استاذ زادے ہونے کے باوصف ایسے برگزیدہ حضرات کے پروردہ تھے جو اپنی ذات میں انجمن تھے اور انہی کے حسب ایماء وحسب الحکم منصب نظامت کو قبول کیا تھا ان بزرگوں میں قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ پیش پیش تھے اس لئے حضرت ہردوئیؒ نے حضرت مفتی صاحبؒ سے برابر تعلق رکھا، مدرسہ اشرف المدارس کے سلسلہ میں جب کبھی نئے اصول وقوانین بنانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت مفتی صاحبؒ سے رجوع کر کے مظاہر علوم کا دستور العمل اور آئین معلوم کیا، طلبہ کے داخلے کے قواعد اور ضوابط وغیرہ کی معلومات حاصل کرتے رہے، مظاہر علوم میں اپنے بعض شاگردوں اور متعلقین کو داخل کراتے رہے اور ان کے داخلوں کے لئے سفارشی خطوط بھی تحریر فرماتے رہے۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ نے ایک بار حضرت ہردوئیؒ کو مدرسہ مظاہر علوم کا سرپرست اور رکن شوریٰ بنانا چاہا تو حضرتؒ نے ازراہِ تواضع یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ

"مظاہر علوم ہمارا مادر علمی ہے اس لئے اس کا سرپرست بننا اچھا معلوم نہیں ہوتا البتہ جب کبھی یاد کیا جائیگا لبیک کہوں گا، مشوروں سے دریغ نہ کروں گا"۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ حضرت فقیہ الاسلامؒ سے بہت شفقت فرماتے تھے اور جب کبھی سہارنپور ومضافات میں آنا ہوتا تو مادر علمی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازتے تھے، حضرت فقیہ الاسلامؒ بھی بغرض ملاقات ہردوئی حضرت محی السنۃؒ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہوتے تھے، دونوں بزرگوں میں جو دیرینہ روابط اور قدیم مراسم تھے وہ دیکھنے کے لائق تھے، حضرت محی السنۃ کی حاضری پر حضرت فقیہ الاسلامؒ مسند اہتمام سے ہٹ جاتے تھے اور حضرت محی السنۃؒ سے درخواست کرتے کہ مسند پر تشریف رکھیں۔

ایک بار حضرت فقیہ الاسلامؒ کی عصر بعد مجلس جاری تھی اچانک حضرت ہردوئی مدظلہ' تشریف لے آئے مجلس میں شریک رہے اور چلتے وقت بطور ہدایت فرمایا کہ یہ معمول جاری رکھنا۔

بزرگوں کا احترام اور ان کی زیارت وملاقات سے حضرت فقیہ الاسلامؒ کو قلبی وروحانی سکون محسوس ہوتا تھا، ایک بار حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھیؒ علی گڑھ تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کی اطلاع حضرت فقیہ الاسلامؒ

کوسہارنپور میں ملی، تو صرف ملاقات کی خاطر سہارنپور سے علی گڑھ تشریف لے گئے، حضرت پرتاپ گڑھیؒ نے نہایت محبت وشفقت کا معاملہ فرمایا، آپؒ کی میزبانی اور آرام واستراحت کیلئے محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحقؒ کو مامور فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب کے آرام وراحت کا پورا خیال رکھیں اور حسب الحکم حضرت ہردوئیؒ نے بھرپور خیال رکھا۔

ایک بار حضرت فقیہ الاسلامؒ ہردوئی حاضر ہوئے تو حضرت محی السنۃ نے حضرت فقیہ الاسلامؒ کا کھڑے ہوکر معانقہ فرمایا اور ازخود پورا مدرسہ دکھایا، آرام وراحت اور طعام وناشتہ ہر چیز کا معقول نظم فرمایا اور نہایت اکرام واحترام کا معاملہ فرما کر بزرگوں کی یاد تازہ کردی۔

حضرت مولانا حکیم محمد عبد اللہ صاحب مغیثی مدظلہ ایک بار ہردوئی حاضر ہوئے تو حضرت محی السنۃؒ نے ان کے ساتھ بھی اکرام واحترام کا معاملہ فرمایا، کتب خانہ اور عمارات وغیرہ دکھائیں اور پھر ارشاد فرمایا کہ

''میں آپ کا اکرام واحترام اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ ایسی جگہ سے آئے ہیں جو حضرت اقدس حافظ حسین احمدؒ اجراڑوی اور ہمارے استاذ حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ کا وطن ہے''۔

حضرت محی السنۃؒ ایک مرتبہ بمبئی تشریف لے گئے فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسین صاحبؒ وہیں تشریف فرما تھے آپؒ کو حضرت ہردوئیؒ کی بمبئی تشریف آوری کی خبر ملی فوراً ملاقات کے لئے حضرت ہردوئیؒ کے پاس پہنچے وہاں مجلس چل رہی تھی، ہجوم زیادہ تھا حضرتؒ عام ہجوم میں بیٹھ گئے، کسی نے حضرت ہردوئیؒ کو اطلاع کردی کہ حضرت مفتی صاحبؒ تشریف لائے ہیں اتنا سنتے ہی حضرت ہردوئیؒ کھڑے ہوگئے پوچھا مفتی صاحب کہاں ہیں؟ فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسین صاحبؒ کھڑے ہوگئے تو حضرت ہردوئیؒ نے آپ سے فرمایا کہ

''آپ ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں آگے تشریف لے آئیں''

پھر بڑی گرم جوشی سے ملاقات ومعانقہ فرمایا، مدرسہ کے حالات معلوم کرتے رہے، برابر دعائیں دیتے رہے اور اخیر میں چلتے ہوئے اس دعا کے ساتھ روانہ فرمایا کہ

''اللہ آپ کی ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے''۔

حضرت اقدس ہردوئیؒ تھانہ بھون تشریف لائے، حضرت مفتی صاحبؒ کو اطلاع ملی تو تھانہ بھون تشریف لے گئے اور ملاقات وزیارت سے مشرف ہوئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت ہردوئی کو جنت الفردوس نصیب فرمائے، پوری دنیا میں یہی ایک تھانوی چراغ جل رہا تھا جس سے دنیا روشنی ٔ ہدایت حاصل کر رہی تھی۔

۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو جب فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا وصال ہوا تو

اگلے دن ۲۹ رمضان المبارک کو حضرت فقیہ الاسلامؒ کے برادر اصغر جناب مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہ کے نام اپنے تعزیتی مکتوب میں حضرت ہردوئیؒ نے گہرے رنج والم کا اظہار فرمایا، خط کا متن برکت کے لئے درج ذیل ہے۔

''مکرمی جناب مولانا اطہر حسین صاحب زید لطفہٗ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فون کے ذریعہ مکرمی جناب مفتی مظفر حسین صاحب کی رحلت کا علم ہوکر بہت ہی صدمہ وافسوس ہوا، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو مدارج عالیہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے، خبر ملتے ہی دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی سعادت ملی، مدرسہ میں بھی موجودین نے ایصال ثواب کیا اور دعائے مغفرت کی ایسے مواقع پر چند کلمات بسلسلہ تعزیت تحصیل ثواب کی غرض سے عرض کرنے کا معمول ہے چنانچہ مسطور ہے۔

(۱) اِنَّ لِلّٰہ ما اخذ وللّٰہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمیً فلتصبر ولتحتسب

(۲) بدوی بزرگ نے جو تعزیت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کی تھی وہ بھی تحریر ہے۔

خیرٌ مِّن العَبَّاسِ اَجرُکَ بعدہٗ ☆ وَاللّٰہُ خَیرٌ مِنکَ لِلعَبَّاسِ

(۳) ایسے مواقع کیلئے اکابر کی تعلیمات سے ایک مضمون مرتب کر کے شائع کر دیا گیا ہے ان کی دو تین کاپی مرسل ہیں، مفتی صاحب کے متعلقین کو سنوادی جاوے یا دیدی جاوے ان شاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا یعنی تخفیف غم میں مدد ملے گی۔ والسلام

ابرار الحق

مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

مطابق ۲۴ نومبر ۲۰۰۳ء بروز منگل''

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے انتقال کے بعد خانوادہ سعیدی کی روحانی سرپرستی اور رہنمائی فرماتے رہے، خطوط کا تسلسل، خیر وعافیت اور مزاج پرسی کا معمول اور اسی پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ جانشین فقیہ الاسلام حضرت مولانا محمد سعیدی کو اپنے مبارک سلسلہ میں بھی شامل فرمالیا (حالانکہ اس وقت بیعت کا سلسلہ موقوف فرما چکے تھے)

اسی طرح حضرت فقیہ الاسلامؒ کے بھتیجے عزیزی مولوی احمد یوشع اور حضرت فقیہ الاسلامؒ کے بھانجے عزیزی مولوی محمد ارشد میرٹھی سلمہما اللہ تعالی کو بھی ان کی درخواست پر اپنے دست حق پرست پر بیعت فرمالیا تھا۔

☆☆☆

اسفار ہردوئی

آپ کے قدموں میں پہنچا یہ مری معراج ہے
اپنے رب سے جا ملے یہ آپ کی معراج ہے

سفرنامہ ہردوئی

معراج اپنی اپنی

حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب، ناظم ومتولی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

آپ کے قدموں میں پہنچا یہ مری معراج ہے
اپنے رب سے جاملے یہ آپ کی معراج ہے

کئی روز کا تھکا ماندہ سفر سے واپس لوٹا تو فکر مطالعہ نے مجھے میرے اس کمرہ تک پہنچادیا جہاں میں اپنے سبق کی تیاری میں مصروف رہا کرتا ہوں مطالعہ کی میز پر ایک حسین وجمیل کارڈ دعوت نظارہ دے رہا تھا، کانپور سے مدرسہ کے کسی ہمدرد نے احقر کو اپنے یہاں منعقد ہونے والی کسی تقریب میں مدعو کیا تھا میں ان سے پوری طرح واقف نہ تھا، معلومات فراہم کرنے سے ان کی صحیح تصویر سامنے آگئی، گرمی کی شدت اور غیر معمولی روز بروز بڑھتی تمازت کی وجہ سے اتنے طویل سفر کا تصور سوہان روح بن رہا تھا، ساتھیوں نے بتایا کہ داعی موصوف مدرسہ کے ہمدرد اور فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے خاص متوسلین میں سے ہیں جس محبت سے انہوں نے آپ کو دعوت دی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ اس تقریب میں ضرور شرکت کریں میرے لئے انتظامی مصروفیات اور گرمی کی شدت مانع بن رہی تھی، ہر چند معذرت پیش کی مگر میرا انکار اور ساتھیوں کا اصرار بڑھتا رہا آخر ان کا اصرار میرے انکار پر غالب آگیا، سفر کی منظوری دیدی گئی چند روز بعد مجھے بتایا گیا کہ فلاں تاریخ میں سفر ہے ٹکٹ آگئے ہیں عجیب اتفاق کہ جس شب یہ سفر تجویز ہوا اسی رات ضلع بجنور کے ایک دیہات قصبہ ساہن پور میں ایک جلسہ پہلے سے تجویز تھا میری یہاں حاضری بھی انتہائی ضروری تھی اس جلسہ میں شرکت کے لئے اپنے مدرسہ کے اساتذہ پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ سفر شروع کردیا وقت مقررہ پر وہاں پہنچ کر مختصر سی شرکت کے بعد اہل جلسہ سے کانپور روانگی کی اجازت لے لی اور چند لمحات کے بعد نجیب آباد اسٹیشن پہنچ گیا، کچھ دیر انتظار کے بعد چنڈی گڑھ ایکسپریس پہونچ گئی جس کوچ میں ہمارا سفر تجویز تھا اس کے دونوں دروازے بند تھے بمشکل تمام کسی طرح اندر داخل ہونے میں کامیابی ملی، خیال تھا کہ اندر پہنچ کر اپنی سیٹ بالکل خالی آرام کے لئے پوری طرح فارغ ملے گی مگر اژدہام غیر معمولی، آدمی کے سہارے آدمی

لیٹا یا بیٹھا ہوا، ایک ایک برتھ پر کئی کئی سوار ہمدردی ومحبت کا عجیب مظاہرہ کررہے تھے، بھیڑ کی کثرت اور گرمی کی شدت سے دم گھٹا جارہا تھا، پیر رکھنے کی جگہ بھی نہیں تھی آرام چہ معنی دارد؟ تلاش بسیار اور غیر معمولی جستجو کے بعد دوستوں نے ایک برتھ لینے پر قدرت حاصل کی، دائیں بائیں، نیچے اوپر آدمیوں کا سیلاب اس پر مجبور کررہا تھا کہ شرافت کے ساتھ اپنی جگہ کھڑے رہیں، برتھ کا استعمال کسی بھی طرح ممکن نہیں استعمال تو درکنار اس قسم کی سوچ بھی ایک احمقانہ سوچ تھی، رفتہ رفتہ شب تمام ہوگئی صبح کو کلفت راحت سے بدلنے کا وقت آپہنچا خدا خدا کرکے ہماری ٹرین لکھنؤ کے اسٹیشن پر پہونچ گئی، ہم نے سکون کا سانس لیا، ضیق مسلسل سے چھٹکارا مل گیا پریشانی دور اور کلفت کافور ہوئی خدا کا شکر ادا کیا میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ آخر یہ سفر میں نے منظور کیوں کرلیا؟ سخت گرمی اور موسم کی حرارت وتمازت روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہوئے کیوں اس سفر پر مجبور ہوا؟ کیوں میں نے اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا؟ کیوں میں نے اپنے اوپر ظلم کیا؟ وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔

لکھنؤ! صرف یوپی کی راجدھانی ہی نہیں، تہذیب وشائستگی، نزاکت ونفاست، زبان وبیان اور اردو ادب کا گہوارہ بھی ہے، یہاں کی گرمی مشہور ہے، لکھنؤ پہنچ کر ہمیں بھی اس کی گرمی کا مزہ چکھنے کو ملا، کافی دور پیدل چلنے کی وجہ سے حالت خراب ہوگئی۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ شاید آج مجاہدہ کی تکمیل ہوجائیگی، بزرگان دین خانقاہوں میں کیسے کیسے مجاہدے کرتے ہوں گے اور کیسے راہ سلوک کی تکمیل ہوتی ہوگی۔

ہمارا منظر قابل دید تھا شاید زندگی میں پہلی بار ایسے مجاہدہ کی نوبت آئی ہوگی، پسینے سے شرابور ہم سب کسی طرح ایک ٹیکسی پکڑ کر کانپور کے لئے روانہ ہوگئے دوڈھائی گھنٹہ کا سفر طے کرکے ہم کانپور اپنے داعی کے مکان پر جاپہنچے۔

کانپور وہ تاریخی جگہ ہے جہاں ایک زمانہ تک ہمارے حضرت مولانا تھانویؒ اور مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ قیام فرما چکے ہیں مدتوں ان حضرات نے یہاں کے عوام کو علمی روشنی بخشی ہے، یہاں ایک قدیم ادارہ جامع العلوم کے نام سے موسوم ہے جو ان بزرگوں کی آماجگاہ رہا ہے، حضرت مولانا ہردوئیؒ دوسال تک استاذ اور آخر تک اس کے مہتمم رہے ہیں۔

داعی نے بڑے تپاک سے ہمارا استقبال کیا مختصر سے چائے ناشتہ کے بعد ہمیں آرامگاہ پہنچادیا گیا، یہاں کی گرمی بھی دید کے قابل تھی سب ساتھی پسینہ سے شرابور تھے لگتا تھا کہ عرفات کے میدان میں یا رمی جمرات کی بھیڑ میں تمتماتی ہوئی دھوپ پڑ رہی ہے اور ہم حصول اجر وثواب کی خاطر اس کو برداشت کئے جارہے ہیں یہاں ہماری مساعی عجب پرکیف منظر پیدا کررہی تھیں اپنے ایک دوست کا مقولہ بار بار یاد آرہا تھا کہ ”بزرگی قبل از وقت نقصان دیتی ہے“۔

ظہر بعد کھانا اور کھانے کے بعد آرام تجویز تھا مگر اس قدر گرمی اور سورج کی تمازت وحرارت میں آرام تو

کہاں میسر ہوسکتا تھا سارا وقت یاد الٰہی میں گذر گیا، دل بصد خوف اللّٰھم اجرنی من النار کی صدائیں بلند کرنے لگا، یہاں ایک حجرہ میں چند منٹ قیام کیا، جناتی اثرات محسوس ہوئے، ساتھیوں نے بتایا کہ اس رات میں یہاں قیام کرلیں تو ان شاء اللہ ہاتھ پاؤں دبائے جائیں گے اس حجرہ میں رات کو قیام بڑا مشکل ہے، امام صاحب سے جنات کی کشتی ہوتی ہے۔

شام کو تجویز شدہ نظام کے مطابق تقریب میں شرکت کے بعد جب اسی شام میں آرام کے لئے واپس لوٹ رہے تھے تو پورے شہر کی لائٹ گل نظر آئی گویا پورا شہر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، ادھر تاریکی اُدھر گرمی، دونوں اپنا پورا رنگ دکھارہی تھیں گویا دونوں مل کر قیامت کا منظر پیش کررہی تھیں، خدا یاد آرہا تھا یا خدا کے دوستوں کی یاد دل کو بہلارہی تھی، نیند نام کی کوئی چیز قریب کو پھٹکنا بھی گناہ تصور کررہی تھی، ہر مخلص وہمدرد، لاچار ومجبور نظر آرہا تھا در اصل مرضیٔ مولیٰ یہی تھی۔

اس تباہ کن حالت میں قدرت نے دستگیری کی اپنے ایک ولی کا خیال دل میں پیدا کیا گویا ہاتف غیبی نے آواز دی کہ جاؤ اگر اس سفر کو کامیاب بنانا چاہتے ہو تو میرے ایک دوست سے ملو، ادھر یہ ندا آئی اور اُدھر ہاتف غیبی نے اس کا نام بھی صفحۂ دل پر ثبت کردیا فوراً ساتھیوں سے مشورہ ہوا اور ایک طویل گفت وشنید کے بعد رائے بنی کہ صبح سویرے ہردوئی کے لئے روانگی اختیار کرلی جائے صبح بارہ بجے تک وہاں پہونچ کر حضرت والا ہردوئی سے شرف نیاز وملاقات حاصل کیا جائے یہ ارادہ عزم مصمم سے بدل گیا۔

حضرت والا ہردوئیؒ کو اطلاع کردی گئی کہ چند نا اہل خدام پر مشتمل ایک قافلہ مظاہر علوم وقف سہارنپور سے کانپور ہوتے ہوئے ہردوئی خدمت بابرکت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، دربار ولایت سے بصد اظہار ومسرت اجازت مل گئی، صبح سویرے، ہم سب ساتھی بذریعہ بس ہردوئی کی طرف عازم سفر ہوئے، بس تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی اور ہماری مسرت وشادمانی میں اضافہ ہورہا تھا، جوں جوں بس آگے بڑھتی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کامیابی وکامرانی ہماری طرف تیزی سے بڑھ کر ہمارے قدم چومنا چاہتی ہے کم وبیش پانچ گھنٹہ کی مسافت عجیب کیف ومسرت کے ساتھ پوری ہوگئی۔

خدا خدا کرکے ہم نے سرزمین ہردوئی پر قدم رکھا، ہماری تو آرزو پوری ہونے کا وقت قریب آگیا ایسا محسوس ہورہا تھا کہ ہم عنقریب باغ جنت میں داخل ہوا چاہتے ہیں، دست قدرت کے ترتیب دئے ہوئے اس نظام کے موافق بارہ بجے سے پہلے اشرف المدارس پہونچ گئے اسی وقت پہونچنے کی اطلاع بذریعہ فون دی گئی تھی۔

یہ حضرت والا ہردوئیؒ کا مسکن وقیام گاہ اور بہترین تربیت گاہ ایک عظیم کارخانہ اور شاندار مصنع ہے جہاں

رجال تیار ہوتے ہیں، احیاء سنت کی تربیت سے مالا مال افراد پیدا ہوتے ہیں، خانقاہی آداب کے موافق ہم لوگوں نے پہنچتے ہی تحریری طور پر اپنی آمد کی اطلاع کی، مستعد خادم فوری طور پر رقعہ لے کر خدمت بابرکت میں جا پہنچا۔

اِدھر دوسرے خادم سے ہماری گفتگو شروع ہوئی انہوں نے بتایا کہ

''آپ لوگوں کی آمد کی اطلاع سے حضرت والا بہت مسرور ہیں، آج صبح وہیل چیئر پر مدرسہ تشریف لائے سب چیزوں کا معائنہ فرمایا، مطبخ جا کر کارندوں کو کسی امر پر اظہار خفگی کے ساتھ ڈانٹا ڈپٹا، مجھے بلا کر پوچھا کہ سہارنپور سے ہمارے مہمان آرہے ہیں ان کے لئے کہاں نظم کیا؟ بتایا گیا کہ خصوصی مہمان خانہ میں! پھر خود تشریف لاکر اس نظام کو ملاحظہ فرمایا اور ہدایت جاری کی کہ دیکھو میرے مہمانوں کے اعزاز واکرام میں کوئی کمی نہ ہوجائے، مہمانوں کے آتے ہی فوراً مجھے اطلاع کی جائے''۔

یہ گفتگو جاری ہی تھی کہ خادم حضرت والا کا جواب لے کر آ پہنچا ہم سب کی نظر التفات اس کی طرف مرکوز ہوگئی، اس نے بتایا کہ

''حضرت والا نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ملاقات کے لئے میں خود حاضر ہو رہا ہوں''

یہ سن کر ہماری ندامت وشرمندگی کی انتہاء نہ رہی ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل	نسیم صبح یہ تیری مہربانی

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کجا ماؤ کجا زنجیرِ زُلفش	عجب دیوانگی اندر سر افتاد

حقیقت یہی ہے کہ رحمت وشفقت کا جو برتاؤ حضرت والاؒ کی جانب سے ہوا ہم ہرگز اس کے مستحق نہ تھے، یہ سب ان کی عنایت اور ان کا کرم تھا ورنہ۔ ع

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

اس وقت آنکھیں نم تھیں اور اپنی نااہلی کا احساس بحر فکر میں تلاطم خیز کیفیت سے دوچار تھا، کچھ دیر کے لئے ہم کھو گئے کہ حضرت والا نے یہ کیا پیغام بھیجا ہے، ذرا دیر بعد سنبھلے اور فوراً ایک رقعہ لکھ کر حضرت والا کی خدمت میں ارسال کیا کہ

''حضرت والا زحمت نہ فرمائیں جب حضرت کو فرصت ہو ہم خدام کو اطلاع ہوجائے ہم خود ہی شرف ملاقات حاصل کریں گے''۔

یہ عرض ومعروض کر کے ہم مطمئن ہوگئے، خیال تھا کہ کچھ دیر بعد حضرت یاد فرمائیں گے اس لئے بعض

ساتھی استنجا اور بعض غسل وغیرہ میں مشغول ہو گئے یکا یک ایک آواز آئی کہ۔

''حضرت یاد فرما رہے ہیں حضرت یاد فرما رہے ہیں''

جلدی جلدی فراغت پا کر ہم حضرت کی خدمت میں پہونچے سلام و دعا کے ساتھ معانقہ کا شرف بھی حاصل ہوا، لیٹے ہی لیٹے حضرت نے معانقہ فرمایا، ایک ساتھی نے جب بائیں طرف معانقہ کی جسارت کی تو فوراً حضرت نے تنبیہ فرمائی اور الیمین کا حکم صادر فرمایا۔

یہ بات اگر چہ پہلے سے معلوم تھی مگر حضرت والا کی تنبیہ نے اس پر مہر تصدیق ثبت فرمادی، اس تنبیہ کی بدولت یہ مشہور غلطی بھی رفع ہو گئی کہ معانقہ بائیں جانب ہونا چاہئے تا کہ دل سے دل مل جائے، حقیقت بھی یہی ہے کہ دل سے دل کا ملنا تو معانقہ کے مفہوم میں داخل ہی نہیں۔

حضرت والا نے انتہائی شفقت آمیز لہجے میں خیر و عافیت معلوم کی ہم لوگوں نے بھی شایان شان ادب واحترام ملحوظ رکھتے ہوئے یہی استفسار کیا جواب نعم میں ملا یہ چیز ہمارے لئے انتہائی مسرت کن تھی دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ حضرت والا کو صحت وسلامتی کے ساتھ قائم و دائم رکھے۔

کافی دیر تک گفتگو کا یہ مبارک سلسلہ جاری رہا، بوقت گفتگو حضرت والاؒ کے چہرے پر بشاشت کے اثرات نمایاں تھے، بیماری وغیرہ کا اثر قطعاً محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ دوران گفتگو حضرت والا نے اپنے یہاں خانقاہ میں جاری معمولات ترتیب سے بتانا شروع کئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

''جب آدمی کہیں جائے تو کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہیے، ہمارے یہاں پہلے مشکوۃ تک تعلیم کا نظم تھا اس کے بعد بچوں کو آپ کے یہاں دورہ کے لئے بھیج دیا جاتا تھا، مظاہر علوم میرا مادر علمی ہے وہاں یہ بچے چلے جاتے تھے، کچھ ساتھیوں نے درخواست کی کہ یہیں دورۂ حدیث شریف کا نظم ہو جائے تو طلبہ ادھر ادھر نہ جائیں یہیں تکمیل ہو جایا کرے گی ہم نے غور کے بعد اس کو منظوری دیدی۔

الحمدللہ دورۂ حدیث شریف کی تعلیم جاری ہے اس میں ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ جتنا سبق روزانہ ہو ہر بچہ اس سبق کی عبارت پڑھے، طلبہ تھوڑے ہیں اس لئے یہ پابندی کچھ مشکل بھی نہیں الحمدللہ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ جو طلبہ عبارت پڑھنا نہیں جانتے تھے، یا ان میں استعداد تو تھی مگر وہ ہمت نہ کرتے تھے، وہ بھی عبارت پڑھنے لگے۔

دورۂ حدیث شریف کے بھی طلبہ کو ایک ہی حجرہ میں رکھا جاتا ہے اور ماشاءاللہ سب طلبہ تہجد کے پابند ہیں''۔

گفتگو کرتے کرتے حضرت والا کی نظر گھڑی کی طرف چلی گئی، فوراً رکے اور فرمایا کہ

''کافی وقت ہو گیا ہے آپ لوگ کھانا کھائیں پھر شام کو بات کریں گے شام کو عصر بعد مجلس بھی ہوتی ہے''۔

اس افاضہ کے ساتھ فیضان خیر کا یہ سلسلہ اس وجہ سے رک گیا کہ حضرت والاؒ کو ہمارے آرام کی فکر تھی، آج ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت خاص امور پر تبادلہ خیال فرمائیں گے، قرائن وشواہد کچھ ایسی نشاندہی کر رہے تھے کہ

حضرت مظاہر علوم کے بارے میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں، ملاقات سے چند روز پہلے حضرت والاؒ نے احقر کے نام ایک مکتوب گرامی لکھ کر مظاہر علوم کے نظام سے متعلق کچھ امور دریافت فرمائے تھے، یہ آخری فکر دل کی دل ہی میں رہ گئی ہم خدام انتظار میں رہے اور وہاں صورت حال کچھ اور ہی ہوتی چلی گئی۔

عصر بعد ہم لوگ مسجد میں حاضر ہوگئے، نماز کی ادائیگی کے بعد مجلس میں حضرت والا کا انتظار ہونے لگا اچانک اطلاع ملی حضرت کی طبیعت علیل ہے دعا کریں، ایک شاعر رفیق صاحب (جو حضرت کے پاس پہلے سے حاضری دیتے تھے) آج بھی موجود تھے حضرت والا نے ان کو مجلس میں شعر سنانے پر مامور فرمایا، معمولات سے فراغت کے بعد انہوں نے سنت کی اہمیت پر انتہائی عاقلانہ بلیغ کلام سے حاضرین مجلس کو محظوظ فرمایا۔

مغرب سے ذرا دیر پہلے یہ مجلس ختم ہوئی، لوگ مغرب کی تیاری میں لگ گئے بعد نماز مغرب اطلاع ملی کہ حضرت کی طبیعت زیادہ علیل ہے، سب لوگ یٰسین شریف پڑھیں اور دعا میں مصروف ہو جائیں، فوراً سب نے جمع ہو کر یٰسین شریف کا ختم کیا، حضرت کی صحت کے لئے دعا ہوئی مگر اب صحت مقدر نہ تھی، پیمانۂ حیات لبریز ہو چکا تھا اس وقت خدام کی اضطرابی کیفیت قابل دید تھی اندر باہر جانے اور حضرت کی طبیعت کے بے قابو ہونے کا منظر عجیب تھا، بسیار جستجو کے بعد تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت والا کو خون کی قے ہوئی ہے اور اب ناک سے بھی خون آرہا ہے، حالت تشویشناک ہے غالباً دماغ کی کوئی نس پھٹ گئی ہے، خدام نے بساط بھر کوشش کی، فوری طور پر ڈاکٹر میسر ہو گیا، ڈاکٹر نے پوری کیفیت دیکھنے کے بعد لکھنؤ لے جانے کا مشورہ دیا، دیر تک مشوروں کا تسلسل رہا جس کی وجہ سے فوری طور پر رائے قائم کرنے میں تاخیر در تاخیر ہوتی چلی گئی۔

حضرت والاؒ فرماتے تھے کہ ''جہاں انتقال ہو وہیں تدفین ہونی چاہئے'' خدانخواستہ اگر انتقال لکھنؤ میں ہوا ہوتا تو وہاں تدفین کی شکل میں اہل ہردوئی آپ کے جسد خاکی سے بھی محروم ہو جاتے اور اگر حضرت کا جنازہ واپس ہردوئی لایا جاتا تو یہ شریعت وسنت اور حضرت محی السنہ کے مزاج کے خلاف ہوتا۔

جب ہسپتال لے جانے کیلئے وہیل چیئر پر بٹھا کر حضرت والا کو کار میں سوار کرنے کیلئے لایا گیا تو ادھر خون کا سلسلہ جاری تھا اور اُدھر لوگ حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے اللہ اللہ کی آواز سن رہے تھے جونہی حضرت والا کو ''کوالس'' میں سوار کیا گیا اور ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی تو زور سے ایک جھٹکا لگا ہمارا خیال ہے کہ بس یہی اوقات حضرت کی زندگی کے آخری لمحات تھے، اسی وقت یہ آفتاب عالم تاب ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا، تسلی کیلئے ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے معائنہ کے بعد حضرت کے انتقال پر مہر تائید ثبت کردی، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

ہیں یقیں مجھ کو کھڑے ہوں گے مقیمین ارم	بہر استقبال جنت میں قطار اندر قطار

انتقال پرملال کے فوراً بعد غسل کی تیاری شروع ہوگئی، بہت سے لوگوں نے غسل میں شریک ہو کر اپنی

سعادت پر مہر تصدیق ثبت کرانے کی کوشش کی مگر قدرت نے اس سعادت کیلئے پہلے ہی سے چند مخصوص افراد کا انتخاب کیا ہوا تھا، اس لئے باوجود بسیار کوشش کے دوسرے لوگ اس مبارک غسل میں شریک نہ ہو سکے جیسا کہ بتایا گیا کہ حضرت والاؒ نے بہت پہلے ہی وصیت فرمادی تھی کہ

''میرے غسل میں وہی لوگ شریک ہوں جو زندگی میں میری خدمت کرتے ہیں''

اسی دوران یہ اطلاع ملی کہ زیارت کا سلسلہ فجر بعد شروع ہوگا اور سب لوگوں کو زیارت کا موقع دیا جائے گا۔

اس اعلان کے مطابق فجر کے بعد زیارت شروع ہوگئی، نیاز مندان جوق در جوق امنڈ پڑے، جنازہ اٹھائے جانے تک یہ سلسلہ جاری رہا، راقم الحروف بھی شرف زیارت سے مالا مال ہوا، چہرے پر زردی کے آثار نمایاں تھے جس کو بعض آثار میں آثار مغفرت سے بتایا گیا ہے، موسم نہ صرف گرم بلکہ سخت گرم تھا، اس لئے ایسا محسوس کیا جارہا تھا کہ شرکاء جنازہ کو تکلیف پیش آئے گی، مگر اس شاہ وقت کا جنازہ جوں ہی اٹھایا گیا موسم خوشگوار ہوگیا، اور ہواؤں کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے محسوس کئے جانے لگے، قریبی راستہ پر نہ جاتے ہوئے مجمع کا رخ شارع عام کی طرف ہوگیا، انتہائی اعزاز واکرام کے ساتھ میر کارواں کی قیادت میں یہ کارواں عیدگاہ کی طرف روانہ ہوگیا، عقیدتمندوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر خراج عقیدت پیش کرتا ہوا وقار وسنجیدگی کے ساتھ تیزی سے آگے قدم بڑھارہا تھا، وہ منظر قابل دید تھا، ہر شخص پایہ تخت کو چھونا اپنے لئے باعث فخر وسعادت تصور کررہا تھا، وفور شوق میں ایک قدم آگے بڑھتا تو دوسرا قدم پیچھے ہٹ جاتا، دل گردے کو تھامے ہوئے خدام بلک بلک کر رورہے تھے، مگر حدود شریعت سے ذرا تجاوز نہ تھا۔

راستہ میں ایک جگہ کسی وجہ سے جنازہ کاندھوں سے اتار کر زمین پر رکھ دیا گیا اور خدام کی جانب سے بصد عجز و نیاز لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ ملا، تاحد نظر لوگ سڑک پر بیٹھے نظر آئے، حضرت والاؒ کا نظم وضبط آج بھی اپنی کرامت دکھارہا تھا۔

شارع عام سے گزرتے ہوئے ایک طویل سفر طے ہوجانے کے بعد قافلہ میر قافلہ کی قیادت وسیادت میں بالآخر عیدگاہ پہنچ ہی گیا، یہاں ذمہ داران کی جانب سے کچھ ہدایات جاری ہونے کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی، قاری امیر حسن صاحب نے امامت فرمائی اور بعدازاں خطۂ صالحین میں اس جسد خاکی کو سپرد خاک کیا گیا۔

سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

☆☆☆

یا غائبا فی الثری یتلی محاسنهٗ — اللّٰهُ یؤلیک غفراناً واحسانا
ان کنت جُرِعتَ کاس الموت واحدة — ففی کل یوم أذوق الموت ألوانا

کاروان مظاہر

ہردوئی تک

مولانا محمد ارشد فاروقی

رمضان المبارک کا مہینہ اور جمعہ کا دن تھا ابھی نماز سے فارغ ہوکر ہم لوگ حضرت مفتی مظفر حسین رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ جامع مسجد میں اعلان ہوا ہے کہ حضرت مولانا علی میاں کا انتقال ہوگیا ہے پوری مجلس سراپا حیرت واستعجاب بن گئی پھر استرجاعی کلمات نے غم ورنج کی گھنگھور گھٹا چھادی، عالم اسلام میں صف ماتم بچھ گئی، وہ طاب حیا طاب میتاً کے بھرپور مصداق ہوئے، رمضان کا مبارک مہینہ آخری بابرکت عشرہ جمعہ کا متبرک دن، خطبہ جمعہ سے قبل مستجاب ساعتیں قرآن کریم کی تلاوت کی زریں حالت، قلبِ قرآن سورہ یٰسین کا حسن انتخاب اور فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم پر حسن خاتمہ! قابل رشک رہا یہ مرنے کا انداز جس طرح قابل رشک تھا جینے کا اسلوب محیایی ومماتی للّٰہ رب العلمین کی ترجمان یہ زندگی یہ موت!

یہ پوری مجلس اس جتن میں لگ گئی کہ نماز جنازہ میں شرکت کس طرح ممکن ہو سو جتن کرلئے گئے کوئی شکل بن نہ سکی، حضرت مفتی مظفر حسینؒ نے تعزیت کیلئے ایک وفد رائے بریلی بھیجنے کا فیصلہ کیا اور خود عازم سفر ہوئے لیکن ان کی خرابی صحت ضعف طبیعت موسم کے انتہائی سرد ہونے کے باعث خدام نے بدقت روکا، بذریعہ کار یہ وفد مولانا محمد سعیدی کی سربراہی میں چلا جس کے شرکاء راقم کے علاوہ مولانا تحسینؒ، مولانا ریاض الحسن، مولانا احمد میرٹھی تھے.......... رائے بریلی پہنچ کر قبر کی زیارت اور فاتحہ کے بعد حضرت مولانا محمد رابع صاحب ندوی کی خدمت میں حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا تعزیتی مکتوب پیش کیا گیا.......... جب ہم واپس ہونے لگے تو دو راستوں میں سے ایک راستہ ہردوئی ہوکر ہمیں منزل مقصود تک پہنچاتا تھا لیکن کہر کی وجہ سے ہردوئی پہنچنے کے وقت کا تعین مشکل ہورہا تھا اور خانقاہ کے ضوابط رفقاء کو معلوم تھے اس لئے ہردوئی کی راہ پر چلنے میں دقت محسوس کی جارہی تھی کہ راقم نے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی اور خانقاہ فون کرکے معلوم کیا کہ ہم لوگوں کے پہنچنے میں کافی تاخیر ہوسکتی ہے کیا صدر دروازہ ہمارے پہنچنے کے بعد صبح سے پہلے کھل سکتا ہے؟ جواب ملا ضرور! راقم نے خانقاہی اصول وضوابط کے پیش نظر فون ریسیو کرنے والے کا نام نوٹ کرلیا.......... خدا خدا کرکے ہم ایک بجے کے قریب حضرت ہردوئی کی خانقاہ کے صدر دروازے پر پہنچے اور گاڑی کی آواز پر ہی دروازہ وا ہوگیا، صحن میں

ایک درخت کے نیچے دروازہ کھولنے والے نے کار کھڑی کرنے کا اشارہ کیا جب ہم کار میں سے نکلے تو اس رہبر کا دور دور تک پتہ نہ تھا زمین نگل گئی یا آسماں کھا گیا.......... ہر طرف سناٹا، سرد ہواؤں کے جھونکے قلب کی حرارت کو منجمد کرنے پر تلے ہوئے تھے کچھ دیر ہم نے انتظار کیا پھر رمضان وقرآن نے ہمیں مسجد کی طرف کھینچ لیا وضوخانے کے پاس فرض کے ساتھ بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کرنے کی سعادت ملی کچھ لمحات بدرجہ مجبوری سہی دعا ومناجات میں گذرے کہ خانقاہ کے معدہ مطبخ میں سے اٹھنے والی آواز نے ہمیں اپنی طرف اندھیرے میں اجالے کی طرح متوجہ کرلیا، آواز کی آہٹ پر قدم رکھتے گئے اور مطبخ پہنچ گئے، وہاں موجود خانساماں نے بتایا چند گھڑیوں میں ایک فربہ شخص آئیں گے وہ آپ لوگوں کے ٹھہرنے کا نظم کریں گے، ہم آپ کے لئے سحری تیار کررہے ہیں، دیکھتے دیکھتے ایک بھاری بھرکم شخصیت نمودار ہوئی ہمیں دیکھتے ہی وہ کہنے لگے ارے آپ لوگوں نے آرام نہیں کیا؟ جب صورت حال سے آگاہ ہوئے تو بہت معذرت کے ساتھ پہلے سے تیار شدہ کمرے میں لے گئے اور آرام کی سخت ہدایت فرمائی اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہم آخری وقت میں آپ لوگوں کو جگائیں گے تاکہ سحری کھاسکیں کمر سیدھی کرلیں، بہت زحمت ہوئی، ہم شرمندہ ہیں۔

پرتکلف دسترخوان کے فیوض سے فیضیاب ہوکر ہم نے پوچھا حضرت سے ملاقات کب ہوگی؟ بتایا گیا فجر بعد یا آٹھ بجے صبح.......... وہاں کے نورانی اور مجاہدے کے ماحول سے متاثر ہوکر ہم نے فجر کی تیاری معمول سے کچھ پہلے ہی کرلی اور مسجد جانے کے لئے نکل رہے تھے کہ قاصد آیا خوشخبری لایا حضرت! آپ لوگوں کو یاد فرمارہے ہیں! ہم مسرت سے جھوم اٹھے، دل کی کلیاں اس غم آگیں ماحول میں بھی چٹکنے لگیں، قدم اٹھنے لگے رفتار بڑھنے لگی اور یہ کارواں رواں دواں حضرت کی قیام گاہ خود حسن سلیقہ حسن تربیت کی مظہر تھی ہلکے رنگ کے قیمتی قالین بچھے ہوئے سفید گاؤ تکیے قرینے سے رکھے ہوئے خوبصورت مسہری نما پلنگ ایک کونے میں جس پر سفید چادر بچھی ہوئی جے پوری انداز کی ہلکی گلابی مائل بادامی رضائی پائنتی رکھی ہوئی ایک ننھی سی میز پر چند کتابیں ایک حمائل مرصع ایک شیشے کی الماری میں سے جھانکتے قیمتی خمیرے اور ضرورت کی دوائیں بالکل سیدھی لائن سے سجائی ہوئی پورے کمرے میں شمامۃ العنبر کی رچی بسی بھینی بھینی خوشبو جہاں ہمارے دل ودماغ کو معطر کرگئی وہیں یہ قیام گاہ مکین کے صاف ستھرے پاکیزہ عالی ذوق وافتاد طبع کی عکاس ہی نہیں منادی تھی، قیامگاہ پر اچٹتی نگاہ تو پڑ ہی گئی پر ہم ان حسین بھول بھلیوں میں نہ کھوئے اور رات کے آخری حصے کے بدر منیر کی پھیلی چاندنی میں نہا گئے آنکھ ایک لمحے کو جھپکنے کے لئے تیار نہیں، گنہگار سخت ہاتھ ایک سکنڈ کے لئے نیکوکار ریشم جیسے نرم ونازک اور پاکیزہ ہاتھ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں، ایسے عالم میں جو حضرت نے غیر متوقع طور پر معانقہ فرمالیا تو ایسا لگا کہ جیسے مثبت مقناطیس منفی مقناطیس پر اپنے اثرات منتقل کررہا ہو، حضرت علی میاں کے انتقال کے بعد جو

ایک یاس کی کیفیت تھی رجاء میں تشویش طمانینت میں، انتشار سکون میں، بدلنے لگا یہ روداد تو زیارت مصافحہ ومعانقہ کی رہی پھر حضرت مولانا علی میاں کی منقبت میں انتہائی وقیع تاثرات کا اظہار فرماتے رہے، ان کے فضل وکمال کا تذکرہ کرتے رہے، اچھی زندگی، اچھی موت پر اطمینان ظاہر فرمایا اور فرمانے لگے عزیزو! غم بہت بڑا ہے غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے، جس درجہ کا تعلق ہے اسی درجہ کا غم ہے، اس رنج وغم کی کیفیت میں بھی شریعت کی رہنمائی موجود ہے، ضرورت ہے استعانت بالصبر اور استعانت بالصلوۃ کی، صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ کی مدد غم ورنج کے مواقع پر مانگنے کا حکم ہے استعینوا بالصبر والصلوۃ ان اللہ مع الصّٰبرین، اپنا شمار صبر کرنے والوں میں کرائیے اور اللہ کی معیت کی دولت بے بہا سے مالا مال ہوئیے یہ رسم دنیا ہے ہر ایک کو راہیٔ آخرت ہونا ہے باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے وہ آج بھی ان ہی تمام صفات کے ساتھ ہے جن صفات کے ساتھ آج سے پہلے تھی اور ان ہی صفات کے ساتھ ہمیشہ ہمیش رہے گی۔

حضرت ہردوئیؒ کی اس تلقین نے راقم کو سنبھالا دیا اس پر کیف پرسوز ملاقات ومجلس کے بعد ہم مسجد فجر کیلئے چل پڑے، لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نماز ہوئی، ہم نے آرام گاہ کا رخ کیا ہی تھا کہ فرستادہ نے مژدہ جانفزا غیر متوقع طور پر سنایا حضرت یاد فرما رہے ہیں! ہم مسرت واطاعت کا مجسمہ بنے حاضر خدمت ہوئے۔

حضرت نے فرمایا آپ حضرات نے اس قدر بھیانک ٹھنڈک کے موسم میں سفر فرمایا اور اس خاکسار کے یہاں تشریف لائے تو دل چاہا ہمیں بھی آپ کے جذبات وقربانیوں کی قدر کرنی چاہیے، اصل وہ خصوصیات اور صفات اور وہ اعمال ہیں جو کسی کو بڑا بزرگ رہنما اور شیخ بناتے ہیں، شخصیات اللہ کے جاری وساری نظام کے مطابق جاں بحق ہو جاتی ہیں لیکن وہ اعمال وہ صفات وہ خصوصیات جن کو شخصیت سازی میں دخل رہتا ہے وہ باقی رہتی ہیں متبعین کو چاہیے کہ شخصیات کے لئے رفع درجات کی دعا کریں، استغفار کریں اور ان اعمال رفیعہ کو اپنانے کی امکانی کوشش کریں جن کی بدولت انہیں یہ مقام خاص ملا، فبھداھم اقتدہ کا یہی تقاضا ہے۔

عزیزو! حضرت مولانا علی میاںؒ کے سانحۂ ارتحال کا آپ پر بہت گہرا اثر ہے دل اس وقت نرم ہے، اللہ کی طرف متوجہ ہے، اس وقت اس کیفیت سے فائدہ اٹھاؤ اور اعمال صالحہ کی طرف مسابقت کرو پھر حضرت نے الیکٹرانک گھنٹی پر نگاہ ڈالی، مولانا محمد سعیدی اور راقم کے علاوہ کوئی نہیں تھا، راقم نے نگاہ کا یہ اشارہ سمجھ لیا اور چارپائی کے ایک کونے میں ترتیب سے رکھی ہوئی گھنٹی اٹھائی، خدمت میں پیش کی حضرت نے بٹن دبایا، مطلوبہ شخص پلک جھپکتے حاضر ہوا حکم دیا گیا وہ کتابچے لائیے جو مولانا محمد رابع صاحب ندوی کو بھیجے گئے، چند ثانیہ میں دو دو رسالے حضرت نے ہمیں عنایت فرمائے، جس میں مصیبت آپڑنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کی تلقین، استعانت بالصبر، استعانت بالصلوۃ کا حکم اس کے اثرات وثمرات، کیفیات ومشاہدات

کے تذکرے کے ساتھ مخصوص ہدایات رقم ہیں۔

ہمارے اعزاز کے لئے یہ کافی ہے کہ یہی رسالے حضرت مولانا علی میاں کے خاص معتمد حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی کو بھیجے اور ہمیں بھی عنایت فرمائے، حضرت مولانا علی میاںؒ کی رحلت کا اثر ہمارے پورے وفد پر تھا لیکن راقم جہاں حضرت مولانا علی میاںؒ سے شاگردی وگرویدگی کا تعلق رکھتا تھا وہیں حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ کے انتقال کے بعد بیعت واسترشاد کا علاقہ بھی جوڑے تھا جس کی اطلاع حضرت ہردوئی کو خلوت میں دی اس نکتہ نظر سے حضرت نے خاص توجہ فرمائی ہم نے چاہا کہ اب حضرت کے سلسلہ میں شمولیت میں اختیار کریں تو حضرت نے فرمایا ابھی ضرورت نہیں استشارہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ گفتگو بالکل تنہائی میں ہوئی اس وقت اس وفد پر حضرت کی خصوصی نگاہ اس لئے تھی کہ حضرت مفتی سعید اجراڑویؒ کے پوتے مولانا اطہر حسین کے بیٹے اور فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسینؒ کے بھتیجے جواں سال عالم، نیک طبیعت، نرم خو، معتدل مزاج جناب مولانا محمد سعیدی صاحب (جواَب ماشاء اللہ مظاہر علوم کے ناظم ہیں) سربراہ وفد تھے اور حضرت کیلئے اجراڑہ کا نام ہی متوجہ ہونے کیلئے کافی ہوتا تھا کہ حضرت مفتی سعید احمد علیہ الرحمہ حضرت کے استاذ تھے، اجراڑہ کے تھے۔

اتنے میں ہمیں پتہ چلا کہ حضرت کو ہماری رات کی بے آرامی اور صحن میں قیام کا پتہ چل گیا پھر کیا تھا تفتیش کے لئے ایک کمیٹی تشکیل پائی اس نے ہم سے سب سے پہلے انٹرویو لیا آپ لوگ کب پہنچے......؟ رات کو ایک بجے......! دروازہ کس نے کھولا......؟ فلاں صاحب نے......! کیا آنے سے پہلے اطلاع کی گئی تھی......؟ جی ہاں! فون کے ذریعہ...... فون کس نے ریسیو کیا......؟ نام بتایا گیا ......دروازہ کھولنے والا اچانک غائب کب ہوا......؟ ہمیں درخت کے نیچے کارکھڑی کرنے کی ہدایت کے بعد...... بے آرامی کا وقفہ کتنا لمبا رہا......؟ ہم نے معذرت کی کہ ہمیں از حد آرام ملا کوئی تکلیف نہیں ہوئی ......نہیں! آپ حقیقت بتائیں حضرت کا حکم ہے......

ایک بجے سے ڈھائی بجے تک ہم مسجد میں مشغول بعبادت رہے، تین بجے کے قریب ہمیں کمرہ پہنچایا گیا۔

اب ہمیں ہدایت ملی کہ مسجد میں جاری مذاکرہ میں چاہیں تو شریک ہوجائیں ہم نے مسجد میں دیکھا کہ ایک واعظ کے ذریعہ رمضان، قرآن پاک، نیک اعمال، روح کو پاکیزہ کرنے والے اسباب بتائے جارہے ہیں پھر حلقے بنادئے گئے دو آدمی کی جوڑی بن گئی اور قرأت قرآن کا مذاکرہ ہونے لگا اذان واقامت، کلمہ طیبہ، مخصوص دعاؤں اور فرائض واجبات نماز، سنن وضو، مستحبات کے مذاکرہ کا نظم ہے۔

حضرت تھانویؒ کی اہم اصلاحی کتب کے منتخبات کے پڑھنے کی تلقین جاری ہے، مسجد میں تعلیم وتعلم، تربیت وتزکیہ کا ایک ماحول بنا ہوا ہے، ہندوستان کے کونے کونے سے علماء کا طبقہ کشاں کشاں کھنچا چلا آیا ہے اور اس

روح پرور ماحول دل گرمادینے والی فضا ضمیر روشن کردینے والے عظیم روحانی بزرگ وپیشوا کے بچھائے خوان معرفت کی خوشہ چینی کررہاہے۔

جیسے ہی ہم مسجد کے نورانی ماحول تعلیم وتربیت کوسرسری طور سے دیکھ کر نکلے تھے کہ حضرت نے طلب فرمالیا، دست بوسی کے لئے ہم خدام حاضر ہوئے، آپ حضرات نے مسجد میں جاری اعمال کا مشاہدہ فرمایا؟ جی حضور! ہم نے شرکت کی، ازحد مسرت ہوئی، فائدہ پہنچا، دل پر یہ ماحول اثرانداز ہوا، دیکھئے یہ سب نقل ہے، ہمارے اندر کچھ نہیں، ہم حضرت تھانوی کے فرامین، ہدایات، احکام اوروضع کردہ اصول کے نفاذ اور نقل کی کوشش کرتے ہیں ورنہ ہمارے پاس کچھ نہیں، آپ حضرات جواں سال ہیں، آپ کا علم تازہ ہے، قویٰ مضبوط ہیں، آپ حضرات ہی کچھ کرسکتے ہیں میں ناتواں کمزور کیا کرسکتاہوں، بس نقل کی کوشش کئے جارہاہوں بس اللہ اصل بنادے۔

پھرایک وقفہ ہوا ایک صاحب آئے، کہنے لگے آپ حضرات سہارنپور سے آئے ہیں؟ حضرت کا حکم ہے کتب خانہ دکھلایا جائے، ہمارے لئے اس سے بڑی خوش خبری کیا ہوتی، مچھلی کی یہی خواہش کہ پانی میں پہنچادی جائے، طالب علم کی خواہش کتب خانے میں پہنچادیا جائے بصد شوق حاضر ہوئے، حضرت کے حکم سے متعدد رسالے ہمیں بطور تحفہ دئے گئے، اسی اثناء میں تحقیقاتی کمیشن آپہنچا پھر کچھ نئے سوالات کئے اور روانہ کیا۔

حضرت نے آٹھ بجے صبح سے پہلے پھر باریابی کے شرف سے نوازا، مدارس میں مدرسین کا کیا کردار ہونا چاہیے؟ منتظمین کی ذمہ داری کیا ہے؟ طلبہ کس طریقہ سے مصروف تعلیم رہیں؟ جیسے موضوعات پر ہدایت کا چشمۂ حیات ابل پڑا، فرمایا مدرس کو اپنے مفوضہ امور سے سروکار رکھنا چاہیے، انتظامی امور میں بالکل دخل نہ دیں، ہاں جب منتظم خود مشورے چاہے تو اعانت سمجھتے ہوئے مشورہ دے اور اس انتظار میں کبھی نہ رہے کہ اس کے دئے ہوئے مشورے کے مطابق منتظم نے عمل کیا یا نہیں۔

اخلاص قبولیت کی شرط اولین وآخریں ہے، طلبہ کو چاہئے کہ جب وہ شروع سال میں فارم داخلہ بھریں تو اس کی نقل اپنے پاس رکھیں کیوں کہ جس قدر شرائط داخلہ فارم میں درج ہوتے ہیں ان پر دستخط کرنے کے بعد طالب علم نے عہدوپیان کرلیا، اب کسی شرط، کسی اصول، کسی ضابطہ کی خلاف ورزی، عہدشکنی کے زمرہ میں داخل ہے، **وکان عہدہ مسئولا** اگر طالب علم اس امر کالحاظ رکھے تو کامیاب طالب علم بن کر ترقیات کی راہ پر گامزن ہوگا، منتظم کو چاہئے کہ وہ خود کو مدرسہ، طلبہ، اساتذہ کا خادم سمجھے کبھی برتری وتفوق کا شکار نہ ہو، پھر فرمانے لگے یہ عجیب بات ہے کہ تمام مدارس کے لوگ اشتہار کیلنڈر میں بڑے فخر کے ساتھ لکھتے ہیں ہمارے مدرسہ میں مہمانان رسول ﷺ کی تعداد اتنی ہے! بتایئے کیا طلبہ کے ساتھ ایک عام مہمان کا سا سلوک مدارس میں کیا جاتا ہے؟ آپ جو لکھتے ہیں اس کے مطابق معاملہ کیجئے اچھی تعلیم اچھی خوراک اچھی پوشاک اچھی نشست گاہ اچھی

قیامگاہ کا انتظام کیجئے، اچھی تربیت کیجئے، ان کو مہمان رسول ﷺ کی طرح عزیز از جاں رکھئے۔

سلسلۂ کلام جاری تھا کہ ایک آگاہ کرنے والے نے کہا حضرت! تفسیر کا وقت ہو گیا ہے، فرمانے لگے چلئے تھوڑی تاخیر ہی سہی یہاں بھی تو اہم باتوں کا تذکرہ اہم لوگوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

فرمانے لگے حضرت تھانویؒ نے بہت غور و خوض کے بعد فائدہ پہنچانے کے لئے تفسیر بیان القرآن مرتب فرمائی، علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے جب اُسے دیکھا تو ایک ہی مجلس میں موجودہ حصہ ختم کر کے فرمایا اب مجھے اطمینان ہے کہ اردو میں بھی دینی علوم منتقل ہو گئے۔

فرمایا: حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن عام لوگوں کے سمجھنے کیلئے لکھا، گو عوامی سطح کے لوگ نہیں سمجھ پاتے۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن کو بہت آسان بنا دیا، یہ تفسیریں عام لوگوں کے لئے لکھی گئیں کہ لوگ پڑھیں سمجھیں رہنمائی حاصل کریں اور عمل کر کے فلاح یاب ہوں لیکن اس سلسلہ میں بے توجہی کی حد ہو گئی لوگوں نے صرف تلاوت پر اکتفا کر لیا جب کہ تلاوت خود ایک مستقل عبادت ہے اور قرآن سمجھنا مستقل عبادت ہے اس ضرورت کو محسوس کر کے ہم نے سب سے پہلے اشرف المدارس میں تفسیر بیان القرآن کا سلسلہ شروع کیا، انداز بہت سہل، وقت بہت مختصر، ہلکی پھلکی تشریح کے ساتھ منشاء قرآن سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے اس درس قرآن کے شریک طلبہ پر بڑے مفید اثرات مرتب ہوئے۔

جس روز والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما کی تفسیر بیان کی گئی اس دن ایک طالب علم آیا اور کہنے لگا حضرت! میں چوری کا مرتکب ہوں کیا کروں؟ پوچھا گیا آپ نے کہاں اور کیسے چوری کی؟ وہ کہنے لگا دودھ تقسیم کرنے پر مقرر کیا گیا تھا میں یا تو طلبہ کو مقررہ حصہ سے کم دیتا یا پانی ملا دیتا اور بچا ہوا دودھ خود پی جاتا اب میں کیا کروں؟ ہم نے اسے تسلی دی اور استفسار کیا یہ بتاؤ اندازہ کے مطابق دودھ کی کتنی مقدار چوری کی جب مقدار طے ہو گئی تو قیمت کا اندازہ کیا گیا اب طالب علم کے پاس کہاں کہ وہ ادا کرے، صورت اسی نے یہ تجویز کی کہ اتنے مہینے مطبخ سے ملنے والا دودھ اپنے حصہ کا میں نہیں لوں گا تا کہ برابر ہو جائے تو بہ تلہ الگ رہا۔

فرمایا قرآن کریم کے اندر جو قبیح اثر ہے وہ اور کسی کتاب اور کسی تالیف میں ہرگز نہیں اس لئے عزیز و قرآن کے درس کو عام کیجئے!

حضرت نے اس دن کا درس قرآن مقررہ وقت سے بیس منٹ تاخیر سے شروع فرمایا یہ تھی حضرت کی اصول پسندی، ضابطہ بندی، وقت کی پابندی کی حیثیت کے مقاصد کے حصول کے لئے یہ چیزیں تھیں جب مقصد کا حصول ان کی تقدیم و تاخیر میں ہوتا تو بلا تکلف ایسا کرتے۔

اس سہارنپوری وفد سے تحقیقاتی کمیشن پھر آملا اور اس نے رپورٹ میں کہارات کے وقت میں دو ملازم متعین

رہتے ہیں ایک رخصت پرتھا دوسرے پر دوہری ذمہ داری آگئی جس کی وہ تاب نہ لاسکا اور دروازہ کھول کر تھکا ہارا نیند کا مارا جاکے سوپڑا اس لئے آپ حضرات کو زحمت ہوئی ہم بصمیم قلب معذرت کرتے ہیں یہ جملے سن کر ہمیں بہت شرمندگی کا احساس ہوا ہمیں ہر طرح کی راحت پہنچی، حضرت کی شفقت وعنایت اور خصوصی توجہ نے ہمیں باغ باغ کردیا۔

حضرت نے ہم ناکاروں کو پھر یاد فرمایا اور پوچھنے لگے اب جانے کا پروگرام ہے کس ٹرین سے ارادہ ہے، کار ہمارے ساتھ ہے موسم کی خرابی کی وجہ سے ریل گاڑی سے سفر نہیں کیا گیا وفد کو الوداعیہ جملہ سے رخصت فرمایا، مولانا محمد سعیدی صاحب (ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور) سے کچھ گفتگو فرمائی، راقم نے تنہائی میں کچھ عرض کیا اور حضرت کے قیمتی جواہر پارے سے تابندگی حاصل کرنے کی کوشش کی۔

اس ملاقات، زیارت، عنایت اور حد درجہ کرم فرمائی کا اثر بار بار کھینچ کر ہردوئی کے گلستاں میں گل چیننے کیلئے لے جاتا رہا ان گلوں سے دل کے گل دان کو کس قدر سجایا، یہ جانے رحمان، اب دل بیقرار بصارت وبصیرت کے گل چراغ لئے چراغ جلانے والے کو ڈھونڈ رہا ہے، کہیں وہ چراغ نظر نہیں آتا۔

☆☆☆

آہ! وہ ہستی ہمارے درمیاں سے اُٹھ گئی

مولانا عزیز النبی مظاہری، خانقاہ شاہِ ابرار بریلی گیٹ، رام پور، یوپی

فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے پیدا ہونے والے زخم ابھی مندمل بھی نہ ہوئے تھے اور ان کی جدائی سے ابھی آنکھیں نم ہی تھیں کہ میرے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب نے بھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا

کچھ یاس سے تسکین دل مضطر کو ہوئی تھی
پھر چھیڑ دیا زخم جگر ہائے تمنا

حضرت فقیہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے بعد سے مسلسل یہ جستجو اور خصوصی حلقہ میں گفتگو رہی کہ اب اپنے ان گناہ گار ہاتھوں کو اصلاح کے لئے کس شخصیت کے ہاتھ میں دیا جائے منجانب اللہ قلب میں بار بار یہ داعیہ پیدا ہوتا رہا کہ ابھی سلسلۂ تھانوی کے آخری چراغ محی السنۃ حضرت مولانا ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی حیات ہے اس کو غنیمت سمجھا جائے، اس لئے اس داعیہ کو امر الٰہی تصور کرتے ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا روحانی معالج بنانا طے کر لیا۔

۱۳؍جولائی ۹۸ء کو رام پور میں حضرت والا کی نسبت سے حضرت محی السنۃؒ کے خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ پھولپوری کے ذریعہ خانقاہ شاہِ ابرار کا قیام عمل میں آیا اس وقت سے حضرت والاؒ کے خلفاء و متعلقین اور مریدین و منتسبین کی یہاں آمد و رفت شروع ہو گئی، راقم الحروف نے ہردوئی حضرت والاؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر کارگذاری بھی گوش گذار کی، خانقاہ شاہِ ابرار کے نام سے مطبوعہ لیٹر پیڈ بھی پیش کیا، خوشی کا اظہار فرمایا اور بطیب خاطر خانقاہ شاہ ابرار رامپور کے قیام کی اجازت و تائید فرمائی۔

۲۰؍اگست ۲۰۰۰ء میں فقیہ الاسلام حضرت مولانا شاہ مفتی مظفر حسینؒ اور مولانا محمد سعیدی کا سفر رامپور رہا، اس موقع پر حضرت فقیہ الاسلامؒ نے خانقاہ شاہِ ابرار کا باقاعدہ افتتاح فرمایا، جب ہی سے حضرت والا ہردوئی کی خدمت میں ہم خدام کے آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے وصال کے بعد حضرت ہردوئی کی پرکشش شخصیت کی طرف طبیعت راغب ہونے لگی اس لئے مولانا محمد سعیدی ناظم مظاہر علوم (وقف) و جانشین فقیہ الاسلامؒ سے عرض کیا کہ ہردوئی اس غرض سے حاضری کا ارادہ ہے آپ بھی تشریف لے چلیں۔

مولانا موصوف فوراً تیار ہو گئے اور ششماہی امتحان کے بعد چلنے کو کہا جس کیلئے پیشگی رزرویشن بنوالیا گیا، فون

کے ذریعہ حضرت والا کے خادم مفتی فہیم صاحب بجنوری اور بھائی ارشد صاحب خادم حضرت والا کو اطلاع دی کہ ہم دونوں بغرض بیعت حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہورہے ہیں چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ حضرتؒ اتنی جلد کسی کو بیعت نہیں فرماتے بلکہ بسا اوقات سال بھر اور چھ ماہ تو تقریباً مکاتبت ومراسلت ہی میں لگ جاتے ہیں اس لئے مفتی فہیم صاحب بجنوری سے اپنی آمد کی غرض بھی عرض کردی گئی انہوں نے فرمایا کہ آپ دونوں حضرات قصد السبیل، جزاء الاعمال اور حقوق الاسلام ان تینوں کتابوں کا مطالعہ کرکے آئیں، چنانچہ ہم دونوں نے ان کا مطالعہ کیا۔

جمعرات کی صبح تقریباً ساڑھے نو بجے ہماری ٹرین ہردوئی پہنچی تو ہم لوگوں نے دیکھا کہ دو نوجوان شرعی وضع قطع، نورانی چہرہ، تھانوی پنچ کلی ٹوپی لگائے ٹرین میں سرگرمی کے ساتھ کسی کو تلاش کررہے ہیں ان میں ایک نوجوان حافظ شکیل احمد صاحب (جو پہلے ہمارے مدرسہ کاشف العلوم کے طالب علم رہ چکے ہیں) بھی تھے ان سے ملاقات اور مصافحہ کے بعد میں نے معلوم کیا کہ آپ لوگ کس کی تلاش وجستجو میں سرگرداں ہیں وہ دونوں ایک ساتھ بولے کہ کیا آپ کے ساتھ مدرسہ مظاہر علوم وقف کے ناظم مولانا محمد سعیدی صاحب بھی تشریف لائے ہیں میں نے کہا جی ہاں! تو وہ استفہامی نظروں سے دیکھنے لگے۔

مولانا محمد سعیدی نوجوان، متوسط القامت، متناسب الاعضاء اور بہت ہی سادگی پسند وسادہ طبیعت رکھنے والے فرد ہیں، ان کو دیکھ کر ایک عام انسان قطعاً اندازہ نہیں کرسکتا کہ دنیائے اسلام کے دوسرے بڑے ادارے مظاہر علوم (وقف) کے یہ ناظم ہوسکتے ہیں۔

بندہ نے ناظم صاحب کا تعارف کرایا تو وہ نوجوان بولے کہ

''ہمیں حضرت والا نے آپ کو اسٹیشن پر لینے کیلئے بھیجا ہے، گاڑی اور ڈرائیور باہر موجود ہیں''

یہ سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو آگئے کہ کہاں حضرت والا کا مقام ومرتبہ اور کہاں ہم خوردوں پر یہ شفقت وعنایت، ہم لوگ گاڑی میں پہنچے، ائیر کنڈیشن گاڑی تھی جیسے ہی مدرسہ اشرف المدارس کے گیٹ پر ہماری گاڑی رُکی تو مفتی فہیم صاحب بجنوری استقبال کے لئے موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ

''کئی مرتبہ حضرت والا آپ لوگوں کو معلوم کرچکے ہیں''۔

ہمیں مہمان خانہ میں ٹھہرادیا گیا تھوڑی دیر کے بعد مہمان خانہ کے بجائے حضرت والا کے مکان سے ناشتہ آیا اور ہم لوگوں کو آرام کا حکم مل گیا، حضرت والا کو آمد کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے بعد نماز ظہر ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوا۔

ایک عریضہ کے ذریعہ ہم لوگوں نے بیعت کی درخواست کی جواباً اطلاع ملی کہ آپ لوگ بعد نماز مغرب کمرۂ خاص (نشست گاہ حضرت والا) پر حاضر ہوجائیں یہ سن کر ہماری حیرت ومسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ عصر سے قبل اطلاع آئی کہ

''آپ لوگ بعد نماز عصر چائے پر حضرت والاؒ کی خصوصی نشست گاہ میں پہنچ جائیں''۔

حسب اجازت ہم لوگ حجرۂ خاص میں پہنچے، ہمیں دیکھ کر حضرت والاؒ نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور مولانا محمد سعیدی صاحب ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور کو اپنے پہلو میں بٹھا کر ان سے نہایت شفقت آمیز گفتگو فرماتے رہے، یہاں تک کہ مجلس کا وقت شروع ہوگیا اور مجلس شروع ہوگئی، اذان مغرب کے قریب مجلس اختتام پذیر ہوئی سب لوگ مسجد تشریف لے گئے، بعد نماز مغرب پھر حجرۂ خاص میں حاضری ہوئی، حضرت والا نے معلوم فرمایا کہ آپ لوگ باوضو ہیں یا نہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم باوضو ہیں! وضو کر کے آئے ہیں! تب حضرت نے دونوں کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر بیعت فرمایا جس پر ہم لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا۔

بیعت کے بعد راقم نے عرض کیا کہ حضرت! مظاہر علوم وقف کی ذمہ داری مولانا محمد سعیدی پر آپڑی ہے، آپ ان کی اور مدرسہ کی سرپرستی فرمائیے، حضرت والا نے تھوڑے توقف کے بعد فرمایا کہ

''وقتاً فوقتاً مشورہ کرتے رہیں جو بات ضروری ہوگی بتادی جائے گی''

اس کے بعد مولانا حسب الحکم حضرت سے اپنے ذاتی اور مدرسہ کے اہم امور میں مشورے لیتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے رہے۔ حضرت والا نے فرمایا

''جس پر بڑوں کی طرف سے کوئی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے اور وہ اخلاص کے ساتھ کام کرتا ہے تو منجانب اللہ اس کی رہنمائی ہوتی ہے، ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر طرف سے آپ کی نصرت فرمائے''۔

اس کے بعد نماز عشاء کی ادائیگی اور روانگی کی تیاری ہوئی بوقت رخصت حضرت والا نے پھر اپنے کمرہ میں بلایا اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں، معانقہ فرمایا اور دعائیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

''آپ ہمارے استاذ (قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ) کے پوتے ہیں، آپ کے آنے سے ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے، آپ کی روانگی کیلئے گاڑی کا نظم کردیا گیا ہے جو آپ کو اسٹیشن تک پہنچائیگی اگر آپ کی ٹرین میں کچھ تاخیر ہو تو اسٹیشن سے متصل حاجی کبیر صاحب کے یہاں آرام کرسکتے ہیں''۔

ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوگئے مگر یہ کس کو معلوم تھا کہ دوسرے سال ۱۸؍ مئی ۲۰۰۵ء کو ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوجائیں گے۔

مولانا محمد سعیدی صاحب کی سعادت وخوش نصیبی دیکھئے کہ وہ انتقال کے روز حضرت والا سے دیر تک محو گفتگو رہے اور یہ حقیر مولانا محمد سعیدی کی یاد فرمائی کے باوجود وہاں پہنچنے سے قاصر رہا، سچ ہے یہ سب تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا جس پر راضی رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ آج ہزاروں سوگواروں کے ساتھ جنازہ میں شرکت کے موقع پر کل گذشتہ حاضر نہ ہو پانے کی حسرت بار بار ستاتی رہی۔

جان کر منجملۂ خاصان میخانہ تجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

فصلِ گل

اندر چمن

مفتی نذر توحید مظاہری

محی السنۃ حضرت الحاج مولانا شاہ ابرار الحق حقی مظاہری ہردوئیؒ ایک عظیم مصلح ومربی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؒ سے احیاء سنت واصلاحِ امت کا بہت بڑا کام لیا ہے، تصحیح قرآن آپ کو خصوصی مناسبت تھی، ہر مقام پر تصحیح قرآن کے ساتھ تعلیم قرآن پر زور دیتے اور اس کا طریقہ بھی بتلاتے۔

جامعہ مظاہر علوم کے مایہ ناز فاضل وفرزند حضرت مولانا نور محمد لدھیانویؒ کے قواعد تجوید کے مطابق مرتب کردہ ''نورانی قاعدہ'' پڑھنے پڑھانے کا رواج آپ کی مثالی قربانیوں کا مرہون منت ہے، ہردوئی میں علماء وفضلاء اور معلمین کی تدریب کیلئے باضابطہ ایک شعبہ قائم فرمایا تھا جہاں ''نورانی قاعدہ'' کا طریقۂ تعلیم بتلایا جاتا ہے، جس سے استفادہ کے بعد لوگ اس نہج کو اپنا کر کم وقت میں تصحیح قرآن پر قابو پا کر اپنے اپنے علاقوں میں اس طریقۂ تعلیم کو رواج دیتے ہیں چنانچہ یہ حضرت والاؒ کے خلوص کی برکت ہے کہ آج اس طرح کی تعلیم کا رواج ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ دیگر ممالک وامصار میں بھی ہو گیا ہے۔ جو حضرت محی السنۃؒ کا بہت بڑا فیض وکارنامہ ہے اور یقیناً زندہ جاوید کرامت ہے۔

مدرسہ امداد العلوم انکی ضلع رانچی میں ۵؍دسمبر ۱۹۹۳ء مطابق ۲ جمادی الثانیہ ۱۴۱۴ھ بروز یکشنبہ جلسۂ دستار بندی طے تھا حضرت محی السنۃؒ نے اس میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمادی تھی، ۴؍دسمبر ۱۹۹۳ء کو حضرت محی السنۃؒ سیالدہ ایکسپریس سے گیا پہنچے، گیا سے چترا کے راستہ سے انکی جانا طے ہوا اور نظام یہ مرتب ہوا کہ ناشتہ مدرسہ قاسمیہ گیا میں، نماز ظہر اور ظہرانہ یہاں جامعہ رشید العلوم چترا میں، ظہر کی نماز کے بعد چترا سے روانہ ہو کر بابو ناتھ، چندوا، ارسونس وغیرہ ہوتے ہوئے انکی جانا ہے، مدرسہ قاسمیہ گیا میں ناشتہ سے فارغ ہو کر حضرت والاؒ نے بذریعہ فون راقم سے فرمایا کہ

''پیٹ ہے تھیلا نہیں ہے اس لئے کھانا چترا میں نہیں کھاؤں گا البتہ ناشتہ دان میں رکھ دیا جائے، جہاں ضرورت ہوگی وہاں کھا لیا جائے گا''۔

حضرت محی السنۃؒ جامعہ اسلامیہ رشید العلوم چترا تشریف لائے، حضرت کے استقبال میں طلبہ، اساتذہ اور اہل شہر موجود تھے، اس مجمع کو دیکھ کر حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ امر بالمعروف کے لئے ایک جماعت ہے، نہی عن المنکر کیلئے

بھی ایک جماعت ہونی چاہیے۔ جامعہ میں مسجد زیر تعمیر تھی اس لئے مدرسہ کے برآمدہ میں جماعت ہوتی تھی تو فرمایا کہ مسجد میں نہ جانے کے اعذار کو فقہاء نے بیان کیا ہے اور یہاں ان میں سے کوئی عذر نہیں ہے اس لئے میں نماز کے لئے مسجد جاؤں گا تا کہ مسجد کے ثواب سے محرومی نہ ہو چنانچہ حضرت والا نماز ظہر کے لئے خانقاہ والی مسجد تشریف لے گئے، مسجد میں لالٹین لٹک رہی تھی اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں جاتا ہوں، لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا ہوا؟ فرمایا کہ یہاں مسجد میں لالٹین لٹک رہی ہے۔ جس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے تو میں بھی ایسی جگہ نماز نہیں پڑھوں گا جہاں فرشتوں کو اذیت ہو رہی ہو۔ فوراً لالٹین کو مسجد سے باہر کیا گیا اور حضرت سے وعدہ کیا گیا کہ مسجد میں مٹی تیل والی لالٹین نہیں جلائیں گے، نماز سے فراغت کے حضرت سے مصافحہ کے لئے لوگ بڑھے تو حضرت محی السنۃؒ نے فرمایا کہ تین حدیثیں سنو گے یا مصافحہ کرو گے، لوگوں نے عرض کیا کہ حدیثیں سنیں گے تو آپ نے مسجد کے صحن میں کھڑے کھڑے احادیث سنائیں اور مسجد سے نکل کر گاڑی پر سوار ہو گئے، اسی طرح بالوناتھ سے گذرتے ہوئے چندہ پہنچے، چندہ مین روڈ پر واقع یعقوب ہوٹل میں عصر کی نماز پڑھی گئی اور نماز کے بعد فرمایا کہ کھانا لاؤ! دسترخوان بچھایا گیا جس پر اشعار لکھے ہوئے تھے تو آپ نے اس دسترخوان کو اٹھوا دیا اور فرمایا کہ یہ حروف کی بے ادبی ہے اور ادب کے خلاف ہے کہ ایسے دسترخوان کو استعمال کیا جائے کہ جس پر کچھ تحریر ہو چنانچہ اپنا دسترخوان طلب فرمایا جو سادہ کپڑا تھا اسے بچھایا گیا اور کھانا تناول فرمایا اس کے بعد میسوکرا، سونس، بیجو پاڑہ ہوتے ہوئے انگی پہنچے، حضرت والا جہاں جہاں سے گذرے مساجد سے مٹی تیل والی لالٹین ہٹتی چلی گئی، اس تاریخ سے پورے خطہ میں مساجد میں جلنی بند ہو گئی۔

بعد مغرب انگی پہنچے، حضرت والا نے جامع مسجد انگی میں عشاء کی نماز ادا فرمائی اور مسجد کی صفائی، قرآن کریم وجزدان کی صفائی ستھرائی وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے رہے، مصلّی کی صفائی اور صفوں کی ترتیب پر بھی توجہ دلاتے رہے، فجر بعد بھی لوگوں کو سنتوں پر عمل کرنے کی توجہ دلائی اور منکرات سے بچنے کی ہدایات فرماتے رہے۔

جلسۂ دستار بندی کا پروگرام ارباب مدرسہ نے مرتب کیا، حضرت والا نے فرمایا کہ پروگرام مجھے دکھایا جائے، پروگرام میں چند مقررین کے بعد حضرت والا کا خطاب تھا، اس مرتب شدہ پروگرام کو لے کر مولانا خورشید احمد صاحب مہتمم مدرسہ امداد العلوم انگی اور مولانا منظور عالم قاسمی لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے ملاحظہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ پہلے میری تقریر ہوگی چنانچہ حضرت والاؒ نے تعلیم قرآن کی اہمیت، تصحیح قرآن کے طریقوں، معروف ومجہول میں فرق، سنتوں کی اہمیت وضرورت اور منکرات پر تنبیہ فرمائی، تقریباً دو گھنٹہ تک یہ وعظ جاری رہا اور آپ ہی کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

حضرت محی السنۃؒ کی تشریف آوری کی برکت آج بھی اس خطہ میں نظر آتی ہے کہ مساجد میں مٹی تیل والے لالٹین جلنے بند ہو گئے، منکرات میں کمی آئی، اللہ تعالیٰ ہم سبھی پس ماندگان کو حضرت والا کے مشن کو آگے بڑھانے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے آمین۔

☆☆☆

مادہائے تاریخ وصال سلطان زماں مولانا ہردوئی

۲۰۰۵ء

۱۴۲۶ھ	۲۰۰۵ء
ان کتاب الابرار لفی علیین، یوم الحساب	شمع کاشانہ رہبر راہِ خدا
وقت سعید ان الابرار لفی نعیم	خادم خاص مرد کامل مولانا عبد اللطیف
ان المتقین فی جنت النعیم	عمدۃ الامرا رہبر راہ خدا
پاک دامن شہ ابرار سراپردہ وصال	صاحب درجات تشریف می برند
زین عالم رہبر راہِ خدا	خندہ گل تشریف می برند
تشریف می برند، بقائے ابدی	مستقر صلاح اشرف المدارس
مالک گلزار اشرف المدارس	داعیٔ حق حضرت ابرار
گرامی محل اشرف المدارس	جائے سرور خانقاہ مولانا ابرار الحق ہردوئی
حاتم روزگار ابرار الحق	حضرت مولوی ابرار صاحب
گلشن اقالیم دعوۃ الحق ہردوئی	تھے مظاہر وقف کے قبلہ نما
پرواز بلبل مظاہر	تھے مظاہر وقف کے آبِ گہر
صوفیٔ زماں محی السنۃ ابرار الحق	ہوگیا گل بزم اشرف کا چراغ کوکبی
سلطان دنیا بسوئے جنت	علامۂ زماں حضرت مولانا ہردوئی
مسعود زماں محی السنۃ ابرار الحق	شاہ ابرار الحق مظاہری

معدن احسان محی السنۃ ابرارالحق	قطب دہر ابرارالحق اشرف المدارس ہردوئی
ہمدم صادق محی السنۃ ابرارالحق	پاک دامن مولانا سید ابرارالحق اشرف المدارس ہردوئی
محی السنۃ ابرار الحق بعالم فانی	قطب الاقطاب ابرارالحق نگراں اشرف المدارس
رونق چمن مولانا شاہ ابرارالحق	چراغِ آخر
شمس العلوم شاہ ابرارالحق	صوفی دہر ناظم دعوۃ الحق
بلبل بستاں شاہ ابرارالحق	منبع کرم فرزند مظاہر چل بسا
عارف زماں شاہ ابرارالحق	ماہ مجلس مولانا ابرارالحق بانی اشرف المدارس ہردوئی
جانشین وحیدِ زماں شاہِ اشرف	سال وفات صاحب نگاہ مولانا ابرارالحق
ولی حق ابرارالحق حقی پسر محمود الحق حقی	سال وفات پاکیزہ قلب مولانا ابرارالحق
طالب جنت ابرارالحق ابن محمود الحق	دیار خطۂ صالین میں سپرد خاک
ناظم افروز عالم	ملجائے عالم تھانوی چراغ بھی گل ہوگیا
اہل طریقت مولانا ابرارالحق	
معدن جودوکرم مولانا ابرارالحق مجاز پھولپوری	
مقبول عالم مرجع الانام مولانا ابرارالحق	
مکان آرائش خطۂ صالحین	
حقیر ناچیز ابوریحان ناصرالدین لکھیم پوری	ناتواں ناصؔر مظاہری

کاروانِ اہلِ حق اس پر نہ کیوں ہو غمزدہ
کارواں کے سر سے میرِ کارواں جاتا رہا

حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

اے برارالحق چہ احساں کردۂ

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم

(خلیفہ ومجاز محی السنۃ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ)

اے برارالحق چہ احساں کردۂ — ماہ جانم را چہ تاباں کردۂ

نقش پائے انبیاء و اولیاء — پیشوائے بارگاہِ کبریا

جانِ خود باجان تو دریافتم — زیں گدائی صد حیاتے یافتم

اندرونِ فقر شاہی دیدہ اَم — خواجگی اندر گدائی دیدہ اَم

اے کہ ممونت دلِ بیمار من — اے جنیدؒ و رومیؒ و عطارؒ من

چشم ما دَرہجر چوں خونریز شد — بہر جانم شہر تو تبریز شد

انت شیخ انت مصباح الطریق — انت لی نعم الصدیق والرفیق

یا حبیبی انت کالشمس المنیر — ہم چو مہ نورم زنورت مستنیر

اے برارالحق خدائے برترت — گوہر رحمت ببارد برسرت

پیش نور آفتابت اے برار — اختر و صد اختراں را چہ شمار

من چہ گویم پیش تو شکر وثنا

آفتاب آمد و اخترؔ شد فنا

کارواں کے سر سے میر کارواں جاتا رہا

حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری مدظلہٗ العالی، شیخ الحدیث جامع الہدیٰ مرادآباد

میکدہ ویراں ہوا پیر مغاں جاتا رہا
تھانوی میخانہ کا اُف پاسباں جاتا رہا

ساغر و جام و سبو سب ہیں حزین و سوگوار
آج میخانے سے ساقی مہرباں جاتا رہا

تھا حکیم الامتِ تھانہ بھون کی یادگار
ہردوئی میں آخری تاباں نشاں جاتا رہا

خانقاہ تھانوی کا آخری تاباں چراغ
دیکے صدموں کی ہمیں تاریکیاں جاتا رہا

جانشینِ حکیم الامت تھانہ بھون
ایک امانت تھی وہ اس کا پاسباں جاتا رہا

لرزہ بر اندام ہے ملت کا ہر فردِ حزیں
ملتِ بیضاء کا ہائے پشتیباں جاتا رہا

حسنِ فطرت سے منور جو رخِ ابرار تھا
جلوہ ریزی مدتوں کر کے کہاں جاتا رہا

دید جس کی تھی دوائے دل علاج ہو خلش
آہ وہ ہی تاجدار مہوشاں جاتا رہا

ذرے جس کے فیض سے خورشید تاباں بن گئے
جلوے برسا کر جہاں میں ضوفشاں جاتا رہا

ابرِ رحمت بن کے برسا جو فضا پر مدتوں
گلستاں کو دے کے وہ شادابیاں جاتا رہا

سرزمینِ ملت اسلامیہ زرخیز ہے
اس زمیں سے رحمتوں کا آسماں جاتا رہا

جب ہوئے شوق اور جذبات دروں حد سے فزوں
لے کے دل میں اشتیاقِ مستعاں جاتا رہا

بادۂ طیبہ کا ساقی ہوگیا روپوش آہ
ہر زباں پر ہے کہ جانِ میکشاں جاتا رہا

تاجدارِ علم و عرفاں اہل دل کا پیشوا
سیدِ ابرار، امامِ عالماں جاتا رہا

جس کے عزم و حوصلے سے پست تھا کوہِ بلند
بہرِ حق کر کے وہ سعی بیکراں جاتا رہا

کیوں نہ روئے ملت غمگین اس محسن کو جو
دین کے سمجھا کے اَسرارِ نہاں جاتا رہا

وہ فرائض اور سنن کی حکمتوں کا آشنا — تھا معلم حکمتیں کر کے بیاں جاتا رہا

لذت و فرحت بھی ہے اور عزت وراحت بھی ہے — سنتِ احمد میں یہ کر کے بیاں جاتا رہا

جس کی انتھک کوششوں سے ہمت مرداں تھی ماند — چھوڑ کر دار العمل کو وہ پیرِ نوجواں جاتا رہا

دے کے تجوید قرآنِ پاک و سنت کو فروغ — رحمتوں میں از پئے آرام جاں جاتا رہا

میکدے اور جام و پیمانہ کو کہہ کر الوداع — مستیوں میں جانِ جاں کے آستاں جاتا رہا

دل میں برپا ہو گیا جب جوش وصلِ یار کا — مسکراتا ہنستا خنداں شاداں جاتا رہا

باغ ہستی میں بہارِ سنتِ خیر الوریٰ — کر کے شاداب اور خنداں باغباں جاتا رہا

ظلمتِ بدعت میں روشن کر کے سنت کا چراغ — خندہ لب سوئے جناں خلد آشیاں جاتا رہا

جس کو لرزاں کر نہ پائے حادثاتِ زندگی — وہ وقار و حلم کا کوہِ گراں جاتا رہا

تھا ہدایت اور راحت جس کا ہر زریں اصول — وہ اصولِ زندگی کا پاسباں جاتا رہا

بہر اہل حق جو روح وراحت وتسکین تھا — اہل باطل پر تھا جو برقِ تپاں جاتا رہا

جس کا ثانی کوئی اخلاق ومروت میں نہ تھا — اس جہاں سے خلق کا وہ مہرباں جاتا رہا

خدمت ِ احیاء سنت پر لگا کر زندگی — آہ محی السنۃ جانِ گلستاں جاتا رہا

خلق کی اصلاح کا جس کو ہوا جذبہ نصیب — وہ اصولِ تربیت کا رازداں جاتا رہا

جس پہ نازاں تھے اکابر اور اصاغر سب کے سب — اُف جہاں سے آج فخرِ ایں وآں جاتا رہا

ہے وفاتِ حضرت ابرار ایسا حادثہ — کر کے سب کو اشکبار وغم نشاں جاتا رہا

خلق ساری جس کے غم میں ہو رہی ہے اشکبار — سوئے جنت آہ وہ جنت نشاں جاتا رہا

ہر گل وغنچہ ہوا ہے گلستاں کا سوگوار — وہ بہارانِ حسین کا جانِ جاں جاتا رہا

کاروان اہل حق اس پر نہ کیوں ہو غمزدہ — کارواں کے سر سے میر کارواں جاتا رہا

تذکرہ ہر بزم میں تھا بس یہی روزِ وفات — اِس جہاں سے شاہ و ابرار جہاں جاتا رہا

چھوڑ کر ہم سب کو بے چین و پریشاں مضطرب — ساتھ لے کر راحتِ وآرامِ جاں جاتا رہا
رہروؤں کو راہ میں اُف چھوڑ کر وہ چل بسا — کارواں کو کر کے وہ صیدِ فغاں جاتا رہا
شومیٔ قسمت ہماری ہوگئے محروم ہم — رحمت باری کا عمدہ سائباں جاتا رہا
خادموں پر جس کی رہتی مہربانی کی نظر — حیف وہ ہی مہربانِ خادماں جاتا رہا
عاشقانِ مصطفےٰ کا جو رہا بن کر اَمیر — وہ امامِ عاشقانِ عالیشان جاتا رہا
بلدۂ طیبہ سے دیتا تھا سدا مخمور جو — مستیوں میں سوئے بزمِ میکشاں جاتا رہا
''موت عالم موت عالَم'' کی یہی تفسیر ہے — بزم عالم کا تھا جو روحِ رواں جاتا رہا
تاجدارِ اہل سنت شاہ ابرار جہاں — ہر زباں کہتی ہے وہ شاہِ زماں جاتا رہا
ہوگئے رخصت محی السنۃ تاجِ اولیاء — تاجدارِ علم وعرفاں بیگماں جاتا رہا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا وہ سپوت — عاشقِ قرآن وسنت عالی شاں جاتا رہا
جس پہ نازاں علم وعرفان وتصوف کا چراغ — بزم عشاق نبی کا ترجماں جاتا رہا
فخرِ قوم وملک وملت شوکت ہندوستاں — وہ نشانِ عظمت اسلامیاں جاتا رہا
عظمت اسلام کے جس نے کئے پرچم بلند — خدمت قرآن پر وہ دے کے جاں جاتا رہا
بعد والوں کے لئے سامانِ عبرت چھوڑ کر — ورقۂ ہستی پہ لکھ کر داستاں جاتا رہا
شاہِ ابرار محی السنۃ حقف کیا گئے — سنت و دین نبی کا ترجماں جاتا رہا
جہل کی ظلمت میں کر کے علم کا روشن چراغ — دے کے وہ ماحول کو تابانیاں جاتا رہا
ہر روش جس نے سجائی تھی بہت ہی شوق سے — سینچ کر خونِ جگر سے گلستاں جاتا رہا
پتہ پتہ گلشن عرفاں کا مرجھایا ہے آج — چھوڑ کر بزم بہاراں باغباں جاتا رہا
آبیاری گلشن سنت کی کر کے عمر بھر — بزمِ سنت کو بنا کر نوحہ خواں جاتا رہا
ماحی بدعت تھا جو اور حامی سنت تھا جو — زندگی قربانِ دیں کر کے کہاں جاتا رہا

خدمتِ دیں پر لگا کر اپنی ساری زندگی
خادمِ دینِ نبی سوئے جناں جاتا رہا

فضل فرما بخش دے تو حضرت مرحوم کو
تیرا بندہ ترے در پر مستعاں جاتا رہا

بخش دے اور جنت الفردوس میں دیدے مکاں
تیرا بندہ جانب دارِ جناں جاتا رہا

طالب غفران حاضر ہے درِ غفار پر
لے کے امید عنایت ناتواں جاتا رہا

بخش دے اس غازیؔ عاصی کو بھی اے رب غفور
راہِ عصیاں پر حقیر وناتواں جاتا رہا

مغفرت فرمادے ساری امت محبوب کی
بالخصوص اس کی جو در پر مستعاں جاتا رہا

دل پہ غازی زخم کتنے لگ رہے ہیں پے بہ پے
جس پہ دل مائل ہوا وہ جانِ جاناں جاتا رہا

☆☆☆
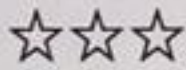
نرخ اشتہار آئینہ مظاہر علوم سہارنپور

(۱) بیک ٹائٹل 4 کلر	5000 روپئے
(۲) بیک ٹائٹل نصف صفحہ 4 کلر	3000 روپئے
(۳) ٹائٹل کا اندرونی پہلا صفحہ	2500 روپئے
(۴) بیک ٹائٹل کا اندرونی صفحہ	2000 روپئے
(۵) بیک ٹائٹل کا اندرونی نصف صفحہ	1500 روپئے
(۶) اندرونی صفحہ مکمل	1000 روپئے
(۷) اندرونی صفحہ نصف	600 روپئے

نوٹ:۔ پورے سال کے لئے 10% کی مزید رعایت ہوگی۔

☆ جاندار تصاویر اور غیر شرعی کاروبار کے اشتہارات قابل قبول نہیں ہوں گی۔

مظاہر علوم (وقف) سہارنپور فون: 0132-2653018

نذرانۂ عقیدت

بخدمت حضرت اقدس مرشدی مولائی مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم

مفتی محمد شعیب اللہ خان ظرفی (بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم بنگلور)

حضرتِ ابرار کا دربار ہے یہ پر جلال
سب کو ملتا ہے جہاں عرفان کا آبِ زلال

لڑکھڑاتے ہیں جہاں بادشاہوں کے قدم
وہ یہی دربار ہے ابرارِ حق کا پُر جلال

آپ کی سیرت ہے عکس سیرت فخر رُسل
اور صورت آپ کی ہے نازشِ حسن وجمال

ہیں جمالی بھی جلالی بھی بحسنِ امتزاج
آپ کے اس وصف سے شرمندہ ہیں شمس وہلال

اک نظر بھی آپ کی ہے کیمیائے لاجواب
آگئے جس سے ہدایت پر بسا بے دین وضال

مصطفےٰ کی سنتوں کا رات دن چرچا ہے یاں
اور ہے تصحیح قرآں کا نظام بے مثال

فکر امت آپ کی ہے ایک وجہِ امتیاز
اتباع شرع و سنت آپ کا رازِ کمال

حضرتِ اشرف کے سچے اور آخر جانشیں
اور انہیں اسلاف کے وہ ترجمانِ بے مثال

سالکینِ راہِ حق اور عارفین ذات حق
کردیا سب کو رموزِ عشق وعرفاں سے نہال

علم کامل، زہد وتقویٰ، عشق وعرفاں لاجواب
آپ کے اوصاف سے ہیں چند یہ حسنِ خصال

ہے دعاء میری خدائے دوجہاں سے اے شعیب
آپ سے ہو رشتۂ انس وعقیدت لازوال

☆☆☆

دوسال قبل مدرسہ جامعہ مسیح العلوم بنگلور میں حضرت محی السنۃؒ کی آمد کے موقع پر یہ نظم لکھی گئی مگر حضرت کی اچانک طبیعت ناساز ہوجانے کی بناء پر تشریف آوری نہ ہوسکی اور حضرت والا بمبئی تشریف لے گئے۔ (شعیب اللہ مفتاحی)

مرثیہ مولانا ابرار الحق

۱۴۲۶ھ

قاری محمد قاسم لوہاروی

نوحہ خواں ہے سرزمیں اور آسماں ہے اشکبار
روہی ہے آج مخلوقِ خدا زار وقطار

ہوگیا گل بزمِ اشرف کا چراغ ضوفشاں
ہوگیا نورِ ولایت حیف آنکھوں سے نہاں

دین و ملت کا مجاہد مردِ مومن باوقار
حضرت ہردوئی والا نیک طینت بردبار

گونجتی ہے دفعتاً ہر سو خبر یہ دل خراش
جس کو سن کر فرطِ غم سے ہوگیا دلِ پاش پاش

غرق ہو کر رہ گیا ہے بحرِ غم میں اک جہاں
چار جانب آج اشکوں کا سمندر ہے رواں

حادثہ سنگین رحلت کا ہوا جو آشکار
دامنِ صبر و تحمل کرگئی وہ تار تار

میرا مرشد، میرا ہادی، میرا رہبر چل بسا
آہ وہ اک عامل قرآن و سنت چل بسا

بجھ گئی شمع فروزاں بجھ گیا روشن چراغ
ہوگیا ہردوئی بھی آج ظلمت کا شکار

داغِ فرقت دے کے رخصت ہوگئے منہ موڑ کر
نقشِ پا دنیا میں اپنا وہ گئے ہیں چھوڑ کر

تھے سراپا ذات عالی آپ کا تقویٰ شعار
اے تعالی اللہ ان پر تھا یہ فضلِ کردگار

حق تعالیٰ سے ہے یہ ان کے لئے قاسمؔ دعا
جنت الفردوس میں ہو درجہ اعلیٰ تر عطا

☆☆☆

پیرزادہ ایسوسی ایٹس

انجینئیرس اینڈ کانٹریکٹر

تمام اقسام کے نقشہ جات خصوصاً مساجد ◉ مدارس دینیہ

◉ اسٹیمیٹ ◉ اسٹرکچر ڈیزائن ◉ پائیلنگ

◉ چہرہ الیویشن ◉ واٹرٹینک ◉ بلڈنگ سپرویزن

کے لئے ہماری بہترین خدمات آپ کے لئے حاضر ہیں۔
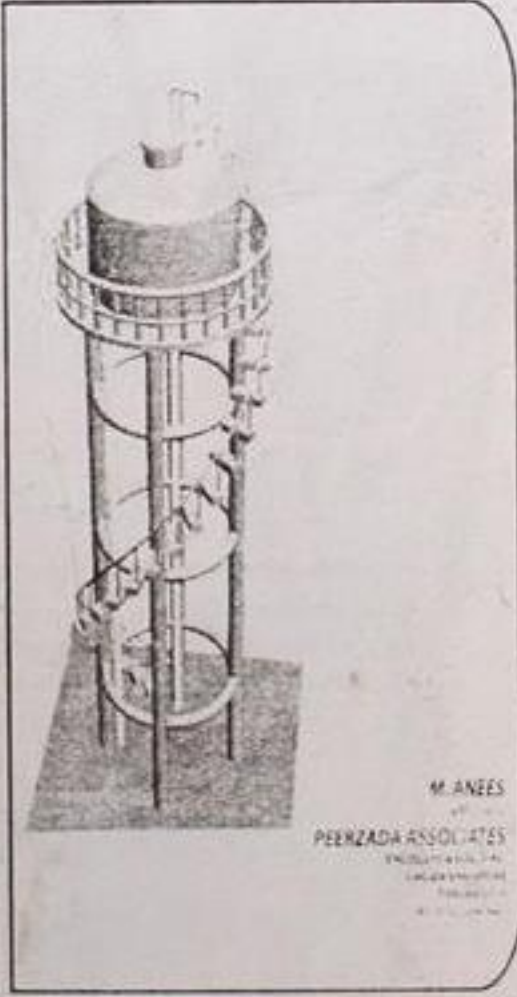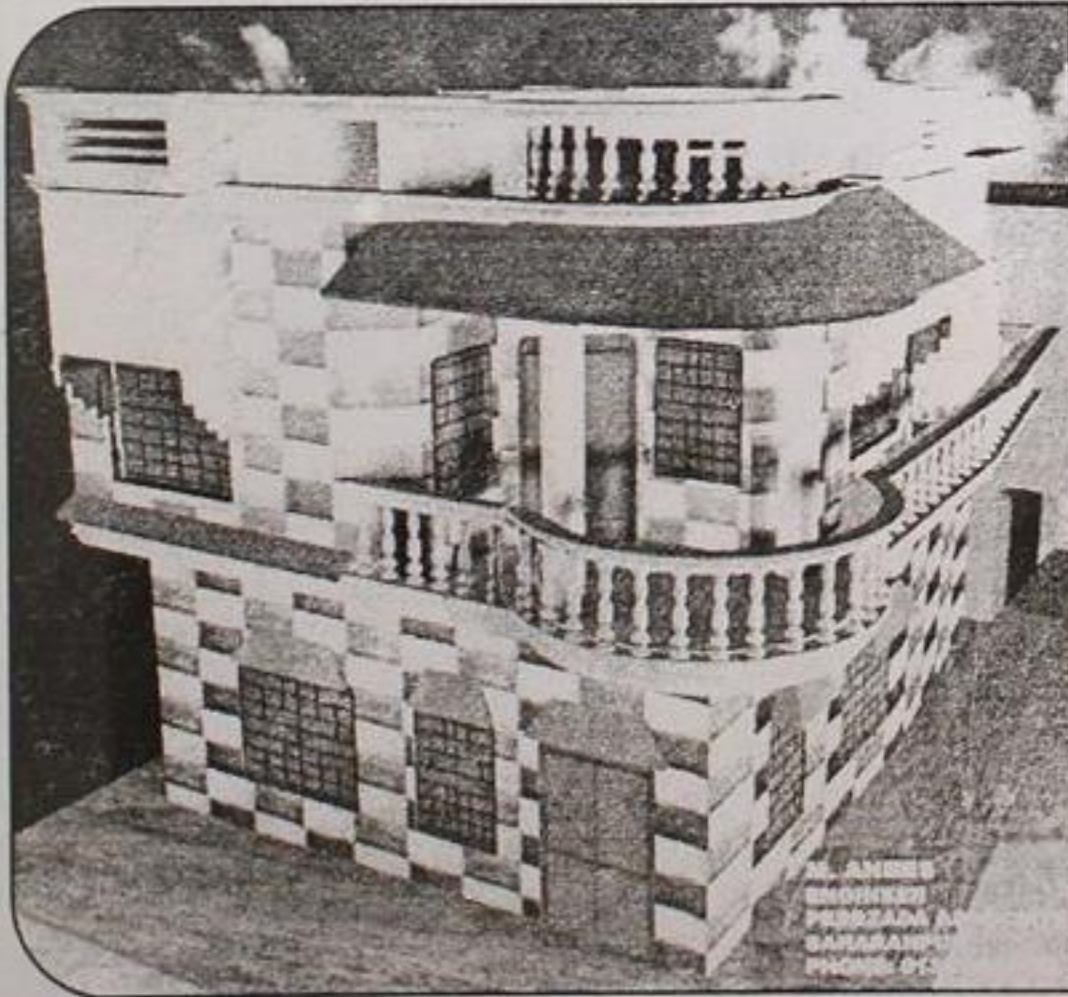
رابطہ: محمد انیس پیرزادہ (سول انجینئر)
چوک شاہ مدار، سہارنپور
فون: آفس-2645792، موبائل: 9897830877, 9897230817

تبرکات
اس مضمون میں حضرت مولانا ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسے سے دی جانے والی سند فراغ اور اس کا عکس جمیل، دورۂ حدیث شریف میں
حاصل کردہ امتیازی نمبرات، اساتذۂ دورۂ حدیث شریف کے اسمائے گرامی، نظمائے مدرسہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف
پرقاضوی، مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رام پوری، فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین اور جانشین فقیہ الاسلام حضرت
مولانا محمد سعیدی مدظلہ العالی سے حضرت محی السنہ کی جانب سے ارسال کئے گئے خطوط کا عکس جمیل شامل ہے۔
(ان خطوط کی اصل کاپیاں راقم الحروف کے پاس موجود ہیں)
ناصر الدین مظاہری

ناصر الدین مظاہری
معاون مدیر ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم
مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، یو پی

9412680779
Nasiruddin Mazahiri
Sub Aditor Aaina-e-MazahirUloom (Monthly)
Mazahir Uloom (Waqf) Saharanpur (U.P.)

التاریخ ۲۰؍رجب المرجب ۱۴۲۶ھ Date..........

مخدوم المقام حضرت اقدس ناظم صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ الحمد للہ مظاہر علوم (وقف) کے ترجمان ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم کا خصوصی شمارہ محی السنہ نمبر تیاری کے مرحلے میں ہے، اس شمارہ کو ترتیب سے وقیع تر بنانے کیلئے راقم الحروف کو محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی [illegible] مدرسہ ہذا سے متعلق چند معلومات درکار ہیں۔

(۱) حضرت محی السنہ نے مظاہر علوم (وقف) سہارنپور سے کس سن میں فراغت حاصل فرمائی؟

(۲) آپ کے دورۂ حدیث شریف کے وہ نمبرات جو آپ نے سالانہ میں حاصل فرمائے!

(۳) حضرت علیہ الرحمہ کی سند کا عکس!

(۴) آپ کے اساتذہ کرام کے اسماء گرامی!

(۵) دورۂ حدیث شریف کے چند اہم رفقاء کے اسماء گرامی!

مذکورہ بالا تفصیلات مدرسہ کے لیٹر پیڈ پر دئے جانے کا حکم صادر فرماکر شکر گزار فرمائیں۔

ناصر الدین مظاہری

جناب مولانا سید قمر عارف علی صاحب دفتر تعلیمات مظاہر علوم وقف
سلّمہ مسنون!
۲۰ رجب ۱۴۲۶ھ

آپ اپنی نگرانی میں درج بالا نمبر [illegible] اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے متعلق ذکر بالا ریکارڈ دفتر تعلیمات کے کسی آدمی سے تلاش کرادیں، [illegible] مدرسہ کے لیٹر پیڈ پر لکھ کر دی جائیں اور اس کی ایک نقل محفوظ کرلی جائے، [illegible] جو چیز مطلوب ہے کسی غیر ذمہ دار شخص کے حوالہ نہ کی جائیں، فقط

[illegible] ۲۱؍۵؍۲۶ھ

ناظم و متولی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مولانا الطاف حسین صاحب سلّمہ مسنون!
حسب الحکم حضرت ناظم صاحب درج بالا معلومات مدرسہ کے پیڈ پر تحریر کرکے دیدی جائیں، اسکی نقل محفوظ رکھی جائے۔

[illegible] عفی عنہ
۲۲ رجب ۱۴۲۶ھ
ناظم تعلیمات
مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

دفتر مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور (یوپی)

MADRASA MAZAHIR ULOOM (WAQF) SAHARANPUR 247001 (U.P.) INDIA Ph.0132-2653018

تاریخ ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۳ر جولائی ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم جناب حضرت اقدس ناظم صاحب زید مجدکم (ناظم اعلیٰ مظاہر علوم وقف سہارنپور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تفصیلات مستفسرہ متعلقہ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ابن مولوی محمود الحق صاحب ہردوئی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت محی السنہ رحؒ نے ۱۳۵۶ھ میں یہاں سے فراغت حاصل فرمائی۔

۲۔ دورۂ حدیث شریف کے امتحان سالانہ کے حاصل کردہ نمبرات درج ذیل ہیں۔

بخاری شریف	مسلم شریف	ترمذی شریف	ابوداؤد شریف	نسائی شریف	طحاوی شریف
۲۱	۲۰	۱۵½	۱۷	۱۹	۱۶

شمائل ترمذی شریف	مؤطا امام محمد شریف	مؤطا امام مالک شریف	ابن ماجہ شریف
۲۱	۱۵½	۱۵	۱۵

"کل نمبرات ۱۷۵ ہیں۔"

۳۔ لیٹر پیڈ پر سند کا مکمل عکس نہ آنے کے سبب الگ سے دیا جا رہا ہے۔

۴۔ دورۂ حدیث شریف کے اساتذہ یہ ہیں۔ حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحبؒ پور قاضوی۔ حضرت مولانا عبد الرحمن صاحبؒ کامل پوری۔ حضرت مولانا منظور احمد خان صاحب سہارنپوریؒ۔ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ۔

۵۔ دورۂ حدیث شریف آپ نے دو سال پڑھا۔ پہلے سال ۱۳۵۵ھ میں بیمار ہو گئے تھے اس لئے کل کتابوں کا امتحان نہ دے سکے۔ اگلے سال ۱۳۵۶ھ میں دوبارہ داخلہ لیکر فراغت حاصل فرمائی، پہلے سال کے رفقاء میں حضرت مولانا قاضی مظہر الدین بلگرامی (ہردوئی)۔ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ رسول پور (سہارنپور) قابل ذکر ہیں۔ اور دوسرے سال ۱۳۵۶ھ میں کل ۵۰ حضرات نے سند فراغت حاصل فرمائی جن میں خواجہ محمد عظیم ترکستانی، مولانا حافظ محمد سلیمان سورتی اور مولانا عبد العزیز صاحب لبستوی قابل ذکر ہیں۔

یہ تحریر مدرسہ کے [illegible] آئینہ مظاہر علوم
مولوی ناصر کے ہمراہ کر دی گئی ہے۔ اشاعت کی اجازت ہے
قبل از اشاعت تحریر [illegible] ۲۹/۵/۲۶ھ

ناظم و متولی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

محمد الطاف حسین
معین نائب مہتمم تعلیمات
معین نائب مہتمم تعلیمات ۲۵/۶/۲۶ھ
مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

1194
سند درجہ اولیٰ

سَنَدُ الفَرَاغ

من المدرسة العربية الشهيرة بمظاهر علوم الواقعة ببلدة سهارنفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الواحد الاحد الصمد رافع السماء بغير عمد الذى اكرم بمتصلات نعمائه وانعم بمتواليات آلائه خلق الانسان فى احسن تقويم وخلع عليه خلع التشريف والتكريم والصلوة والسلام على افضل رسله وهادى سبله الذى جعل الصلوة عليه من اوضح براهين الحسنات والسلام عليه من اهدى سبل الكمالات سيدنا ومولانا محمد سيد الاولين وسند الآخرين وعلى آله واصحابه الهادين المهديين وبعد فان اخانا فى الدين الشيخ الفاضل الحافظ السيد ابرار الحق ابن المولوى السيد محمود الحق المتوطن ببلدة هردوئى يو. فى. الهند قد دخل هذه المدرسة العربية الشهيرة بمظاهر علوم سهارنفور يو. فى. الهند (صانها الله تعالى عن الآفات والشرور) فى اوائل شهر شوال المكرم سنة تسع واربعين بعد الف وثلث مأة (١٣٤٩ھ) من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوة والتحية واقام فيها تسع سنين. قرأ على مدرسيها الكتب المتداولة من العلوم المختلفة بالتدبر والاتقان فمن علم التفسير تفسير سورة البقرة من البيضاوى والجلالين والجزء الاول من المدارك ومن علم الحديث الصحاح الستة نعنى بها الجامع الصحيح للامام البخارى والجامع الصحيح للامام مسلم بن الحجاج القشيرىؒ والجامع للترمذى مع كتاب الشمائل له والسنن لابى داؤد والسنن للنسائى والسنن لابن ماجة القزوينى والاكثر من شرح معانى الآثار للطحاوى والمؤطا للامام مالك بن انس المدنى الى كتاب الحج والمؤطا للامام محمد بن الحسن الشيبانى ومشكوة المصابيح ومقدمة المشكوة وشرح نخبة الفكر ومن علم الفقه المجلدين الاولين من الهداية ومن شرح الوقاية وكنز الدقائق والمختصر للقدورى ونور الايضاح ومنية المصلى ومن علم اصول الفقه التوضيح مع التلويح ومسلم الثبوت ونور الانوار واصول الشاشى ومن علم الفرائض السراجية ومن علم البلاغة والمعانى مختصر المعانى وتلخيص المفتاح ومن علم الادب ديوان الحماسة والديوان للمتنبى ونفحة اليمن ومفيد الطالبين ومن علم العروض عروض المفتاح ومن علم النحو شرح الكافية للجامى والكافية وهداية النحو وشرح مأة عامل ونحومير ومن علم الصرف پنج گنج والفصول الاكبرية ودستور المبتدى وزنجانى ومن علم المنطق سلم العلوم والمير قطبى والقطبى وشرح التهذيب لليزدى والتهذيب والمرقاة وايساغوجى وقال اقول والكبرى وتيسير المنطق ومن علم الفلسفة شرح هداية الحكمة للعلامة صدر الدين الشيرازى المعروف بالصدرا والشمس البازغة والهدية السعيدية ومن علم الهيئة التصريح وشرح الجغمينى والسبع الشداد ومن علم الهندسة والحساب المقالة الاولى من تحرير اقليدس وخلاصة الحساب ومن علم المناظرة الرشيدية ومن كتب الفارسية انوار سهيلى ورقعات امان الله حسينى فلما رحل مطايا السفر بعد ان ادرك من تحصيل مرامه الوطر ونال من تحصيل ما توفر رغبته فيه حظا اوفى واوفر طلب منا السند واستجازنا وهو على ما نراه بحمد الله تعالىٰ شاب صالح اهل للدرس والافادة فنودعه ونحن عنه راضون وهو عنا راض ونجيزه بما قرأه علينا او غيره وهو يسمع كما اجازنا مشائخنا الكرام على الشروط المعتبرة عند علماء هذا الشان ونعطيه هذه الصحيفة الانيقة سنداً وهو السند للدرجة الاولىٰ ونوصيه بتقوى الله تعالىٰ فى السر والعلانية وبلزوم السنة السنية واجتناب البدعة المضلة وان يشتغل بتعليم علوم الدين ويفيض على الطلبة بسجالها ويُشغل سره بالذكر والفكر فى خلالها وان لا يميل الى الدنيا ولذاتها وان لا يعرج على ابنائها ومزخرفاتها وان لا يخاف فى الله لومة لائم وان لا ينسانا من صالح دعواته فى خلواته وجلواته وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالىٰ على افضل الرسل سيدنا ومولانا محمد وآله واصحابه اجمعين.

كتب فى ٢٢ ربيع الاول ١٣٧٩ھ

امضاءات الاركان والمدرسين

محمد اسعد الله مدير المدرسة - محمد زكريا عفا عنه الكاندهلوى - صديق احمد مدرس - بنده ظهور الحق.

اميراحمد كان الله له الكاندهلوى - العبد الاحقر منظور احمد غفرله سهارنفورى - عبدالمجيد نائب مدير المدرسة - ٢٢ ربيع ١٣٧٩ھ

نقل مطابق اصل ہے [illegible]

ناظم و متولی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

مکتوب گرامی محی السنۃ حضرت مولانا ابرارالحق حقی ہردوئی
بنام ـــــ شیخ الاسلام حضرت مولانا عبداللطیف پور قاضوی، ناظم مظاہر علوم سہارنپور

مخدومی حضرت ناظم صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ یہ ناکارہ خیریت سے ہے، حضرت والا کی خیریت نیک مطلوب۔

ہردوئی واطراف ہردوئی سے بفضلہ تعالیٰ مقامی لوگوں کو نسبتاً بندہ کی طرف توجہ ہوری ہے اور یہ سب آپ حضرات کی دعا کی برکت ہے نیز اساتذۂ کرام کے مواعظ حسنہ کا فیض ہے۔ اس سلسلہ میں ہردوئی میں اپریل کے دوسرے ہفتہ یعنی ۱۱،۱۲،۱۳ جمعہ، شنبہ، یکشنبہ کو مواعظ کا انتظام کیا گیا ہے اور پنجشنبہ وجمعہ کو بعض قصبات ہردوئی میں بھی بیانات زیر غور ہیں اس لئے عرض ہے کہ مولانا مفتی محمود حسن صاحب، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کو ہردوئی کے جلسے کے لئے شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی جاوے۔ واپسی مواعظ یکشنبہ، دوشنبہ کو واپسی ہو سکتی ہے۔ پنجشنبہ کی صبح کو وہاں سے سفر فرمایا جاوے۔ قبل عصر ہردوئی تشریف آوری ہو جاوے گی، جواب گرامی نامہ کے بعد یہاں کا نظم مرتب کیا جاوے گا۔ اگر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب مدظلہ العالی کے لئے کوئی عذر ہو تو حضرت مولانا امیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ان کی جگہ بھیج دیا جاوے یا جن کو مدرسہ تجویز فرمائے۔ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب کے لئے خصوصیت سے عرض ہے ان کو ضرور اجازت مرحمت فرمائی جاوے۔ غرض کہ دو صاحبان کے لئے درخواست ہے جو بیے مدرسہ کی مصالح کا جیسا مقتضی ہو۔ مولوی امیر حسن سلام مسنون عرض کرتے ہیں۔ والسلام ناکارہ خادم ابرارالحق عفا عنہ ۱۳ [illegible] یوم دوشنبہ

پتہ: حضرت مولانا حافظ عبداللطیف مدظلہ، ناظم مظاہر علوم سہارنپور

مکتوب گرامی محی السنہ حضرت مولانا ابرار الحق حقی ہردوئی

بنام...... حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہؒ، ناظم مظاہر علوم وقف سہارنپور

مخدومی حضرت مولانا صاحب زید مجدہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع کی جارہی ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری کا ۱۲ اگست ۶۳ء کو کراچی میں وصال ہوگیا۔ اس خبر سے دل و دماغ معطل ہیں آج احقر پھولپور حضرت مرحوم و مغفور کے چھوٹے صاحبزادہ و صاحبزادیوں کے پاس جارہا ہے آپ سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر کی توفیق کی درخواست ہے

ناکارہ ابرار الحق

مخدومی حضرت مولانا صاحب زید مجدہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع کی جارہی ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری کا ۱۲/اگست ۱۹۶۳ء کو کراچی میں وصال ہوگیا، اس خبر سے دل و دماغ معطل ہیں آج احقر پھولپور حضرت مرحوم و مغفور کے چھوٹے صاحبزادہ و صاحبزادیوں کے پاس جارہا ہے۔

آپ سے مرحوم کے لئے دعا، مغفرت اور ہم سب پسماندگان کے لئے صبر کی توفیق کی درخواست ہے۔

والسلام

ناکارہ ابرار الحق

۲۶/ربیع الاول ۸۳ھ ۱۷/اگست ۱۹۶۳ء

पोस्ट कार्ड
POST CARD

بخدمت شریف عالی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب

مہتمم مظاہر علوم سہارنپور

Mazaharul uloom

Saharanpur

U.P.

پتہ: بخدمت شریف عالی جناب حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب مدظلہ العالی مہتمم مظاہر علوم سہارنپور

بنام...... فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ، ناظم مظاہر علوم سہارنپور

۷۸۶

مکرم ومحترم　　زید مجدہ السامی　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ نے مشرف فرمایا، جواباً معروض ہے کہ میں نے جس طالب علم کو تحریر دی تھی اس کو سمجھا دیا تھا کہ اگر داخلہ کھلے تو یہ تحریر دے دینا، انہوں نے وعدہ بھی کیا تھا اسی لئے اس میں کسی مدرسہ کا نام نہ تھا، سال سابق میں مدرسہ کا نام بھی تحریر کیا گیا ہے۔ تعجب ہے کہ اس کے باوجود انہوں نے تحریر پیش کردی جس سے بہت ہی افسوس ہوا، ان کی اس بے عنوانی پر میں اپنی سفارش واپس لیتا ہوں، اب داخلہ کھلنے پر بھی میری طرف سے کوئی سفارش نہیں، حسب مصالح معاملہ فرمایا جاوے نیز معروض ہے کہ مدرسہ کھلنے کے باوجود اگر مصالح کی وجہ سے کسی کا داخلہ نہ کیا جاتا تو بھی بحمد وتعالیٰ اس ناکارہ پر اس کا کوئی اثر نامناسب نہ ہوتا اس لئے معروض ہے کہ آئندہ اگر ایسی صورت ہو تو کسی معذرتی تحریر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ناکارہ سفارش تحصیل اجر کے لئے کردیتا ہے آئندہ جیسا آپ حضرات کی مصالح کا تقاضہ ہو۔ والسلام

ناکارہ خادم ابرار الحق

مورخہ ۷ / شوال ۱۴۰۰ھ ۲۹ / اگست ۱۹۸۰ء

پتہ: مکرم ومحترم جناب مولانا مفتی مظفر حسین صاحب زید مجدہ السامی قائم مقام ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بنام...... فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ، ناظم مظاہر علوم سہارنپور

۷۸۶

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ کے یہاں مدرسہ میں ملازمین کی تنخواہ کی تقسیم کا کیا معمول ہے؟ آیا رویت کے حساب دی جاتی ہے مثلاً اگر چاند ۲۹ کا ہوا تو اس حساب سے اور اگر ۳۰ کا ہوا تو اس حساب سے یا ہمیشہ ۳۰ ہی کے حساب سے دی جاتی ہے، چاہے رویت ۲۹ کی ہی کیوں نہ ہو بہر حال جو بھی اصول جاری ہو اس سے مطلع فرمائیے، ممنون ہوں گا۔

ناکارہ خادم ابرارالحق

ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی، فون نمبر ۱۳۳

पोस्ट कार्ड
POST CARD
केवल पता
ADDRESS ONLY

Madrsa
Mazahrul Ulum
Saharan pur

پتہ: مخدوم مکرم جناب مہتمم صاحب مدرسہ مظاہر العلوم زید مجدہ السامی سہارنپور

بنام...... جانشین فقیہ الاسلام حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب مدظلہ، ناظم مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

باسمہ تعالیٰ
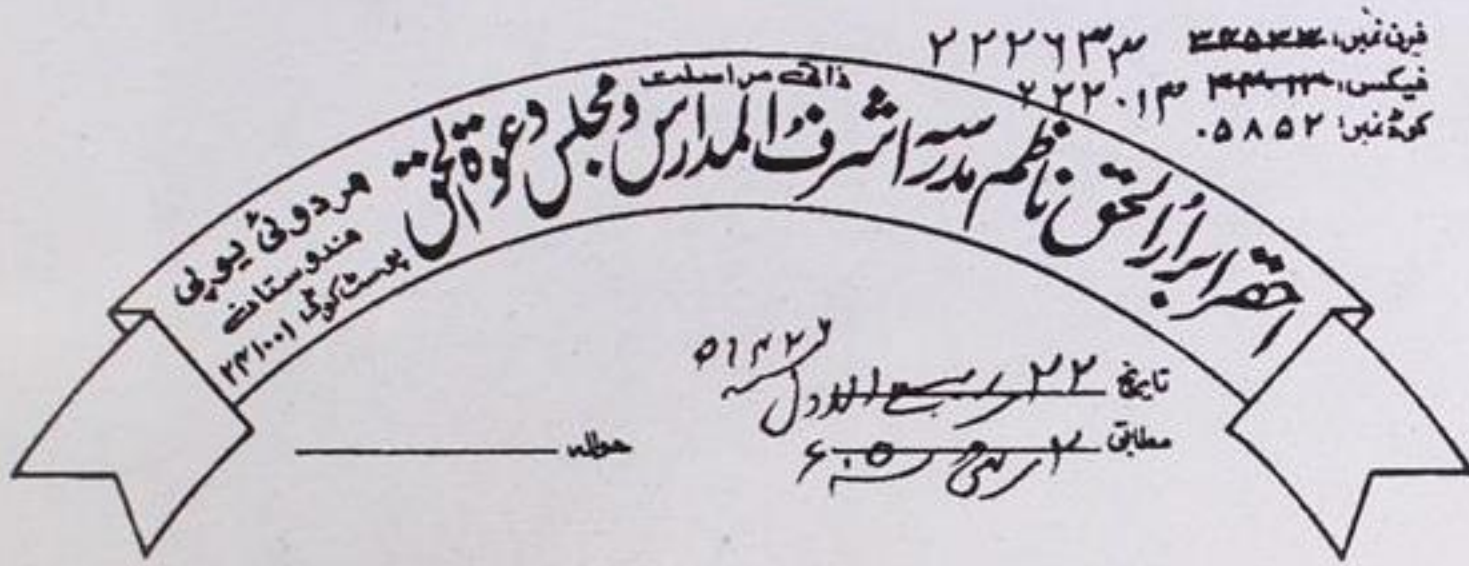
فون نمبر: ۲۲۲۶۳۳
فیکس: ۲۲۲۰۱۳
کوڈ نمبر: ۵۸۵۲۰

ذاتی مراسلت

احقر ابرار الحق ناظم مدرسہ اشرف المدارس و مجلس دعوۃ الحق ہردوئی یوپی ہندوستان پن کوڈ ۲۴۱۰۰۱

تاریخ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء
حوالہ ــــــــــ

مکرم و محترم جناب مہتمم صاحب زید لطفہ مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) آپ کے مدرسہ میں طلباء کرام کیلئے موسم سرما میں گرم پانی کا نظام رہتا ہے یا نہیں!

(۲) مسجد میں مصلیان کرام کیلئے گرم پانی کا نظام رہتا ہے یا نہیں؟

(۳) مدرسہ میں کتنے حلقہ ہیں اور کس قدر طلباء ان میں رہتے ہیں۔

(۴) مدرسہ میں کتنے جنریٹر ہیں اور کس کس طاقت کے ہیں؟

(۵) مدرسہ کی برقی ضروریات ان سے پوری ہوجاتی ہیں یا نہیں؟

جواب کیلئے رجسٹرڈ لفافہ مرسل ہے۔

والسلام

ابرار الحق

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۰۵ء

مکرم و محترم جناب مہتمم صاحب زید لطفہ مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) آپ کے مدرسہ میں طلباء کرام کے لئے موسم سرما میں گرم پانی کا نظام رہتا ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد میں مصلیان کرام کے لئے گرم پانی کا نظام رہتا یا نہیں؟ (۳) مدرسہ میں کتنے حلقہ میں اور کس قدر طلباء ان میں رہتے ہیں؟

(۴) مدرسہ میں کتنے جنریٹر ہیں اور کس کس طاقت کے ہیں؟ (۵) مدرسہ کی برقی ضروریات ان سے پوری ہوجاتی ہیں یا نہیں؟

جواب کے لئے رجسٹرڈ لفافہ مرسل ہے۔ والسلام ابرار الحق

تار کا پتہ "دعوۃ الحق ہردوئی" | ۶۸۶ | قائم شدہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء

PHONE: 133

مجلس دعوۃ الحق ہردوئی یو پی انڈیا

PIN 24:001

MAJLIS DAWATULHAQ HARDOI U.P. (INDIA)

تاریخ .... ۱۳۹ھ مطابق ۱۹۷ء

خلاصہ اغراض و مقاصد

۱. اجراء و الحاق مکاتب
۲. مدرسین کے تصحیح کلام پاک و طریقہ تعلیم کا انتظام
۳. اعانت طلبہ و تعلیم کنندگان بصورت وظائف
۴. تبلیغ بذریعہ تبلیغ وعظ و نصائح
۵. وعظ کے خواہشمند حضرات کے لئے ضروری انتظام کرنا۔
۶. دینی تعلیمات و احکام اسلام کی اشاعت کرنا
۷. دینی احکام اور اسلامی و دینی امور کی وقتاً فوقتاً اشاعت
۸. منکرات کی اصلاح اور وقتی احکام کی وقتاً فوقتاً اشاعت کرنا
۹. برائے مطالعہ دینی کتب تقسیم کرنا
۱۰. ہر قمری ماہ کے شنبہ کی شب میں تبلیغی و اصلاحی اجتماع
۱۱. بشرط ضرورت مساجد و تراویح کا نظم
۱۲. نکاح خوانی و سند دیا جانا
۱۳. لاوارث اموات کی تجہیز و تکفین کا نظم
۱۴. برائے فسخ نکاح پنچایت اسلامی کا نظم
۱۵. عامۃ المسلمین کی وقتی و دینی ضروریات دکھوں میں امداد کرنا
۱۶. کارہائے مندرجہ بالا کیلئے مالی جدوجہد حدود شرع کے اندر کرنا۔

مکرم و محترم زید مجدکم السلام [illegible]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible] ۱۹۷۶ء [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابرار الحق

ناظم
مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

خلفاء ومجازین

مولانا محمد عارف مظاہری، آیڈیٹر آئینہ مظاہر علوم سہارنپور

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء ومجازین دو طرح کے تھے ۔ (۱) مجازین بیعت (۲) مجازین صحبت ۔ مجازین بیعت کی تعداد ۱۰۳ ہے اور مجازین صحبت ۳۶ ہیں ۔

مجازین بیعت ہندستان میں ۶۰ پاکستان میں ۶، انگلینڈ میں ۱، امریکہ میں ۱، افریقہ میں ۳، سعودی عرب میں ۵، اور بنگلہ دیش میں ۲۷ ہیں ۔

چند شخصیات کے اسمائے گرامی

☆ حضرت مولانا بشارت علی صاحبؒ	ہردوئی
☆ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کراچی
☆ جناب حکیم کلیم اللہ صاحب	علی گڑھ
☆ جناب مولانا افضال الرحمٰن صاحب	ہردوئی
☆ حضرت مولانا ایوب صاحب	انگلینڈ
☆ حضرت مولانا یحییٰ بھام صاحب	افریقہ
☆ حضرت مولانا سلیمان صاحب	ڈھانچی
☆ جناب عبدالحق صاحب ڈیسائی	افریقہ
☆ حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب	بنگلہ دیش
☆ جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب حیدرآبادی	جدہ
☆ جناب مفتی عبیدالرحمٰن صاحب کرناٹکی	ہردوئی
☆ جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب انجینئر	کرناٹک
☆ جناب مفتی محمد عبداللہ صاحب مظاہری پھولپوری	اعظم گڑھ
☆ جناب مولانا عبدالاحد صاحب	تاراپور
☆ جناب مولانا عبدالمنان صاحب قاسمی	سیتامڑھی

☆ جناب مولانا عبد القوی باقوی صاحب — حیدر آباد

☆ جناب انوار الحق صاحب — جدہ

☆ جناب اعجاز صاحب حیدر آبادی — مدینہ طیبہ

☆ جناب منصور علی خان صاحب — مدینہ طیبہ

☆ جناب خلیق اللہ صاحب — مکہ مکرمہ

☆ جناب مولانا محمد مظہر صاحب — کراچی

☆ جناب مولانا محمد شعیب صاحب — ہردوئی

☆ جناب مولانا محمد یعقوب اشرف صاحب — راندیر

☆ جناب مولانا شیر علی صاحب — ترکیسر

☆ جناب مولانا قمر الدین صاحب — دیوبند

☆ جناب قاری ابوالحسن اعظمی — دیوبند

☆ جناب مفتی محمد ارشد صاحب — جلال آباد

☆ جناب مولانا مفضال الرحمٰن صاحب — ہردوئی

☆ شاعر اسلام جناب محمد کامل صاحب — الہ آباد

☆ جناب مولانا فیض الحسن صاحب (مجاز صحبت) — ہردوئی

☆ جناب مولانا محمد زکریا صاحب کیرانوی — سہارنپور

☆ جناب مولانا محمد قاسم صاحب — کٹک

☆ جناب مولانا اظہر کریم صاحب — کٹک

☆ جناب مولانا انعام صاحب — ایٹہ

☆ جناب مفتی سعید الرحمٰن صاحب — ممبئی

☆ جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب — ممبئی

☆ جناب اسمٰعیل صاحب بوڑہ (مجاز صحبت) — ممبئی

☆ جناب صدیق احمد صاحب (مجاز صحبت) — ممبئی

☆ جناب علیم الحق صاحب — علی گڑھ

اور بھی دیگر خلفاء و مجازین ہیں جن کا ذکر طوالت کے پیش نظر ترک کیا جارہا ہے۔

☆☆☆

جامعہ عربیہ

تعلیم القرآن ناہل

ایک طویل عرصہ سے مقامی و بیرونی کثیر طلبا کی تعلیمی خدمات، اسلامی اصولوں کے پیش نظر تربیت، علوم اسلامیہ کی اشاعت، تبلیغ دین کے فرائض بالخصوص فن ترتیل وتجوید کی خدمات بحمد اللہ انجام دے رہا ہے۔

اللہ کے فضل وکرم سے جامعہ ہذا ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد اور علوم وفنون کے نظام میں ترقیات کے پیش نظر ایک قطعہ آراضی تیرہ لاکھ روپے میں خرید لیا گیا ہے جس میں دس لاکھ روپئے کی ادائیگی باقی ہے، زندہ دل برادران اسلام سے مخلصانہ درخواست کی جاتی ہے کہ جامعہ ہذا کی مذکورہ ضروریات کی تکمیل کیلئے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون فرمائیں جو صدقۂ جاریہ بھی ہے اور بخشش کا ذریعہ بھی۔

ترسیل زر کا پتہ

مولانا عبدالباطن ندوی جامعہ عربیہ تعلیم القرآن
موضع ناہل، ضلع غازی آباد، یوپی
فون نمبر
0120-2678894,987141039
9810750051

080855/40/49/DL/U-88

AAINA-E-MAZAHIRULOOM MONTHLY
MAZAHIRULOOM WAQF SAHARANPUR (U.P.) INDIA
PH. 0132-2653018